ماہنامہ

الرُشد

لاہور

اپریل 1999

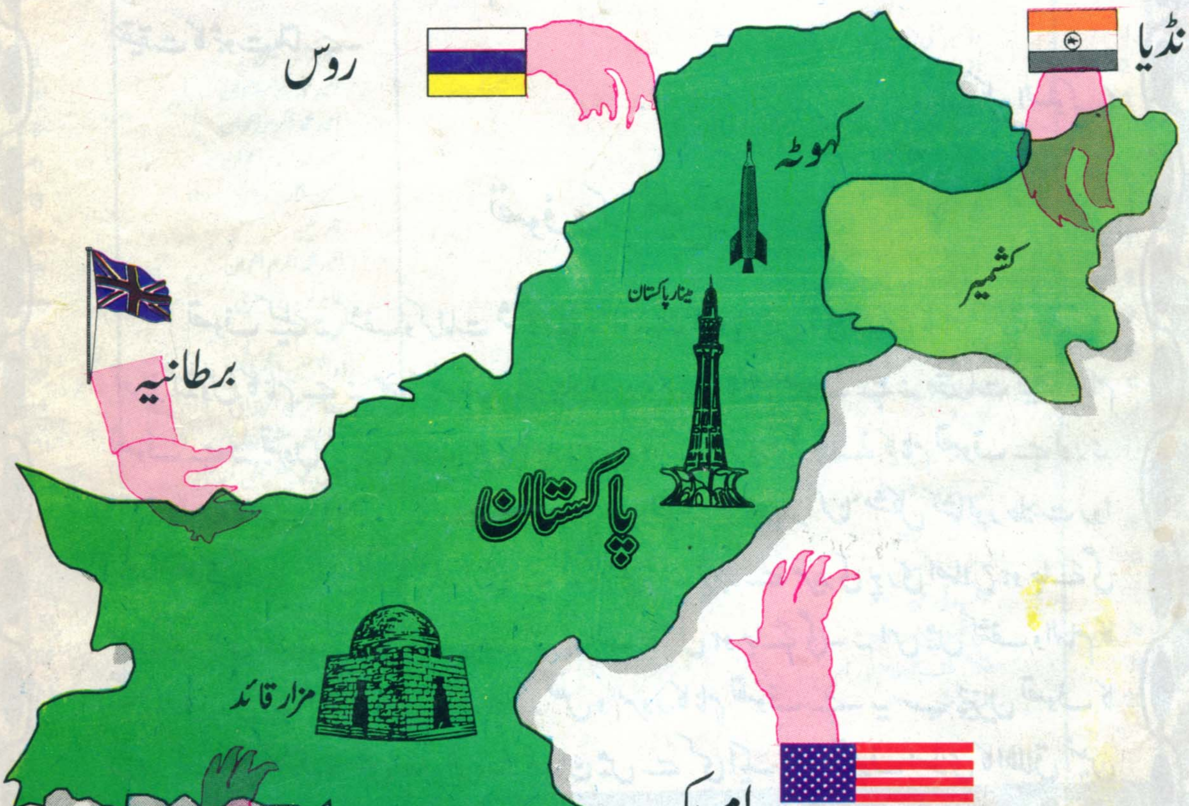

اَلْکُفْرُ مِلَّتُ الْوَاحِدِ

مسلمانوں کے خلاف کافر ایک ہیں۔

ماہنامہ

المرشد

لاہور

سی پی ایل نمبر 3

مدیر
چوہدری محمد اسلم

جلد نمبر 20 ذوالحجہ 1419ھ بمطابق اپریل 1999ء شمارہ نمبر 9

اس شمارے میں

1	دو سیر مٹی (اداریہ)	سرفراز حسین	3
2	اٹھ باندھ کمر	امیر محمد اکرم اعوان	4
3	روحانی بیعت	امیر محمد اکرم اعوان	8
4	نسب اور نسبت	امیر محمد اکرم اعوان	11
5	یہ موسم کب بدلے گا	حسن نثار	13
6	ایڈیٹر کی ڈاک	قارئین	14
7	دل مردہ دل نہیں ہے	امیر محمد اکرم اعوان	16
8	عراق پر امریکی حملے کب تک؟	طاہر نوید چودھری	20
9	معیشت کی موت کا راستہ	محمد اسلم	21
10	انٹرویو امیر محمد اکرم اعوان	ذوالقرنین انجم الحسن عارف	23
11	بزم انجم (دیدہ ودل)	پروفیسر عبدالرزاق	26
12	کڑوا شہد	میاں محمد مظہر غفاری	31
13	امیرالمومنین کے گھر کا منظر	میاں محمد مظہر الٰہی غفاری	32
14	طب نبوی۔ امراض جلد	ڈاکٹر خالد غزنوی	36
15	کلام شیخ (ضرب کلیمی)	سیماب اویسی	39
16	سوال۔ جواب	امیر محمد اکرم اعوان	40
17	خواب کی تعبیر	ہارون الرشید	51
18	اہل تصوف اور جہاد	زمان مہدی	52
19	مقتدر طبقہ۔ اسلام اور ہم	امیر محمد اکرم اعوان	54
20	نصرت الٰہی	اکرم اعوان	59

رابطہ آفس:۔ کمرہ نمبر 8۔ سیکنڈ فلور، ریکس سٹی ستیانہ روڈ فیصل آباد۔ فون 732254، فیکس 727002

ناشر۔ پروفیسر حافظ عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس لاہور۔ 6314365

پتہ۔ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون 5180467

دوسیر مٹی

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا۔ جس اعلان لاہور پر ہماری حکومت نے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں بہت پیش رفت ہوئی ہے اور بہت کامیابی حاصل کرلی گئی ہے اس کا پول واجپائی نے یہ کہہ کر کھول دیا ہے کہ جس اعلان لاہور پر دستخط ہوئے ہیں اس کے تحت مقبوضہ کشمیر میں "پراکسی وار" ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ کیونکہ پاکستان نے اتفاق کیا ہے کہ وہ سرحد پار سے دہشت گردی روکنے کے لئے اقدامات کرے گا۔

جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جماعت اسلامی پر ناروا تشدد کیا گیا اور مجاہدین کے عمر رسیدہ لواحقین کو بلاجواز سڑکوں پر لٹا کر ان کے دست وبازو توڑے گئے انہیں یہ باور کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی کہ دراصل اعلان لاہور پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

حکومت نے اب تک بین الاقوامی طور پر جو معاہدے کئے ہیں انہیں اخفائے راز میں رکھ رہی ہے۔ جن میں سے کچھ وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتے رہتے ہیں جن کی حکومت کی طرف سے کبھی تردید نہیں کی گئی۔ انہی معاہدوں میں کیمیکل ہتھیار نہ بنانے اور انسپیکشن کے سلسلہ میں معاہدہ ہے۔ کلنٹن کو مختلف قسم کی یقین دہانیوں کی بازگشت جس میں اسامہ بن لادن کی گرفتاری میں تعاون اور ستمبر99ء تک CTBT پر دستخط بھی شامل ہیں۔ اعلان لاہور ان میں ایک تازہ اضافہ ہے۔ ایسے ہی دوسرے واقعات میں ایمل کانسی کی گرفتاری اور امریکہ کو سپردگی، امریکہ کی طرف سے پھینکے جانے والے میزائل کی قبل از وقت اطلاع، اعلان لاہور پر عمل درآمد اور اسی قبیل کے اور بہت سے دوسرے ایسے واقعات ہیں جن سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر اگر قاضی حسین احمد یا دوسرے سیاسی لیڈر نواز شریف کو سیکوریٹی رسک قرار دیتے ہیں تو ان کی بات کو محض مخالفانہ بیان بازی قرار دیتے ہوئے رد نہیں کیا جاسکتا۔

اندرون ملک امن امان قائم رکھنے میں حکومت ناکام ہوگئی ہے اور حالات اتنے ناگفتہ بہ ہو گئے ہیں کہ وزرائے اعلیٰ تک نے مخدوش صورت حال کے پیش نظر اپنے بچوں کو سکول جانے سے روک دیا ہے۔ ماورائے عدالت قتل کو فوری انصاف کا نعم البدل سمجھ لیا گیا ہے۔ حکومت کی اب تک کی کارکردگی چند نمائشی اقدامات اور وسیع تر اختیارات کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ صدر کے اختیارات سکڑتے سکڑتے اتنے کم ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے ملاقاتیوں کو خط لکھ رہے ہیں کہ میرے پاس اختیارات نام کی کوئی شے نہیں۔

جس قوم کے صدر کی حیثیت وزیراعظم کے منشی سے زیادہ نہ ہو، جس قوم کے انتظامی ادارے جاگیرداروں کے ذاتی گماشتوں کی سی حیثیت میں وزیراعظم کے احکامات مانتے ہوئے اپنے ہی مجاہدین کو فتح کرنے نکل کھڑے ہوں اور قومی لیڈر کہلوانے والے لغاری مزاری کہ جن کے بیانات کتنے اخبارات وجرائد کو روزانہ سیاہ کرتے ہیں اور اپنے اپنے مفادات کے اسیر علماء "ایک" کاز پر جمع نہ ہو سکیں، جس قوم کے دانشور، ماہرین اور نفاذ اسلام کی داعی حکومت اور اس کے "مولانے" جہاد کے میدان کو تجارت کے میدان بنانے پر مصر ہوں، اس قوم کا وزیراعظم شہداء کے خون سے ہاتھ رنگنے والے واجپائی کو پچیس توپوں کی سلامی کا اعزاز بخشے تو اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے۔ ایسے میں اگر واجپائی وفد بھاری مینڈیٹ رکھنے والے ننگے سروں کے لئے دوسیر مٹی کا تحفہ دے جائے تو یہ بھاری مینڈیٹ سے زیادہ وزنی تو نہیں ہے۔ دوسیر مٹی کا وزن ہی کیا ہوتا ہے دو کلو سے بھی کم

سرفراز حسین

اٹھ باندھ کمر

ظالم کا ظلم تو اسی وقت تک کے لئے ہے جب تک مظلوم اس کے مقابلے کے لئے کھڑا نہیں ہو جاتا ورنہ بزدل اور ڈرپوک ظالم کو بھاگتے میں راستہ سجھائی نہیں دیتا۔ اسلام کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے دور کیوں جائیں ابھی روس کے ساتھ جو کچھ افغانستان میں ہوا اس کی تازہ مثال ہے۔ کفر تو کفر' نام نہاد مسلمان ریاستیں تک خائف ہیں کہ کہیں طالبان پاکستان میں نہ آ جائیں۔ مسلمان کبھی تنہا نہیں ہوتا۔ قدرت ہمیشہ اس کے ساتھ مہربان رہی ہے۔ قطرہ قطرہ دریا مے شود' اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے۔ پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے۔

خطاب حضرت شیخ المکرم 25-9-98

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ رب السموات والارض وما بینھما فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا ○

سولہویں پارے میں سورۃ مریم کی آیۃ مبارکہ 'بہت سے مباحث کو' بنی اسرائیل کی باتوں کو' اہل کتاب کے کردار کو' پہلی امتوں کی بداعتدالیوں کے نتیجے میں آنے والے اللہ کے عذابوں کا ذکر کرنے کے بعد ایک بنیادی اور اصولی بات کا حکم دیتی ہے۔ اور وہ بات بڑی خوبصورت ہے بڑی عجیب ہے اور اللہ کریم توفیق دے تو پوری توجہ سے سمجھنے کے لائق ہے ارشاد ہوتا ہے۔

رب السموت والارض۔ آسمانوں کا پروردگار اور زمینوں کا۔ وما بینھما۔ اور جو کچھ زمینوں اور آسمانوں کے درمیان ہے اس سب کا پروردگار۔ رب وہ ہوتا ہے جو ہر ضرورت مند کی ہر ضرورت ہر لمحہ ہر آن پوری کر رہا ہو' ہر ایک کے ہر حال سے ہر وقت واقف ہو' ہر کام کرنے پہ خود قادر ہو' ہر چیز دینا اس کا اپنا کام ہو' کسی کی رائے یا مشورے کا محتاج نہ ہو۔ کسی سے اجازت لینے کا محتاج نہ ہو' کسی کی مدد کی اسے ضرورت نہ ہو اور ایک ایسی ہستی جو خاک کے ہر ذرے سے لیکر افلاک و عرش تک ہر شے کی خالق ہے ہر ذرے کی مالک ہے' ہر چیز کو ہر آن قائم رکھنے والی' اس کی تربیت کرنے والی' بتدریج اسے ترقی دینے والی' فرمایا وہی ہستی تیرا پروردگار بھی ہے۔ تیرا تعلق کسی ایسی ذات سے نہیں ہے کہ تم اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کا محتاج ہو تیرا رشتہ کسی ایسی ذات سے نہیں ہے جو کبھی تیرے حال سے واقف نہ ہو' تیرا رشتہ کسی ایسی ذات سے نہیں ہے جس کی بارگاہ میں کسی چیز کی کمی ہو۔ تو پھر جب ہمارا رشتہ اس رب العلمین سے ہے جو ہر چیز پہ قادر ہے' ہر حال سے واقف ہے' ہر آن موجود ہے تو پھر یہ ناکامیاں یہ محرومیاں اور یہ ظلم وجور ہمارے حصے میں کیوں آتا ہے۔ آیت کریمہ کا اشارہ اس طرف ہے کہ رب اپنی شان میں ہر آن موجود ہے لیکن مربوب کو بھی اس کی بارگاہ سے استفادہ کرنے کے لئے اپنی ذات کو اس کے دروازے پر رکھنا چاہیے۔ کائنات کے ہر ذرے کی وہ پرورش فرما رہا ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ اس کی علاوہ کسی دوسرے سے مانگتا بھی نہیں' کوئی درندہ' کوئی پرندہ' کوئی حیوان' کوئی درخت' کوئی شجر' ریت کا کوئی ذرہ' پتھر کا کوئی ٹکڑا' دریا کے پانی کا کوئی قطرہ' ہوا کا کوئی جھونکا' اس کی بارگاہ چھوڑ کر کسی اور سے کوئی امید بھی وابستہ نہیں کرتا۔ اگر ان سب کو کوئی پریشانی نہیں ہے' ان سب کی تربیت بدستور ہو رہی ہے' بتدریج ہو رہی ہے تو فرمایا اس کی وجہ یہ بھی تو ہے کہ ان میں سے کسی نے کبھی اس کے علاوہ کسی کا دروازہ نہیں دیکھا۔ حیرت ہوتی ہے کہ درخت تو نہیں مانگتے لیکن انسان جب درخت لگاتا ہے' ان کی رکھوالی اور ان کی پرورش جب اپنے ذمے لیتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں انتہائی گرمیوں میں باغوں میں درخت سوکھ رہے ہوتے ہیں لیکن جنگلوں میں درختوں پر بہار ہوتی ہے۔ اب آپ سخت گرمی میں دیکھیے گا کہ جنگل درختوں پر بہار ہوگی اور باغوں والے سوکھ رہے ہوں گے حالانکہ اس میں درخت کا قصور نہیں ہے۔ درخت تو نہیں چاہتا لیکن انسان جب اپنی پرورش کا دعویٰ کرتا ہے تو اسے بھی وہ دکھا دیتا ہے۔ جانور انسان پالتا ہے وہ لاغر ہوتے ہیں کمزور ہوتے ہیں۔ عمر گزری ہے جنگل سے ہم شکار کرتے ہیں جانور' ہم نے آج تک کوئی کمزور جانور شکار نہیں کیا' ہوتے ہی نہیں ہیں کمزور۔ وہ اللہ کے سوا کسی کے محتاج ہی نہیں ہیں۔ انسان کو اللہ نے اس کی ذات کے مطابق شعور دیا ہے لیکن باقی ساری مخلوق کا شعور اللہ کی ذات میں فکر کرنے کی استعداد نہیں رکھتا۔ جو شعور انسان کو عطا ہوا ہے وہ اتنا اعلیٰ وارفع ہے کہ یہ ذات باری میں فکر کرتا ہے۔ اللہ کون ہے' اللہ کیسا ہے' اس کی ذات کیسی ہے اور اس کی صفات کیسی ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جس کو یہ اعلیٰ پائے کا شعور دیا گیا ہو وہی اس کی ذات سے بے بہرہ ہو جائے اور اس کے دروازے سے بھٹک کر غیروں کے دروازے پر دھکے کھاتا پھرے اس لئے اسے ارشاد فرمایا۔

فاعبدہ۔ اپنے رب کی اور صرف اپنے رب کی عبادت کر اور واصطبر لعبادتہ۔ اور عبادت کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اللہ کی عبادت سے روکنے والے عوارضات بے شمار ہیں اور یہی انسان کی آزمائش ہے کہ وہ اس کی عبادت پر ثابت قدم رہے۔

اب ہماری مصیبت یہ ہے کہ جب بات عبادت کی ہوتی ہے تو ہم نماز روزے پر رک جاتے ہیں۔ نماز روزہ بھی عبادت ہے لیکن نماز روزہ ہی عبادت نہیں ہے۔ نماز روزہ حج وزکوۃ یہ وہ عبادات ہیں جو انسان کے اپنے وجود کو' اس کی اپنی ذات کو فائدہ پہنچاتی ہیں کہ اس میں قرب الٰہی کی استعداد پیدا ہوتی ہے' خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے' گناہوں سے اسے رہائی ملتی ہے' نجات ملتی ہے' بخشش ہوتی ہے لیکن یہ ساری عبادات تعمیر ذات کے لئے ہیں۔ جو شخص عبادت کرتا ہے اس کی اپنی ذات کی تعمیر کا کام یہ کرتی ہیں۔ اصل عبادت یہ ہے کہ کائنات بسیط میں اس کی حاکمیت قائم کی جائے۔ یہ تو وہ حاکم ہے جو ہر ذرے پر حاکم ہے' کوئی اس کی حاکمیت کو چیلنج نہیں کر سکتا جو

چاہتا ہے کرتا ہے لیکن انسان چونکہ مکلف ہے اور انسان جب اس کی بارگاہ سے بھٹکتا ہے تو بے شمار فرضی خداؤں کو جنم دیتا ہے اور پھر اپنے آپ کو' اپنی ذات کو' اپنے وجود کو خدا کی جگہ رکھ کر منوانا چاہتا ہے تو ان باطل خداؤں اور جھوٹے خداؤں اور ان کی حاکمیت کے لئے چیلنج بن جانا یہ اصل عبادت ہے۔ اللہ کی زمین پر ظلم کا مقابلہ کرنا اور عدل کو قائم کرنے کے لئے مجاہدہ کرنا' محنت کرنا یہ اصل عبادت ہے اور اس میں روکاوٹیں آتی ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی کافر طاقتیں خلاف ہو جاتی ہیں' دنیا کا باطل نظام آپ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے' باطل قوتیں آپ کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے آپ کو بڑا چھوٹا' بڑا کمزور اور بڑا تنہا محسوس کرکے وہاں ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ اس کے ثابت قدم رہنے کے لئے پھر ایک ہی بات رہ جاتی ہے کہ وہ خود کو تنہا محسوس نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو اللہ رب العلمین کے دست قدرت کے سپرد کردے اور اپنے ساتھ ہر آن ہر لمحہ ہر جگہ اللہ کو موجود پائے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔

وھو معکم اینما کنتم۔ تم کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ موجود ہے۔ تو جو ذاتی عبادات ہیں' ذکر اذکار ہیں' وظائف ہیں' اوراد ہیں' نماز روزہ حج وزکوۃ ہے ان کا حاصل ہے معیت باری' کہ اللہ کے ساتھ ہونے پر یقین پختہ ہو جائے' اللہ کے ساتھ ہونے کا محکم یقین حاصل ہو جائے' اعتبار ہو جائے اس بات پر اور پھر اللہ کی دی ہوئی ہمت سے زمین پر باطل کے لئے چیلنج بن جائے۔ یہی وہ عظیم کام ہے جس کے لئے خود نبی کریم ﷺ شمشیر بکف ہو کر میدان میں اترے۔ یہی وہ عظیم کام ہے جس کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے۔

یقاتلون فی سبیل اللہ یقتلون ویقتلون۔ اللہ کی راہ میں قتال کیا ظالموں کو قتل کیا اور خود بھی اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے۔ اس عظیم کام کے لئے کہ اللہ کی زمین پر باطل خدائی نہیں ہونی چاہئے بلکہ حاکمیت اس کی ہونی چاہئے۔

خطرہ مسلمانوں کو کفر کے ہتھیاروں سے نہیں ہوتا' کافروں کی افرادی قوت سے نہیں ہے کافروں کے اسلحہ سے نہیں ہے' مسلمانوں کو خطرہ ہے کہ کوئی بھی چیز انہیں اللہ سے بیگانہ نہ کردے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو انہیں اللہ سے دور کردے۔ کوئی ایسی بات نہ ہو جائے کہ وہ خود اللہ کی نافرمانی میں غرق ہو جائے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے کہ اللہ کی بارگاہ میں ان کا نام گستاخ یا بدکار لکھا جائے اور آج کی کافر دنیا کا سارا زور اسی پر ہے۔ ان کا میڈیا دیکھ لیں' ان کی خبریں دیکھ لیں' ان کے مقدمات دیکھ لیں' ہر ہر ادا میں انہوں نے فحاشی اور بے حیائی کو پھیلانے کی سعی کر رکھی ہے اور یہ آج کا ہتھیار نہیں ہے یہ بہت پرانا ہتھیار ہے پہلی امتوں میں بھی اس طرح ہوا کہ لوگوں نے فحاشی پھیلانے کی کوشش کی اور آج کے دور میں بھی سب سے بڑا ہتھیار جو ہے وہ فحاشی اور بے حیائی ہے جو اللہ سے دور کردیتی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ کافر دنیا کو اسلام کی حقانیت سے ڈر ہے' خطرہ ہے۔ کافروں کے پاس دنیا کے وسائل ہیں' دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں ہیں' دنیا کی بہت بڑی طاقت ان کے پاس ہے اس کے باوجود وہ اسلام سے خوف زدہ ہیں اور احیائے اسلام سے ڈرتے ہیں اور مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ خود مسلمان کو اسلام کی قوت پر بھروسہ نہیں ہے اور یہ کافروں کی امداد کا اور کافروں کی رضامندی حاصل کرنے کا متلاشی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ہمارا اپنا اسلوب زندگی جو ہے وہ کافروں کی طرح ہوتا ہے۔ ہم اپنے معاملات' اپنی معاشیات' اپنی عدلیہ' اپنی عدالت' اپنا انصاف حتی کہ اپنا تعلیم و علم بھی اس طرح سے کرنا چاہتے ہیں جس طرح سے کافروں کو پسند ہے کیسی عجیب مسلمانی ہے کہ اپنے نظام سیاست میں ہمیں اسلام قبول نہیں ہے اپنے معاشی نظام میں اسلام قبول نہیں ہے اپنے عدالتی نظام میں اسلام قبول نہیں ہے اپنے تعلیمی نظام میں اسلام قبول نہیں ہے تو اسلام کے لئے باقی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔ اور حقیقی عبادت ہی یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں غلبہ اسلام کی جدوجہد کی جائے۔

ایک بڑی عجیب بات ہے جو ہمارے ذہن میں ہوتی ہے کہ میرے کرنے سے کیا ہوگا۔ ہم اس لئے بھی کچھ نہیں کرتے کہ اگر میں کروں گا بھی میں کرنا چاہوں گا بھی تو میرے ایک کے کرنے سے کیا ہوگا۔ مغل حکمرانوں میں سے ایک بادشاہ تھا اس کے مصاحبین تساہل کا شکار ہو گئے اور جب بھی کوئی کام ہوتا تو وہ کہتے مجھ سے کیا ہوگا دوسرا کوئی کردے گا۔ اس نے انہیں تنبیہہ کرنے کے لئے ایک دن حکم دیا کہ یہ جو دربار میں حوض ہے' سب مصاحبین اور اہل دربار رات کو ایک ایک گلاس دودھ اس میں ڈال جائیں تاکہ صبح کو یہ حوض دودھ سے بھرا ہوا ہو۔ صبح کو جب بادشاہ سلامت اور مصاحبین آئے تو حوض خالی تھا' کوئی بھی دودھ ڈالنے نہیں آیا۔ ہر ایک نے یہ سوچ لیا کہ ایک گلاس میں نے نہ ڈالا تو کیا ہوگا باقی ڈال دیں گے' ایک گلاس سے کیا فرق پڑے گا تو چونکہ سب نے ایک ایک گلاس ڈالنا تھا کسی نے بھی نہ ڈالا۔ ہمارا حال اس حکمران کے مصاحبین جیسا ہے ہم کہتے ہیں میں ایک نہیں کروں گا تو کیا فرق پڑے گا۔ دوسرے بہت سے لوگ ہیں۔ سارے دوسرے بھی یہی کہتے ہیں کہ میرے ایک کے کرنے سے کونسا انقلاب آجائے گا لیکن یہ یاد رکھئے آپ کے اکیلے کرنے سے یہ بہت بڑا انقلاب آئے گا کہ آپ کو اللہ کی رضا نصیب ہو جائے گی اور اس سے بڑا انقلاب کیا ہے۔ کوئی جو اکیلا فرد بھی یہ فیصلہ کرے گا کہ میں اللہ کی حاکمیت کے لئے کام کروں گا اور اللہ کی زمین سے بتوں کی خدائی' فرعونوں کی خدائی مٹا کر دم لوں گا' اللہ کی مخلوق کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کروں گا' اب کسی کا فائدہ ہوتا ہے یا نہیں لیکن اس فیصلہ کرنے والے کو تو اللہ کی معیت نصیب ہو جائے گی' اس کا کام تو ہو گیا' اس کا مقصد تو پورا ہو گیا' دنیا میں کیا ہو گا دنیا بھی اس کی ہے اور دنیا

والے بھی اس کے اپنے ہیں اور وہ جب چاہتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے' جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے' وہی ہو گا جو وہ کرنا چاہے گا۔ ہم اس کے مکلف نہیں ہیں کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے لیکن ہم اس کے مکلف ضرور ہیں کہ ہم اپنی محنت' اپنی کوشش کس بات پر صرف کر رہے ہیں' ہم کیا سوچ رہے ہیں' ہم کس بات کی فکر کر رہے ہیں اور ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ آسمان سے جتنی بارش برستی ہے' کبھی آسمان سے کوئی بڑے بڑے نل نہیں لگائے جاتے' جتنا جل تھل ہو جاتا ہے اتنا ایک ایک قطرہ برستا ہے آسمان سے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ ہر دریا ہر ندی ہر نہر اس ایک ایک قطرے سے رواں ہے' ہر چشمہ اس باران رحمت سے پھوٹتا ہے جو ایک ایک قطرہ برستی ہے' وہ ایک ایک قطرہ جہان کو نہال کر دیتا ہے اور دنیا کے لئے زندگی کی راہیں کشادہ کر دیتا ہے۔

کیا ایک بندہ یا بنی آدم یا انسان' ایک انسان ایک قطرے کی بھی اہمیت نہیں رکھتا؟ اگر کسی کو یہ شعور بھی نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کو ایک قطرے سے بھی کم سمجھتا ہے تو یہ تو اس کی بدنصیبی ہے۔ چونکہ انسان کارگاہ حیات میں عالم صغیر ہے' یہ جتنا نظام کائنات ہے اس کی مائیکرو ہے ہر فرد' ہر انسان۔ جتنا وسیع نظام کائنات میں ہے اسے سمو کر ایک چھوٹی سی کائنات بنا دیا ہے اللہ کریم نے ہر فرد کو اور ہر بندے کا اللہ رب ذوالجلال کے ساتھ ذاتی تعلق ہے اور ذاتی رابطہ ہے۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے جن لوگوں کی تربیت فرمائی ان میں بدرجہ اتم کون سی خوبی تھی۔ بیت اللہ میں نبی علیہ الصلواۃ والسلام سجدہ فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کی کمر اطہر پر اونٹ کی اوجھڑی لاد دی گئی۔ حضور ﷺ عبادت کے لئے تشریف لے کر گئے تو گردن اطہر میں چادر ڈال کر اس قدر مروڑی گئی کہ چشم ہائے مبارک ابل پڑیں' ایذا دی جاتی تھی خود رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی جاتی تھی پھر اور کسی کا کیا حال تھا اور روئے زمین پر گنتی کے لوگ مسلمان تھے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما ہیں صحابہ نے عرض کی جمع ہو کر یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو کچھ درخواست کریں فرمایا کہو۔ یا رسول اللہ ﷺ آج جو بھائی مسلمان ہوئے ہیں ان کو شامل کر کے ہماری تعداد چالیس ہو گئی ہے اور چالیس مسلمان ہو گئے تھے روئے زمین پر باقی دنیا پر کوئی مسلمان نہیں تھا ان چالیس کے علاوہ ساری دنیا کفر کے نرغے میں تھی۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا پھر؟ عرض کرنے لگے دنیا پر ہم چالیس ہوں اور کافر بتوں کی عبادت حرم میں کریں اور اللہ کا رسول ﷺ وہاں نماز ادا نہ کر سکے یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم نماز پڑھیں گے اور بیت اللہ میں جا کر پڑھیں گے۔ ہم چالیس ہیں ہم کم تو نہیں ہیں۔ یہ تھی وہ تربیت جو آقا نامدار ﷺ نے دی اور جہاد کا حکم نہیں تھا' ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں تھی' مسلمان صرف وار سہہ سکتا تھا کر نہیں سکتا تھا' مکی زندگی میں جہاد کی اجازت نہیں ملی۔ چالیس لوگوں نے ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں دے کر ایک جتھہ بنا لیا اور بیت اللہ کو چل نکلے مردوں عورتوں نے برتن تک سروں پر مارے' پتھر مارے' لاٹھیاں برسائیں' کوئی انہیں روک نہ سکا۔ ابوجہل نے حرم بیت اللہ کے سامنے گلی میں نیزہ برداروں کا ایک دستہ کھڑا کر رکھا تھا کہ اگر یہاں تک پہنچے تو نیزوں میں پرو دو۔ اس نے اپنا دستہ وہاں سے ہٹا لیا۔ اس نے کہا یہ رکنے والے نہیں ہیں' اگر تم قتل بھی کر دو گے تو یہ مختلف قبائل کے بیٹے ہیں' ہر قبیلے سے ہمیں لڑنا پڑے گا' ہٹ جاؤ' ان کا راستہ چھوڑ دو' جانے دو انہیں بیت اللہ میں۔ یہ تھی وہ تربیت کہ ان میں سے ہر ایک خود کو تنہا نہیں سمجھتا تھا' اپنے آپ کے ساتھ اللہ کی معیت جانتا تھا اور یہی وہ جرات رندانہ تھی کہ عرب کے خانہ بدوش' عرب کے صحرانشین' مٹھی بھر کی تعداد میں صحرائے عرب سے اٹھے اور روئے زمین کو انہوں نے حق آشنا کر دیا۔ دنیا جو ظلم و ستم کا گھر بن چکی تھی اسے امن کا گہوارہ بنا دیا اور کبھی روئے زمین پر اگر کافر کو بھی انصاف نصیب ہوا تو اس اسلام کے زیر نگیں آ کر ہوا۔ اس طرح سے انہوں نے ظلم مٹایا کہ کافروں پر بھی ظلم کرنا ممکن نہ رہا۔

آج کیا وجہ ہے کہ دنیا میں کم وبیش دو سو کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہیں دنیا کی آبادی چھ سو کروڑ یا چھ ارب کے لگ بھگ ہے جس میں دو سو کروڑ یا دو ارب کے لگ بھگ مسلمان ہیں۔ یعنی دنیا کا ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے۔ اور بے چارے مسلمان۔ چالیس مسلمان دنیا کی فتح کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور یہاں دو سو کروڑ مسلمان بے چارے ہو گئے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ خدا رسیدہ تھے ہم اللہ سے بیگانہ ہو گئے' ہم نے عظمت الٰہی کو چھوڑ دیا' اپنی امیدیں غیر اللہ سے وابستہ کر لیں اور ہم نے اپنا ملجا وماوی امریکہ کو اور مغرب کو بنا لیا اور ان کا ملجا وماوی اللہ رب العزت تھا۔ آج بھی

"آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا"

آج بھی اگر کسی میں ابراہیم علیہ السلام جیسا یقین ہو تو آج بھی آگ گلزار ہو سکتی ہے اور ہمارے سامنے ہے افغانستان کی صورت حال کہ انقلاب روس کے بعد پون صدی تک روس نے جس ملک میں قدم رکھا وہاں سے وہ واپس نہیں گیا کتنی ہی ریاستیں وہ اپنے اردگرد کی ہڑپ کر گیا اور ماسکو نے خود کو کہاں تک پھیلا لیا ایک ناپیدا کنار سلطنت بن گئی۔ جب وہ افغانستان میں داخل ہوا تھا تو یہ پاکستانی سرخے بھی یہ کہتے تھے ہم نے اپنے کانوں سے یہ محاورہ سنا تھا کہ جناب روسی فوج جہاں گئی ہے وہاں سے آج تک واپس نہیں آئی بلکہ وہ علاقہ روس ہی بن گیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے افغانوں کو وہ ہمت وہ جرات اور اللہ پر اعتماد و یقین کا وہ عالی مقام عطا فرمایا کہ جو صرف اللہ کا نام لے کر ان سے لڑ گئے' محض اللہ کی رضا کے لئے' محض کفر سے مقابلے کے لئے اور روس کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ روس رسوا ہوا' ذلیل ہوا' روس کا پیٹ پھاڑ کر ستر سال پہلے نگلی ہوئی ریاستیں بھی انہوں

نے نکال کر باہر رکھ دیں' نہ صرف افغانستان سے روس واپس گیا بلکہ جو ریاستیں ستر سال پہلے نگل چکا تھا وہ بھی اس کا پیٹ پھاڑ کر انہوں نے نکال کر باہر رکھ دیں۔ آج دنیائے کفران پر اپنی نگاہیں لگائے بیٹھی ہے اور پورا زور لگا رہی ہے کہ کہیں وہاں اسلامی ریاست نہ بن جائے۔ دنیائے کفر کو تو حق پہنچتا ہے کہ وہ زور لگائے لیکن نام نہاد مسلمان ریاستیں کیوں اس کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اس لئے کہ مسلمان ریاستوں پر بھی دنیائے کفر کے وظیفہ خوار حکمران ہیں' کافروں کے کاسہ لیسی حکمران ہیں اور ہم خود ان کے کاسہ لیس بنے ہوئے ہیں جو خود کافروں کی کاسہ لیسی کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ایک شخص بڑے دور سے سفر کرکے آئے گا اور وہ بیت اللہ شریف پہنچے گا اس کے کپڑے سفر کی صعوبتوں میں پھٹ چکے ہوں گے' بالوں پر گرد جمی ہوگی' ہاتھ پاؤں پر گرد جمی ہوگی' سفر کے آثار' تھکاوٹ کے آثار' چہرے سے ہویدا ہوں گے اور وہ بیت اللہ کا چکر لگا رہا ہوگا اور بڑے درد سے پکار رہا ہوگا لبیک الھم لبیک اے اللہ میں حاضر ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کی پکار کا کوئی جواب نہیں آئے گا اللہ اسے قبول نہیں فرمائے گی۔

یارسول اللہ ﷺ اس کی وجہ؟ فرمایا اس کا لباس حرام کا ہوگا اس کا کھانا پینا حرام کا ہوگا یعنی وہ ایسے معاشی نظام کا اسیر ہوگا جو حرام ہے۔ ہم جو ہر سال لڑ بھڑ کر اور لاٹریاں نکلوا کر لاکھوں کی تعداد میں حج پر جاتے ہیں کیا ہماری لبیک قبول ہوگی۔

میں نے تفسیر لکھتے وقت یہ روایت نقل کر دی جو متقدمین مفسرین نے لکھی ہے کہ حجاج کرام جب کنکریاں مارتے ہیں شیطان کو منیٰ میں تو وہ کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور اللہ کے فرشتے لے جاتے ہیں وہ کنکریاں بھی قیامت کو ان کے حق میں گواہی دیں گی انہیں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ تو ایک مولانا جو بہت اچھے ہمارے ساتھی ہیں اور بہت نیک آدمی ہیں محمد سلیم خان ان کا نام ہے ان کا خط آیا فرمانے لگے کہ میں تو بیوی کے ساتھ حج پر گیا تھا اور رات کے ایسے وقت جب کوئی نہ ہو تو منیٰ میں باہر نکلنے کی کوشش کی اور میں نے جا کر ان جگہوں کو دیکھا تو وہاں تو سعودیہ کے ٹرک بھر رہے تھے کنکریاں اور وہ اٹھا کر باہر پھینکنے جاتے ہیں اور آپ نے لکھا ہے فرشتے لے جاتے ہیں تو تفسیر میں چونکہ لکھا جا چکا تھا لیکن میں نے خط میں انہیں جواب ضرور لکھا کہ مولانا آج بھی حاجیوں کی کنکریاں تو فرشتے لے جاتے ہیں اب جن کا حج ہی نہیں ہوتا ان کی کنکریاں تو سعودیہ کے ٹرک ہی اٹھائیں گے۔ چونکہ فرشتے تو ان کی لے کر جاتے ہیں جو حج کرتے ہیں اب جن کا سرمایہ حرام کا ہے' جن کا اوڑھنا بچھونا حرام ہے' کھانا پینا حرام ہے' جن کے پاس پیسہ ہی حرام کا ہے جس پر گئے ہیں' ان میں سے بیشتر کی نیت پکنک کی ہے' کسی کی سونا خرید کر لانے کی اور کسی کی دنیا کا مال لانے کی ہے تو ایسے لوگوں کی کنکریاں تو سعودیہ کے ٹرک ہی اٹھائیں گے لیکن آج بھی جو حج کرتا ہے اس کی کنکریاں سعودیہ کو اٹھانی نہیں پڑتیں اس کی کنکریاں فرشتے لے جاتے ہیں۔

آج ہم رسومات کے اسیر ہو گئے ہیں' ہمارے سجدے بے ذوق' نمازیں بے کیف اور ہمارے دل ویران ہو چکے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے کفر کے ساتھ' کافرانہ نظام معیشت کے ساتھ' کافرانہ نظام سیاست کے ساتھ' کافرانہ طرز زندگی کے ساتھ سمجھوتہ کر رکھا ہے اور اللہ کریم فرماتا ہے۔

فاعبدو۔ اللہ کی عبادت کرو اور **واصطبر لعبادتہ** اس کی عبادت پر جم کر رہو' اس کے لئے تکلیفیں اٹھاؤ' اس کے لئے مقابلے جھیلو اور سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت اعلیٰ قائم کی جائے۔ فرمایا

ھل تعلم لہ سمیا○۔ اے مخاطب ایسی کوئی دوسری ذات تیرے علم میں ہے اللہ کے علاوہ؟ جب کوئی ہے ہی نہیں تو پھر اس سے وفا کیوں نہیں کرتا۔ اللہ کریم ہمیں سمجھنے کی اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین

جینے کا آسرا

بندگی کا قرینہ سکھایا ہمیں
اللہ ھو کا ترانہ پڑھایا ہمیں
مرد مومن وہ مرد خدا مل گیا
ہم کو جینے کا اک آسرا مل گیا

اس نے عشق نبی کے جلا کر دیئے
کتنے بے نور سینے ہیں روشن کئے
اک غلام شاہ مصطفیٰ مل گیا
ہم کو جینے کا اک آسرا مل گیا

عزم وہمت شجاعت کا شہکار ہے
حق کی خاطر وہ مرنے کو تیار ہے
ایسا مرد جری بخدا مل گیا
ہم کو جینے کا اک آسرا مل گیا

آرزوئیں ہوئیں میری پوری سبھی
جو مانگی تھیں میں نے خدا سے کبھی
ان دعاؤں کا مجھ کو صلہ مل گیا
ہم کو جینے کا اک آسرا مل گیا

شمیم ریاض

روحانی بیعت

25 رمضان المبارک 1404ھ کو حضرت جیؒ کے وصال کے بعد پہلی بار دو ساتھیوں کو روحانی بیعت سے مشرک کرنے کے پر سعادت موقع پر خادم سلسلہ اویسیہ نے بطور نصیحت یہ چند کلمات ارشاد فرمائے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ.........اجراً عظیما

اللہ جل شانہ نے جس قدر نعمتیں انسانیت پر اور انسان پر عام فرمائی ہیں۔ ان میں سے سب سے اعلیٰ سب سے ارفع اور بہت بڑی نعمت ہے حضور نبی کریم ﷺ سے شرف بیعت کا حاصل کرنا یہ وہ سعادت ہے جسے آپ باب معرفت کہہ سکتے ہیں۔ یہ وہ سعادت ہے جو روز اول سب سے پہلے جملہ انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کو نصیب ہوئی اور جس روز خداوند کریم نے تمام ارواح سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا۔ اس روز تمام انبیاء کو حضور ﷺ کی نبوت کے عہد پہ کاربند فرمایا اور یہی ان کی وہ بیعت تھی جس کے طفیل انہوں نے معرفت باری کے عظیم خزینے پائے اور اپنی اپنی بعثت کے وقت دنیا میں بے دریغ لٹائے تمام امتوں کیلئے حضور اکرم ﷺ سے تعلق قائم کرنا بالکل اسی طرح ضروری تھا جس طرح زندگی کے لئے روح کا ہونا ضروری ہے۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس سے تعلق روح کی حیات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ذات مقدسہ کے بعد نوع انسانی میں افضل ترین انسان وہ تھے جنہیں حضور ﷺ سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ اور جو براہ راست حضور ﷺ سے متعلق ہوئے۔ یہ وہ نعمت ہے جو ازل میں بٹی بٹتی رہی آپ کی بعثت پہ تقسیم ہوئی اور آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرما جانا اس کو کسی طور منقطع نہیں کرتا البتہ بہت بڑا فرق یہ پیدا ہو گیا کہ جنہیں اس عالم میں حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوا وہ اتحاد عالم کی وجہ سے صحابیت پہ فائز ہوئے اتحاد عالم نہ رہا تو جس روح کو بارگاہ رسالت میں باریابی حاصل ہوئی وہ ولایت خاصہ پہ فائز ہوئی اور اہل اللہ میں حضور ﷺ کے دست حق پرست پر روحانی بیعت کا کرنا ایک بہت اعلیٰ ایک بہت اونچا ایک بہت ارفع مقام کا حامل ہے۔ یہ وہ ہستی ہے خواب میں بھی جس کی زیارت ہو جائے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ چہ جائیکہ کسی کو یہ سعادت حاصل ہو کہ وہ بیداری میں "کشفاً" حضور ﷺ کی زیارت کرے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اسے روحانی بیعت کی سعادت بھی نصیب ہو۔ اگر کسی کو زیارت نصیب بھی ہو تو حصول فیض کے لئے پھر کسی ایسی ہستی کی ضرورت پیش آجاتی ہے جو اس نعمت کی امین ہو جو سینہ بسینہ بارگاہ رسالت سے لے کر آج تک بٹتی آرہی ہے اور آج سے انشاء اللہ قیامت تک تقسیم ہوتی چلی جائے گی۔

چونکہ یہ انسانیت کی ضرورت ہے اس لئے جب تک انسانیت باقی ہے تب تک یہ انشاء اللہ العزیز بہرحال باقی رہے گی۔ جہاں یہ بہت بڑی نعمت ہے اور اس کا پا لینا بڑی سعادت ہے وہاں یہ ذمہ داریوں کا ایک عظیم پہاڑ بھی ہے۔ جہاں تک اس کی سعادت کا تعلق ہے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ انما یبایعون اللہ انہوں نے اللہ جل شانہ کی عظمت کی ردا کو تھاما۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ عہد کیا اللہ کے ساتھ بیعت کی بیعت ایک عہد ہوتا ہے۔ لیکن اسے اس عہد کی اہمیت کی وجہ سے بیعت کا نام دیا گیا ہے۔ بیعت کا معنی ہوتا ہے بیچ دینا فروخت کر دینا۔ گویا بیعت کرنے والا شخص اپنے آپ کو' اپنی پسند وناپسند کے معیار کو' اپنی خواہشات کو' اپنی آرزوؤں کو' اپنی تمناؤں کو' اپنی جان کو' اپنے مال کو' اپنی اولاد کو غرضیکہ جو کچھ اللہ کی طرف سے اسے عطا ہوا ہے اس سب کو اس ہستی کے قدموں پہ نچھاور کر رہا ہے۔ جس کے ساتھ وہ بیعت کر رہا ہے اور یہ معمولی وعدہ نہیں ہے۔ یہ ایک دن کے لئے نہیں ہے۔ چند سالوں کے لئے نہیں ہے۔ محدود وقت کے لئے نہیں ہے۔ یہ ایک مستقل عہد ہے اور اتنا مضبوط عہد کہ اسے اپنے آپ کو بیچ دینے کا نام دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی اس عہد کے بعد اس کی اہمیت کی پرواہ نہیں کرتا' اسے توڑتا ہے' اپنی زندگی حضور ﷺ کی پسند سے نہیں اپنی پسند سے گزارنا چاہتا ہے تو گویا وہ عہد کو توڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فمن نکث اس عہد کو جس نے توڑا فانما ینکث علی نفسہ اس نے اپنے آپ کو توڑ دیا۔ اپنے آپ کو تباہ کر دیا۔ اس نے اپنا کچھ باقی نہیں رکھا۔

یہاں سے گرنے والے کی کوئی ہڈی پسلی باقی نہیں رہتی۔ بحیثیت انسان خطا کا ہو جانا یہ دوسری بات ہے لیکن دل میں تڑپ کا زندہ رہنا کہ میں کبھی بھی کسی لمحہ بھی حضور ﷺ کی نافرمانی نہ کروں' یہ ایمان کی بات ہے اور آپ ایک چھوٹے سے واقعہ سے اس کی عظمت واہمیت کا اندازہ کر لیں۔

سیدنا عثمان غنی معدن علم وحیاؓ فرماتے ہیں۔ میں نے جس روز سے حضور ﷺ سے بیعت کی ہے۔ اس کے بعد کبھی کسی ضرورت کے لئے بھی اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو مس نہیں ہونے دیا کہ اس ہاتھ نے حضور ﷺ کے دست شفقت کو تھاما تھا۔

یہ ایک عظیم امانت حضور ﷺ سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے منتقل ہوتی ہوئی سلسلہ اویسیہ کی نسبت سے حضرت شیخ المکرمؒ کی ذات اقدس تک

پہنچی اور آپ نے اسے مخلوق تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

اس گئے گزرے دور میں' اس طوفان بدتمیزی میں اعمال تو بجائے خود رہ گئے۔ عقائد اس دور کی آندھیوں کی نذر ہو رہے ہیں۔ ایسا وقت آگیا ہے کہ لوگ خود اپنی ذات کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ ایسے گئے گزرے دور میں افراد کو برائیوں سے بدعقیدگیوں کی دلدل سے کھینچ کر ساحل امید پہ کھڑا کرنا اور پھر انہیں ساتھ لیکر چودہ صدیوں کا فاصلہ طے کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچانا یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ اس پر کوئی تھوڑی سی محنت نہیں لگی۔ بے شک آپ حضرات بھی اپنا وقت قربان کر کے آتے ہیں۔ لیکن اس شخص کو بھی دیکھو جو ہم سے آپ سے لیتا نہیں دیتا تھا۔ لیکن اس دینے پر اس نے اپنی پوری زندگی لگا دی۔ پوری عمر اس میں صرف کر دی اس نے اتنی عظیم جماعت سے لیا کچھ نہیں دیتا ہی چلا گیا۔

آپ نے آخری دو تین سالوں میں بہت کمی کر دی تھی۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں آپ نے یہ نعمت تقسیم کی ہو۔ یا بالکل ہی نہیں دی تھی۔ کیونکہ جس شخص نے ایک ایک فرد کو تلاش کر کے روئے زمین پر طالبوں کی ایک جماعت ترتیب دی اور جب وہ من حیث الجماعت اس چیز کی طلب میں آگے بڑھے تو پھر کیوں ہاتھ روک لئے۔ یہ بات اکثر حلقہ احباب میں دہرائی جاتی رہی لیکن کبھی اس کے اسباب زیر بحث نہیں آئے کہ ایسا کیوں ہوا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس دور کے لوگوں میں استعداد نہیں ہے۔ ایک عجیب چیز ایک خرق عادت شے سمجھ کر لیتے ہیں۔ بڑھتے ہیں کچھ وقت محنت و مجاہدہ کرتے ہیں اور یاد رکھیں یہ نعمتیں نری محنت سے اگر ملتیں تو شیخ کی ضرورت ہی نہ رہتی محنت سے صرف آدمی اپنے وجود میں استعداد پیدا کرتا ہے۔ نعمت پھر وہاں سے مانگ کر ہی لینی پڑتی ہے نرا برتن کبھی دولت سے بھر نہیں جاتا۔ سارا مجاہدہ صرف اپنے برتن کو صاف کرنا ہے۔ اس میں کیا ڈالا جائے گا۔ وہ ڈالنے والا کوئی اور ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی مرضی کہ کس کو کتنا دیتا ہے۔ لیکن دینے کا سبب ہمیشہ شیخ کی ذات ہی ہوا کرتی ہے تو لوگ ایک عجیب بات سمجھ کر بڑھے لپکے لیکن جب جماعت بڑھ گئی تو ایسے لوگ بھی آگئے جو اس حد تک تو ساتھ چلتے رہے جب اس منزل پر پہنچے تو ان کا شوق سرد پڑ گیا۔ اور بیعت سے مشرف ہونے کے بعد انہوں نے خلاف سنت اور خلافت شریعت روش کو اپنایا۔ جس نے اتنے پہاڑ جیسے عظیم انسان کو بھی ہلا کر رکھ دیا کہ بیعت کرانے والے کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے جو شخص کسی کو لے کر پیش کرتا ہے۔ ایک طرح سے اس ساری بات کا محرک وہ شخص ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ سے انعام دلواتا ہے۔ اسی طرح اس شخص کی بھی اس بارگاہ میں ضمانت دے رہا ہے کہ اسے عطا کر دیا جائے تو جب وہ شخص ترک اطاعت کرتا ہے تو اپنا نقصان تو کرتا ہی ہے۔ ساتھ اس کو بھی شرمندہ کرتا ہے جو اس کو بارگاہ نبوت میں انعام کا مستحق سمجھ کر پیش کرنے والا ہوتا ہے۔ اور کسی بھی ایسے شخص کے لئے جو حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف رکھتا ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی مشکل کام نہیں کہ اسے وہاں شرمندہ کیا جائے۔

یہ خدا کی مرضی ہے کہ وہ اپنی پسند سے بعض لوگوں سے بعض خدمتیں لینا پسند فرماتا ہے۔ آپ حضرات میں اچھے اچھے لوگ ہیں۔ نیک ہیں۔ صالح ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو علم میں مجھ سے زیادہ ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو بے شمار اوصاف اور بے شمار کمالات میں عمر میں تجربے میں علم میں ورع اور تقویٰ میں مجھ سے زیادہ ہیں۔

یہ خدا کی مرضی اللہ جل شانہ نے اس ذمہ داری کے لئے مجھ جیسے ناکارہ انسان کو مقرر فرما دیا اور یہ بات بھی بڑے غور سے سن لیں کہ اس وقت روئے زمین پر دوسرا کوئی ایسا انسان موجود نہیں ہے جو یہ نعمت تقسیم کر سکے۔ تمام سلاسل کے لوگ فردا'' فردا'' ضرور موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جنہیں خود بھی وہاں تک رسائی نصیب ہو۔ فنافی الرسول کے نیچے کے مراقبات میں اکثر لوگ ایسے ہیں اور فنافی الرسول کو تقسیم کرنا اس ہمت کا اس مقام کا حامل شخص نہیں ملتا۔ اور یہ بات آپ اس طرح بھی دیکھ سکیں گے۔ روئے زمین پر پھر کر دیکھ لیں کہیں یہ بات نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا بھی ہے تو نرا دعویٰ ہی کرتا ہے۔ کسی ایک شخص کو پیش نہیں کر سکتا کہ وہ شخص کہے واقعی مجھے خود بھی زیارت نصیب ہوئی ہے اور میں نے خود محسوس کیا۔ میں نے خود دیکھا کہ میں بیعت سے نوازا جا رہا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محض دنیا کمانے کے لئے محض اپنا اقتدار جمانے کے لئے یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ میں نے تجھے بارگاہ نبوت میں پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا ہے ان لوگوں نے لوگوں کو خلافتیں سونپ رکھی ہیں اور کیا کیا دے رکھا ہے۔ لیکن حد یہ ہے کہ نہ ان کے اپنے کوئی لطائف ہیں نہ کسی کو کرائے ہیں۔ قلب تک جاری نہیں ہے نہ کسی کا قلب کرا سکتے ہیں اور زبانی باتیں بنائے جا رہے ہیں۔ زبانی کہہ دینا اور بات ہے مزاجب ہے کہ جسے وہ نعمت دی جائے وہ شخص یہ کہنے والا ہو کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ مجھے بارگاہ نبوت سے یہ انعام ملا ہے اور یہ نعمت عظمیٰ آج اور اس دور میں صرف اور صرف اویسیہ نسبت والوں کے پاس ہے۔ اس طرح سے یہ بہت بڑا مقام ہے۔ یہ بہت بڑا مقام ہے۔ بہت بڑا مقام ہے اور جتنا یہ مقام عظیم ہے۔ اتنی ہی اس کی ذمہ داریاں نازک بھی ہیں عظیم تر بھی ہیں۔

یہ میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں اس میں چھپانے کی کوئی بات نہیں ہے کوئی لگی لپٹی نہیں ہے بلکہ یہ سارا ''المرشد'' میں شائع ہو گا۔ ارشاد السالکین کے تحت اور ہر ایک کو پہنچایا جائے گا۔ یہ تو بڑی آسان سی بات ہے کہ کسی کو یقین نہیں آتا تو وہ نظیر پیش کرے۔ کسی شخص کو لائے سامنے جو یہ نعمت بانٹ رہا ہو۔ ہم ایسے طالب دیتے ہیں۔ ہم اپنے احباب میں سے دیتے ہیں کہ ان کی تربیت تم کر کے دکھا دو۔ یا وہ کسی کو ہمارے پاس چھوڑ دیں اور اسے بنتا ہوا دیکھیں۔ اتنی تمہید میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ میں اس منصب کا اہل نہیں تھا۔ پتہ نہیں کیوں اللہ کریم نے اس عظیم

ذمہ داری کو مجھ جیسے نالائق کے سر ڈال دیا۔ میری اپنی کوتاہیاں لغزشیں کمزوریاں بڑی ہیں۔ خدا کے لئے جن لوگوں کو میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ وہ مجھے مزید شرمندہ نہ کریں۔

میں دنیاداروں کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ میرا مزاج ہی ایسا ہے۔ دنیا والوں کے سامنے بہت مضبوط انسان ہوں۔ میں نے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی۔ کوئی حاکم ہو یا بڑا ہو امیر ہو یا رئیس ہو۔ مجھے کسی کی ذرہ بھر پرواہ نہیں ہوتی لیکن اہل اللہ کی مجلس میں اپنے آپ کو بہت کمزور پاتا ہوں۔

وہاں بڑے عشاق کا مجمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے قربانیوں کی حد کر دی۔ اتنے عظیم انسانوں میں سے جو شخص پہلے ہی خود کو چھوٹا تصور کر رہا ہو اور پھر اس پر مزید۔ وہاں صرف اگر کسی کی طرف حیرت سے دیکھا ہی جائے' یہ تم نے کیا کر دیا' تو اس کی تباہی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ میں یقیناً" جب تک اللہ کریم چاہیں گے کبھی ہاتھ نہیں کھینچوں گا۔ جس میں جتنی اور جب بھی استعداد ہو گی اسے کچھ زیادہ ہی ملے گا۔ کم نہیں ملے گا انشاء اللہ العزیز لیکن اس امید کے ساتھ کہ آپ بھی مجھے شرمندہ نہیں کریں گے۔ اس لئے بھی کہ یہ نعمت دنیا میں باقی رہے اور اگر خدا نے لوگوں سے اس سعادت کو واپس ہی لینا ہے تو اس واپسی کا سبب کم از کم میں نہ بنوں۔

جب تک جس وقت تک میں اور آپ حق پر رہیں گے۔ خلوص کے ساتھ نہایت دیانتداری کے ساتھ' صرف اللہ کی رضا کے لئے' صرف معرفت الیہہ کے حصول کے لئے اللہ کا قرب تلاش کرتے ہوئے ان منزلوں کی طرف گامزن رہیں گے۔ تب تک یقیناً" یہ انعامات یہ دولت ہمارے پاس رہے گی۔

جہاں سے اور جب بھی خلوص اٹھ جائے گا وہاں سے یہ نعمتیں اٹھ جائیں گی۔ پھر دنیاداری رہ جائے گی۔ یہ دولت تو رہے گی جب تک یہ کائنات باقی رہے گی۔

افراد بدل جاتے ہیں۔ اقوام بدل جاتی ہیں۔

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ

۔ اگر ایک جگہ سے خلوص اٹھ جائے تو خدا ایسے افراد کو لے آتا ہے جو اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر پھر اس نعمت کو سنبھال لیتے ہیں۔ دوسرے محروم رہ جاتے ہیں۔ پھر بات صرف طبلے بجانے اور قوالیاں سننے تک رہ جاتی ہے۔ صرف راگ ورنگ تک رہ جاتی ہے۔ صرف چھینا جھپٹی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کو خدا کے نام پہ دھوکا دیا جاتا ہے۔

بقیہ 35

شیخ ریاض۔ فرید ٹاؤن ضلع گوجرانوالہ

ایک نظم "مولانا محمد اکرم کے نام" لکھی ہے۔ شائع ہونے کے قابل ہو تو اگلے شمارہ میں شائع کریں۔

میاں مظہر علی غفاری۔ نوشہرہ غربی راجن پور

الاخوان ٹائم اور ڈیلی یارن منگوانا چاہتا ہوں۔ سالانہ چندہ کیا ہوگا۔ پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں کوئی جواب نہیں ملا۔ نمونہ کے طور پر رسالہ جات ارسال فرمائیں

ضرورت اساتذہ برائے

صقارہ اکیڈمی دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

اردو۔ آرٹس اور سائنس کیلئے ماسٹر ڈگری یا متعلقہ مضمون کا تجربہ رکھنے والے ریٹائرڈ اساتذہ کی ضرورت ہے

تنخواہ اور دیگر مراعات

الف۔ تنخواہ حکومتی سکیل کے مطابق ب۔ فری سنگل رہائش بمعہ ہاؤس رینٹ

ج۔ اکیڈمی میس میں کھانے کی رعایتی سہولت ذاتی تربیت کا سنہری موقع

پرنسپل صقارہ اکیڈمی دارالعرفان' منارہ ضلع چکوال۔ فون۔ 0573-587399

نسب اور نسبت

خطاب امیر محمد اکرم اعوان' 3-7-86

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

فخلف من بعدھم خلف ...... انه کان وعدہ مافیھا

اس سے پہلی آیت کریمہ جو ہے وہ میں نے اس لئے تلاوت نہیں کی کہ اس میں سجدہ ہے اور دور نزدیک سب سننے والوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس میں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ فرمایا ہے اولٓئک الذی انعم اللہ علیھم من النبین من ذریته ادم .... وممن ھدینا واجتبینا۔ کہ یہ وہ بزرگ و برتر لوگ ہیں وہ مقدس ہستیاں ہیں جن پر رب کریم نے خصوصی انعام فرمایا نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں نوح علیہ السلام کی اولاد میں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ایسے لوگ جنہیں ہم نے ہدایت نصیب فرمائی وجتبینا اور مختص کر لیا اپنی ذات کے لئے، جن کا جینا مرنا، اوڑھنا، بچھونا، اٹھنا بیٹھنا صرف اور صرف اللہ کی طلب اور اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ کتنے مقدس کتنے مقرب ہیں بارگاہ الوہیت میں یہ لوگ! فرمایا مخلف من بعدھم خلف ان کے بعد پھر انہی کی اولاد یا انہی کے جانشین یا انہی کے بعد میں آنے والے لوگ جب آئے اضاعو الصلوٰۃ تو انہوں نے اللہ کی عبادات کو ضائع کیا سبا" یا بستا" دونوں طرح سے کسی نہ کسی طرح ان سے متعلق تھے یا ان کی اولاد تھے یا ان کے امتی تھے ان سے نسب ملتا تھا ان کا اور یا نسبت ملتی تھی ان کی لیکن نہ نسب، کام آیا نہ نسبت کام آئی اس وقت جب انہوں نے نہ نسب کو بحال رکھا نہ نسبت کو۔

اضاعو الصلوٰۃ واتبعو الشھوات دو کام کئے انہوں نے عبادات الٰہی کو ضائع کیا اور شہوات نفس کے پیچھے بھاگے اور عمریں اس میں ضائع کر دیں۔ عبادات اور شہوات کا ایک طرح سے عجیب جوڑ بنتا ہے اگر اللہ کی عبادات نصیب ہو تو شہوات پر غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انسان کو انسانیت اور انسانی کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر نماز یا عبادات بے حیائی سے اور برائی سے روک دیتی ہے۔

چونکہ نفس اور روح دونوں اپنے اپنے دائرہ اثر میں اپنی حکومت قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اربعہ عناصر آگ مٹی ہوا اور پانی جب ملتے ہیں تو ان کے ملنے سے نفس وجود میں آتا ہے۔ اس کی اصل چونکہ مادی ہے اس کی خواہشات، اور لذات اور جن چیزوں سے وہ خوش ہوتا ہے وہ سب مادی راحتیں مادی لذتیں ہیں۔ لیکن روح براہ راست عالم امر سے متعلق ہے اس کی خوشی اور راحت بھی ان باتوں میں ہے جو عالم بالا سے متعلق ہیں ایسے اوصاف جن پر تجلیات باری منترشح ہوں اور جن پر مرضیات باری مرتب ہوں ان میں اس کی خوشی ہے۔ عبادات روح کی غذا اور اس کی دوا اور اس کی بقا ہیں۔ تو جب یہ ضائع ہونا شروع ہو جاتی ہیں تو لامحالہ روح کمزور پڑ جاتا ہے، اور اس کی کمزوری نفس کو غلبہ دیتی ہے اور جب نفس غالب ہوتا ہے تو وہ انسان کو اپنی خواہشات کے پیچھے چلاتا ہے۔ جہاں تک عبادات کے ضائع کرنے کا یا عبادات کے چھوڑ دینے کا تعلق ہے اس میں صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی ارکان پورے نہیں کرتا بلکہ اکثر اوقات اسی دور میں ہم جو نماز پڑھتے ہیں اس کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا سوائے اس کے کہ بظاہر اس پر سے وہ فرض ساقط ہو جاتا ہے یا اس کا فرض ادا ہو جاتا ہے دیکھنے والوں کی نگاہ میں یا اگر کوئی محتسب ہی ہو تو اس کی نگاہ میں اس کا فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن عند اللہ اس کا عبادت کرنا نہ کرنا برابر رہتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلی بنیادی بات ہوتی ہے عقائد کی اور کتنے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زندگی بھر یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ اصل میں عقائد اسلامی کیا چیز ہیں اور حضور ﷺ نے ہمیں کن باتوں کی طرف دعوت دی ہے۔ ہم نے اپنے پہلے والے لوگوں سے لے لیا ہے خواہ اس میں کوئی رواج تھا رسم تھی یا کوئی عقیدہ تھا اور سب کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ کوئی تفریق بھی نہیں رکھی کہ یہ عقیدہ ہے منزل من اللہ ہے اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی بات ہے یا یہ بات حضور نبی کریم ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے یا یہ بات محض رسم ہے یا رواج ہے۔ رواج بھی اگر ہے تو بعض ایسے رواجات ہیں جو مشرکین ہند سے یا ہندوؤں سے ہم نے لے لئے ہیں انہیں بھی عقائد ہی سمجھ کر اپنایا جاتا ہے تو جب اس طرح کی خلط ملط ہو جائے اور آدمی تمیز نہ کر سکے کہ عبادات کیا ہیں ان عبادات میں فرائض کتنے ہیں سنتیں کون سی ہیں اور اس میں مستحبات کون سے ہیں ان کے ادا کرنے کے اوقات کیا ہیں، طریقہ عبادات کا کیا ہے، وضو کس طرح سے کرنا ہے، کھڑا کس طرح سے ہونا ہے، رکوع اور سجود کیا ہیں، ان میں کیا سوچنا کیا سمجھنا اور کیا خیال کرنا ہے، یہ تو بہت دور کی باتیں ہیں اس طرف تو کبھی کسی نے سوچا ہی کم ہے۔ اگر ان باتوں کی طرف نگاہ نہ ہو تو نماز پڑھتے ہوئے بھی ہم اس کے فوائد سے بے بہرہ رہتے ہیں تو جو لوگ نماز یا عبادت چھوڑ ہی دیتے ہیں، ادا ہی نہیں کر پاتے آپ اندازہ کر لیں کہ ان کا کیا حال ہوگا۔ ان کی زندگی ایک لڑھکتے ہوئے پتھر سے زیادہ کچھ نہیں۔ کسی بھی پتھر کو بلندی سے نیچے لڑھکا دیں تو ایک طرف سے ٹھوکر لگے گی وہ دوسری طرف رخ کر لے گا۔ ادھر سے ٹھوکر لگے گی تو رخ ادھر کر لے گا۔ اس سے زیادہ اس کی زندگی میں کوئی

راستہ نہیں ہوتا۔

آدمی کا تعلق جب رب جلیل سے کمزور پڑتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے تو پھر صرف خواہشات نفس اسے لے کر بھگائے پھرتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے **فسوف یلقون غیا** عنقریب انہیں جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ کوئی مطمئن ہو جانے والی بات نہیں ہے کہ زندگی گزر رہی ہے، خیر ہے گزر جائے گی۔ زندگی گزر نہیں رہی بلکہ اطاعت الٰہیہ سے محروم ہر قدم دوزخ کی گہرائیوں کی جانب اٹھ رہا ہے۔ اسے زندگی گزرنا نہیں کہتے، تباہی کی طرف قدم بقدم بڑھنا دم بدم بڑھنا جو ہے اسے زندگی کہہ کر مطمئن ہو جانا درست بات نہیں ہے۔

فرمایا! جن لوگوں سے عبادات چھوٹ گئیں اور جنہوں نے عبادات کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی میں لگ گئے **فسوف یلقون غیا** بہت کم وقت ہے کہ وہ جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں جاگریں گے ہاں ایک تدبیر اس سے بچنے کی بھی ہے۔

الامن تاب سوائے ان لوگوں کے جو ان سے باز آجائیں، رک جائیں، توبہ کرلیں اور توبہ کیا شے ہے **وامن وعمل صالحا** کہ عقائد کی اصلاح کریں اور اعمال کی اصلاح کریں۔ توبہ نام ہے اصلاح احوال کا، عقائد ونظریات سے لیکر عمل تک۔ زبان سے توبہ کہہ دینا اور عقائد واعمال اور نظریات میں اسی سمت چلتے رہنا یہ توبہ نہیں ہے اس صورت حال سے بچنے کا ذریعہ توبہ ہے، واپسی ہے اور واپسی سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد کی اصلاح کرے اور اپنے ایمانیات کو درست کریں اور اس مقام پر پہنچیں جہاں حضور نبی رحمت ﷺ نے اس ایمان کو کھڑا کیا۔ ایمانیات کی اصلاح کا ظہور ہوتا ہے اعمال سے وعمل صالح سے

واولٰئک یدخلون الجنتہ ولایظلمون شیئا تو ایسے لوگ جو ہیں ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ جنت جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور جنت جس کا اللہ جل شانہ کا اپنے بندوں کے ساتھ وعدہ ہے **وعد الرحمٰن عبادہ بالغیب** جو غیب طور پر رب کریم نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔

انہ کان وعدہ مافیھا یہ پکی بات ہے کہ اللہ کریم کا وعدہ پورا ہوگا۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ آیت کریمہ اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ نسبی اور خونی رشتہ ہو یا نسبت ہو تو نری نسبت یا نرا رشتہ کام نہیں آتا جب تک ان سے وراثتاً خالص اور کھرے عقائد اور صالح اعمال نہ لئے جائیں اور ان پر محنت نہ کی جائے اور محض اس بات پر مطمئن ہو جانا کہ چلو کٹ ہی رہی ہے جیسے دوسروں کی کٹ رہی ہے یہ درست بات نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے تو ہمیں اس کا نمونہ اختیار کرنا نہیں کرنا چاہئے اگر ہو سکے تو اسے بھی سمجھایا جائے کہ زندگی بہت بڑی قیمتی شے ہے، بہت بڑی نعمت ہے رب کریم کی، جب یہ ختم ہوتی ہے تو اللہ کے سوا کوئی چند **سانسیس** نہیں بڑھا سکتا۔ اگر یہ چھن جاتی ہے تو پھر توفیق عمل سلب ہو جاتی ہے پھر ہمیشہ ہمیشہ نتائج بھگتنا پڑتے ہیں اس لئے ابھی سے وقت ہے اللہ کریم توبہ کی توفیق عطا فرمائیں اور اصلاح احوال کی توفیق بخشیں۔ آمین

صقارہ اکیڈمی منارہ ضلع چکوال

داخلہ جماعت ہشتم سیشن 1999ء

تحریری امتحان، 14 اپریل 1999ء بروز بدھ انٹرویو۔ بوقت 10 بجے صبح

صقارہ اکیڈمی کی چند خصوصیات

1- راولپنڈی بورڈ سے منظور شدہ۔
2- مروجہ نصاب کے علاوہ دینی تعلیم سے آراستہ و تربیت۔
3- قومی ایوارڈ یافتہ قاری۔ کے زیر نگرانی تجوید و قرآن کا بندوبست۔
4- پچھلے نو سال سے راولپنڈی بورڈ میں متواتر سو فیصد نتائج کا حامل منفرد ادارہ۔
5- بورڈ کی پہلی تین پوزیشنوں میں، ہر سال پوزیشن لینے کا اعزاز۔
6- اعلیٰ تعلیمی معیار کے اعتراف میں، "نیشنل ایوارڈ" کا اعزاز۔
7- اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ۔
8- روحانی اور جسمانی تربیت کا خصوصی انتظام۔
9- فوجی خطوط پر استوار نظم و ضبط۔
10- مارشل آرٹس اور کھیلوں کی لازمی تربیت۔
11- ہاسٹل کی سہولت۔
12- کوالیفائڈ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ہمہ وقت موجودگی۔

نوٹ:- 1- رات کے قیام کے لئے 5 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت کے مطابق بستر ہمراہ ہو۔
2- المرشد کے قارئین سے گزارش ہے کہ اس اشتہار کو فوٹو اسٹیٹ کر کے زیادہ سے زیادہ مشتہر کریں۔

یہ موسم کب بدلے گا

حسن نثار

آم کے پیڑ اپنے طلسمی بور سے بھرے پڑے ہیں' بیریوں کے بوٹے بیروں سے لدے ہیں' میرے گھر کے لان میں لگے چکوترے کے درخت پر سفید پھولوں کے قافلے پڑاؤ ڈال چکے ہیں۔ شیشم سے لے کر کچنار تک کی شاخیں' مالیوں کی زبان میں " آنکھیں" نکال رہی ہیں۔ کس کس کا ذکر کروں کہ ہر درخت کی مانگ میں سیندور اتر آیا ہے۔ ہر ویران اور اداس شجر کی بانہوں میں چمکدار' نئے اور روشن سبز پتوں کی چوڑیاں مچل رہی ہیں...... منظر بدل رہا ہے۔

موسم پھر سے بدل چکا ہے' وقت سانپ کی طرح ایک اور کھال بدل کر نئی چال میں آگیا ہے۔ اب ہیٹروں پر گرد جمے گی اور ایئرکنڈیشنز کی سروس شروع ہو گی۔ مونگ پھلیوں اور چلغوزوں کی جگہ تخم ملنگاں (بالنگاہ) کانجیاں' ستو اور املی آلو بخارے کے مشروب آجائیں گے۔ دن پھیلتے چلے جائیں گے' راتیں سکڑنے لگیں گی۔ اونی کپڑوں کی بجائے ململ اور وہی دھوپ جو کل تک جان بخش تھی' چند دنوں میں جان لیوا ہو جائے گی۔ مالٹے کی جگہ فالسے کی آوازیں لگیں گی۔

ایسی ہی آوازیں روز اول سے لگ رہی ہیں اور ابد تک لگتی رہیں گی کہ یہی قانون فطرت ہے...... نظام بدلتے رہیں' دن پھرتے رہیں گے' گرمی کی جگہ سردی بہار کی جگہ خزاں ...... حکمران بدلتے رہیں رعایا بدلتی رہے' امیہ کی جگہ عباسیہ سنبھال لے۔ ابراہیم لودھی کی جگہ کوئی ظہیرالدین بابر بیٹھ جائے۔ انگریز مغلوں کے متبادل بن جائیں' بادشاہت کی بجائے جمہوریت چھا جائے۔ ہاتھی گھوڑے' گدھے کو سائیکل' ریل' موٹر اور جہاز ری پلیس کر دے۔ کبوتروں کا کام ڈاکئے' قاصدوں کا کام فیکس اور انٹرنیٹ سنبھال لے' تلواروں' کلہاڑوں اور منجنیقوں کے مقابل حقیر ترین ذرہ "ایٹم" ہولناک ترین ہتھیار قرار پائے۔ قلو پیٹرا معاوضہ لے کر "کیٹ واک" کرے اور رستم و سہراب "بل واک" (Bul Walk)" میں اول آئیں۔

اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں تک زندگی تبدیلی ہے۔ موسموں کی تبدیلی سے لے کر مٹی کی تبدیلی تک' صرف تبدیلی ہی زندگی ہے کہ جب کسان ہل یا ٹریکٹر چلاتا ہے تو مٹی کو ہی تبدیل یعنی اوپر نیچے کر رہا ہوتا ہے اور دریا کا پانی بھی مسلسل بہتا نہ رہے تو بدبودار ہو کر زندگی کے سرچشمے کی جگہ موت کی دلدل بن جاتا ہے۔

اور بدنصیب ہے ہر وہ معاشرہ جہاں موسم ٹھہر جائیں اور کبھی تبدیل نہ ہو۔ ایسے معاشرے دریا نہیں دلدل ہو جاتے ہیں....... محکوم مفلوج اور معذور قرار پاتے ہیں۔

موسم سے لے کر زمین تک' دریاؤں سے لے کر پہاڑوں تک کی تقدیر "تبدیلی" ہے۔ آج کے عظیم ترین صحرا' کل تک سمندر تھے موسم نہ بدلے تو قیامت آجائے اور اسی لئے جن معاشروں میں اشراف ...... اجلاف اور اجلاف' اشراف نہیں ہوتے' رعایا حکمران اور حکمران طبقے رعایا نہیں بنتے' وہ ہر قسم کے اوصاف سے محروم ہو کر صفحہ ہستی سے صاف ہو جاتا ہے۔ اشراف کی جگہ اجلاف آمد کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ اجلاف کے دو چار دس خاندان اشراف ہو جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ طبقات اوپر نیچے ہو جائیں' غلام آقا بن جائیں یا آقاؤں کے برابر جا بیٹھیں اور پھر جب "رعایا" بھی "آقا" بن بیٹھے تو اسے پھر سے تبدیل کر دیا جائے کہ یہ سب موسموں سے لے کر دریا کے پانی اور زمین کی مٹی کی مسلسل تبدیلی والی بات ہے۔

موسموں میں سے کوئی موسم مستقل نہیں۔ دریا کی کوئی لہر اور زمین کی کوئی تہہ مستقل نہیں۔ اول اور آخر صرف ایک ذات ہے۔ جو رب العالمین ہے۔

کچلے اور روندے گئے' وہ ذلیل اور رسوا ہوئے' وہ بدنام اور بے راہرو قرار پائے وہ معاشرے جہاں موسم رک گئے۔ ٹھہر گئے اور نسل در نسل ایک ہی طبقہ حاکم اور باقی سب محکوم قرار پائے اور جہاں مالو مصلی کا بیٹا مسلسل مالو مصلی اور امیر الامراء کی اولاد مسلسل امیر الامراء کہلائے۔

میرے مولا! موسم کب بدلے گا؟

یہ زمین کب زرخیز ہو گی' رکا دریا کب چلے گا؟ اشرافیہ' اجلافیہ اور اجلافیہ اشرافیہ میں کب بدلے گی؟ ہمارا معاشی' سماجی' سیاسی اور معاشرتی موسم کب بدلے گا؟

سب سے پہلا جنتی

ایک مرتبہ سرکار دوعالمؐ نے فرمایا!

"بلال رضی اللہ عنہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گا"

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا

"یا رسول اللہ علیک وسلم آپؐ سے بھی پہلے؟"

فرمایا! "ہاں مجھ سے بھی پہلے میں جس ناقہ پر سوار ہوں گا اس کی مہار بلالؓ نے تھام رکھی ہو گی اس طرح وہ مجھ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گا"۔

حضرت بلالؓ سب سے پہلے جنتی ہوں گے۔

○ غصہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو پی گیا اس نے آگ بجھائی اور جو ضبط نہ کر سکا وہ اس میں پہلے خود جلتا ہے۔

○ پستی کو حقیر مت جانو کیونکہ اس نے بلندی کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

○ ڈوبتے سورج پہ! وزاری اور واویلا مت کرو ورنہ تم ستاروں کو بھی کھو دو گے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

شیخ معاذ الرحمٰن۔ اوکاڑہ

تنظیم الاخوان کا پرانا کارکن ہوں۔ حضرت جی (امیر محمد اکرم اعوان) کے نام منقبت ارسال کر رہا ہوں مناسب سمجھیں تو شائع کر دیں۔

اوتھے لوڑ نہ نذر نیازاں دی
جگہ وکھری نئیں نواباں دی

میاں محمد مظہرالٰہی غفاری، نوشہرہ غربی

دو مضمون "کڑوا شہد" اور "امیرالمومنین کے گھر کا منظر" بھیج رہا ہوں۔ اگر پسند ہوں تو المرشد میں شائع فرمادیں۔

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی۔ لاہور

ایک مضمون "بہبود عامہ کا تصور" برائے اشاعت ارسال کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء دے۔

محمد نصراللہ خاں

حافظ محمد رفیق صاحب تنظیم الاخوان کے سرگرم رکن ہیں۔ ان کی کتاب "ظلم ہی زوال کا سبب ہے" المرشد میں اشاعت کے لئے پیش خدمت ہے۔

ابو معاذ عباسی

"بنگلہ دیش میں عیسائیت" مضمون ارسال خدمت ہے۔ المرشد میں جگہ دے کر مشکور فرمائیں۔

زماں مہدی چکلالہ، راولپنڈی "اہل تصوف اور جہاد" کے موضوع پر ایک مضمون بھیج رہا ہوں تاکہ صوفیاء اور جہاد سے متعلق غلط فہمیاں دور ہو سکیں۔ المرشد کے صفحات میں جگہ عطا فرمائیں۔ میرے لئے یہ عین سعادت اور باعث برکت ہو گا۔

محمد اکرم تارڑ، راولپنڈی، فسٹ ایر کا طالب علم ہوں۔ پہلی دفعہ مضمون لکھا ہے۔ میرے خیال میں آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔

سجاول خان رانجھا۔ ایڈیٹر ماہنامہ "افتخار ایشیا" راولپنڈی

کوشش ہے کہ ماہنامہ افتخار ایشیا میں دینی حلقوں اور ان کے ترجمان جرائد کے نقطہ نظر کو اجاگر کرنے کی خدمت انجام دے سکوں اپنے قیمتی خیالات اور تجاویز سے مطلع فرمائیں کہ ان دینی جرائد کی موثر نمائندگی کے لئے کیا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

پروفیسر علی ملک۔ اٹک شہر

المرشد میں اشتہارات کے نرخ مطلوب ہیں۔ سال بھر کے لئے پورا صفحہ، آدھے اور چوتھائی صفحہ کے ریٹس (Rates) سے مطلع فرمائیں۔ پہلے المرشد کا شمارہ متعلقہ ماہ سے دس دن پہلے مل جاتا تھا اب متعلقہ ماہ کے پندرہ دن گزرنے کے بعد ملتا ہے۔ اس کی ترسیل کو درست کریں۔ شدت سے انتظار رہتا ہے

کچھ فوتیدگیاں ہوئی ہیں ان کی مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

نسیم نقشبندی۔ اسلام آباد

عرصہ دراز تک ملک سے باہر رہا جو المرشد سے دوری کا باعث بنا۔ سالانہ زر اشتراک کے لئے پہلی کاپی وی پی کر دیں۔ مزید برآں ایک گھرانے کو اپنی طرف سے المرشد کا ششماہی مدت کے لئے اجراء کرانا چاہتا ہوں۔ فارن کرنسی بھیجنے کا کیا اہتمام کروں۔

محمد نواز۔ نیو ملتان

دسمبر 1998ء میں ماہنامہ المرشد کا سالانہ چندہ بھیجا تھا۔ ماہ جنوری 99ء کا شمارہ بھی موصول نہیں ہوا۔ رسید منی آرڈر لف ہذا ہے۔

تقویم الدین۔ نوشہرہ۔ صوبہ سرحد

حضرت جی سے بیعت ہوں۔ الاخوان کا سرگرم رکن ہوں۔ المرشد کی نمائندگی کے لئے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ پریس کارڈ اور نمائندگی لیٹر کا منتظر ہوں۔

عبدالحفیظ۔ باغبان پورہ گوجرانوالہ

3/4 ماہ سے المرشد نہیں مل رہا۔ براہ کرم کچھ کریں۔

مولانا ریختہ۔ کھاسی پورہ مظفرنگر

اشعار در مدح سلسلہ اویسیہ اور شجرہ مبارکہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ برائے اشاعت المرشد پیش خدمت ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 35

اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ظلم جبر اور کفر کے نظام کے خلاف برسرپیکار تنظیم الاخوان کا ترجمان ماہنامہ الاخوان ٹائم

جس کا عزم

جب تک چند لٹیرے ہیں میرے وطن کو گھیرے
اپنی جنگ رہے گی اپنی جنگ رہے گی

کے لئے ملک بھر کے تمام اضلاع سے نامہ نگار تجزیہ نگار مضمون نگار اور ایجنٹ حضرات درکار ہیں تنظیم الاخوان سے متعلق حضرات بھی رابطہ کرسکتے ہیں

منجانب ایڈیٹر
الاخوان ٹائم لاہور

اخذ فیض کیلئے آداب

(1)۔ شیخ کامل سے اخذ فیض اور کامل تربیت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ امر ضروری ہے کہ طالب کے دل میں شیخ سے پوری عقیدت ہو۔ اور وہ پوری استقامت سے اس پر جما رہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے توحید مطلب کہتے ہیں۔ جامع کرامات اولیاء اللہ میں ارشاد ہے۔

"مرید کیلئے ضروری ہے کہ وہ راسخ القدم ہو اسے کوئی چیز اس راہ سے نہ ہٹا سکے اور اپنے شیخ کے متعلق اس کی عقیدت میں تبدیلی نہ آئے حتیٰ کہ اگر حضرت خضر علیہ السلام بھی سامنے آجائیں تو ان کی طرف توجہ نہ کرے"

یہ صورت اس وقت ضروری ہے کہ جب ایک طرف شیخ کامل ہو اور دوسری طرف طالب صادق ہو اور اگر کسی وجہ سے کسی ناقص آدمی سے کوئی طالب صادق تعلق قائم کرلے اور اسے کوئی روحانی فائدہ نہ پہنچے اور ظاہر ہے کہ جو خود ناقص ہے وہ دوسرے کو کیا سلوک سکھائے گا تو ایسی صورت میں طالب صادق کو کسی کامل شیخ کی تلاش کرلینی چاہئے۔ ورنہ یہ ثابت ہوگا کہ وہ طالب مولیٰ نہیں شخصیت پرستی کے مرض میں مبتلا ہے۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ نہ شیخ کامل اور نہ طالب صادق تو یہ تعلق محض ایک "سیپ" ہوگی' جس کا تصوف وسلوک سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلی صورت میں طالب صادق کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ جس شیخ سے اس کا تعلق ہے اس کے ہزاروں مریدوں میں سے اگر چند ایک بھی ایسے نہیں ملتے جن کو سلوک کی راہ میں ترقی حاصل ہوئی تو بس سمجھ لیجئے کہ شیخ کے ناقص ہونے میں کوئی شک نہیں اس لئے ایسے شیخ کو ترک کرنا فرض ہے۔ شیخ کامل تو ان لوگوں کو اللہ کے فضل سے عارف باللہ بنا دیتا ہے جن کی زندگیاں نائٹ کلبوں میں گزری تھیں۔

(2)۔ شیخ کے ساتھ خیانت کا برتاؤ نہ کرے حتیٰ کہ شیخ کے کلام راز اور اسرار کے معاملے میں بھی امانت کا ثبوت دے جو شخص معمولی چیز میں خیانت کا مرتکب ہو وہ اسرار الٰہی اور مناصب باطنی کے معاملے میں کب امین بنایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں بے احتیاطی سے مناصب بھی سلب ہو جاتے ہیں۔

(3)۔ جو کچھ اپنی ذات کے لئے محبوب جانتا ہے شیخ کی ذات کے لئے بھی محبوب جانے۔

(4)۔ شیخ کی بات غور سے سنے اور اس پر دل سے کاربند ہو شیخ کی مجلس میں شیخ کی بات سننے کی نیت سے جائے اپنی بات سنانے کا شوق لے کر نہ جائے۔

(5)۔ شیخ سے غلط بیانی نہ کرے۔ بات صاف صاف کرے۔ شیخ کے سامنے اور شیخ کے متعلق جھوٹ بولنے سے بچتا رہے۔

(6)۔ شیخ سے اس بات کا مطالبہ یا تقاضا نہ کرے کہ مجھے اگلے منازل میں سلوک ترقی دی جائے۔

(7)۔ شیخ کی مجلس میں بیٹھا ہو تو شیخ کے چہرے کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ نہ دیکھے بلکہ اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو کر ذکر قلبی میں مشغول رہے۔ یا اپنے منازل کی نگہداشت کرے۔

دلائل السلوک

سکون قلب

آپ ہرگز نہ بھولئے دنیا میں کافر کو بادشاہی تو مل سکتی ہے۔ سلطنت تو مل سکتی ہے۔ دولت تو مل سکتی ہے۔ محل تو نصیب ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں سکون کا کوئی لمحہ نصیب نہیں ہوتا۔ آپ بڑے سے بڑے آدمی کی زندگی کو پڑھیں۔ میرے خیال میں اس دور میں جتنا مضبوط آدمی سٹالن گزرا ہوگا۔ اور اس کے نام سے اس کے زمانے میں روئے زمین کانپتا تھا۔ لیکن اس کا اپنا یہ حال تھا کہ وہ چوہے کی طرح زندہ رہتا تھا۔ اس نے لوہے کے دو تین کیبن بنا رکھے تھے زیرزمین اندر سے دروازے بند کرکے اندر زندہ رہتا تھا۔ جب مرگیا تو پہلے دن تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹانے کی جرات ہی نہیں کی۔ تیسرے دن خروشیف نے دروازہ توڑا تو سٹالن اندر فرش پر مرا ہوا تھا۔ یعنی آپ اس آدمی کی زندگی کا اندازہ لگائیں جس کے نام سے ایک دنیا کانپ اٹھی تھی اس ظالم کے دل پر کس کا خوف سوار تھا کہ وہ ایک چوہے کی طرح لوہے کے ایک کمرے میں چھپ کر زندہ رہتا تھا اور اندر سے لاک رکھتا تھا۔ اور اس بے بسی کے عالم میں مرا کہ جب اس کی لاش انہیں ملی تو اس پر پوری وردی تھی اسے کپڑے بدلنے تک کا ہوش نہ رہا۔ دو دن تڑپتا رہا لیکن کسی نے دروازہ کھولنے کی جرات نہیں کی یہ ایک نہیں ان سب کی لائف ہسٹری پڑھیں ان سب کی زندگیوں میں خوف وہراس' وہیبت ہے۔

دلوں میں اطمینان آتا ہی اللہ کے نام اور اس کی یاد سے ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے مومن کا جو تعلق رب جلیل سے جوڑ دیا ہے۔

وہ سبب ہے اطمینان قلب کا' سکون قلب' ایمان کا ثمر ہے

دل مردہ ——— دل نہیں ہے

اللہ کے "ذکر" کی یہ خصوصیت ہے کہ اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا ادراک نصیب ہوتا ہے۔ انسان اپنے ہر فعل پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے آگے جواب دہ سمجھتا ہے۔ برائی سے کوفت ہوتی ہے اور نیکی سے مسرت' قلب میں انوارات نبوی جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور عبادات میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہ معیت رسول ﷺ کی طرف ایک سفر ہے جس کے مدارج کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ دل مردہ "دل" نہیں ہے۔ اسے زندہ کر دوبارہ

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

یایھا الذین امنوا لاتتبعوا خطوت الشیطن ومن یتبع خطوت الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته مازکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ نور میں اٹھارہویں پارے میں کہ اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ اب یہ پہچان کہ کونسا قدم شیطان کے نقش قدم پر ہے اگلے حصے میں یہ پہچان بھی دے دی کہ ومن یتبع خطوت الشیطن۔ جو شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے فانه یامر بالفحشاء والمنکر تو شیطان بے حیائی کا اور برائی کا حکم دیتا ہے جب تم سے بے حیائی صادر ہو یا کوئی برا کام ہو تو سمجھو یہ تم نے شیطان کی پیروی کی۔

انسان محتاج ہے ضروریات زندگی کا اور ان کی تکمیل کے لئے ذرائع کا۔ اس کے ساتھ ڈر اور خوف ہے اس کا مخالف اس کا اپنا نفس بھی ہے شیطان بھی ہے تو ایک ایسا انسان جو ضرورت مند بھی ہے مجبور بھی ہے اس لئے ڈرتا بھی ہے کہ یہ ساری چیزیں کہیں اسے مجبور کرکے اسے برائی پر نہ لے جائیں وہ اکیلا کیسے مقابلہ کر سکے گا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ واقعی یہ درست ہے کہ انسان اس مادی دنیا میں برائی کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن سب سے مضبوط اور سب سے محفوظ راستہ ہے۔

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته۔ اگر تمہیں اللہ کی رحمت اور اس کا فضل نصیب نہ ہو مازکی منکم من احد۔ تو تم میں سے ایک بندہ بھی کوئی نیکی نہ کر سکے یعنی ہر نیکی ہر بھلائی اللہ کا کرم ہے اور اس کی رحمت ہے۔

جب ہم ایہ کریمہ کے اس حصے پر پہنچتے ہیں ولکن اللہ یزکی من یشاء اللہ جسے چاہتا ہے اسے پاک کرتا ہے۔ تو لوگوں کے دلوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کے بارے میرے پاس ایک خط بھی آیا تھا کہ بھئی یہ تو اللہ کریم کی مرضی ہے جسے چاہے نیکی کی توفیق دے دے اور جسے نہ دے وہ کیسے نیک ہو سکتا ہے تو پھر یہ نیکی بدی کا فلسفہ یہ گناہ ثواب ہم سے کیوں پرسش ہوگی۔ اللہ کریم نے جہاں اپنی عظمت کا اظہار کیا ہے کہ میں جب تک نہ چاہوں تو کوئی انسان شیطان کے پنجے سے نکل نہیں سکتا یہ صرف اور صرف میری طاقت ہے' میرا کرم ہے' میری رحمت ہے کہ بندہ برائی سے بچتا ہے اور شیطان کے قبضے سے نکلتا ہے اور میں جسے چاہتا ہوں اس پر رحمت کرتا ہوں' اس پر کرم کرتا ہوں' اسے برائی سے بچنے کی توفیق دیتا ہوں' یہاں آکر انسانی ذہن الجھ جاتا ہے کہ جسے چاہتا ہے بچالیتا ہے اس کا مطلب ہے جو نہیں بچ رہا اللہ چاہتا ہے کہ یہ نہ بچے۔ فرمایا! نہیں ایسی بات نہیں میں نے تمہیں نیکی اور برائی کے راستے الگ کرکے بتا دیئے۔ اب ایک طرف دعوت دینے والا شیطان ہے جسے تم خود بھی برا کہتے ہو' ملعون کہتے ہو' اچھا نہیں سمجھتے۔ اس کا راستہ برائی کا راستہ ہے۔ دوسری طرف دعوت دینے کے لئے میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جن کا حسن ظاہر بھی بے مثال ہے' کمال باطن بھی بے مثال ہے۔ ہر انداز ایسا ہے کہ ایک ایک ادا پہ لاکھوں جانیں قربان کی جائیں۔ پھر جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں اس میں صداقت بھی ہے پھر آپ ﷺ بذات خود بنفس نفیس رحمت مجسم ہیں کرم مجسم ہیں تو اللہ فرماتا ہے۔

واللہ سمیع علیم اللہ سنتا بھی ہے جو تم باتیں کرتے ہو اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے جو تمہارے دل کے نہاں خانے میں ہے۔ اب اگر انسان دل سے شیطان کی طرف جانا چاہتا ہے تو فرمایا میں اسے پکڑ کر زبردستی اپنی راہ پر نہیں ڈالتا یہ تمہارا فیصلہ ہے نہاں خانہ دل میں' تمہارے قلب میں کونسی بات ہے' تم کس طرف جانا چاہتے ہو اگر تم دل کی گہرائی سے یہ فیصلہ کرتے ہو کہ مجھے اللہ کی طرف جانا ہے تو میں تمہیں اپنی بارگاہ میں' اپنے نبی ﷺ کے حضور میں' اپنے نیک بندوں کی طرف لے آتا ہوں۔ یھدی الیه من ینیب۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں انابت پیدا ہوتی ہے اللہ اسے اپنی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ انابت کیا ہے؟ دل کی گہرائی میں پیدا ہونے والا وہ جذبہ جس میں کھوٹ نہ ہو۔ ہم زبان سے جو کچھ کہتے ہیں اس میں کھوٹ ہو سکتا ہے۔ دل میں اور بات ہے زبان پر اور بات ہو سکتی ہے۔ ذہن سے سوچتے ہیں اس میں بھی کھوٹ ہو سکتا ہے کہ ہم کس غرض سے سوچ رہے ہیں' کس لالچ سے سوچ رہے ہیں' اس سے کیا مفاد لینا چاہتے ہیں لیکن دل کی گہرائی سے جو سوچ اٹھتی ہے وہ کھری

اور خالص ہوتی ہے۔ اس پر اگر غلاف چڑھاتا ہے تو ذہن چڑھاتا ہے' اس پر اگر غلاف چڑھاتی ہے تو زبان چڑھاتی ہے۔ دل میں وہ بالکل کھری بات ہوتی ہے ورنہ اگر وہ نہاں خانہ دل میں اللہ کی طلب ہے' نہاں خانہ دل میں اگر حضور بارگاہ نبوت ﷺ کی طلب پیدا ہوتی ہے تو میں اس بندے کا ہاتھ تھام لیتا ہوں اور میں اس کی اپنی طرف رہنمائی کرتا ہوں۔

یہاں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اپنی طرف رہنمائی کرنا یہ ہے کہ اسے اپنے نیک بندوں کے پاس پہنچا دیتا ہے' ایسے لوگوں کے پاس اسے پہنچا دیتا ہے جن کی مجلس میں بیٹھ کر' ان کے ساتھ مل کر اسے اللہ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے تو گویا فیصلہ انسان ہی کے پاس ہے۔

اور اللہ نے اس پر بھی شہادت دے دی فرمایا **وھدینہ السبیل**۔ ہم نے انسان کو راستہ دکھا دیا ہے **اما شاکرا واما کفورا** فیصلہ اس کے پاس ہے کہ وہ شکر گزار بندہ بننا چاہتا ہے یا وہ نافرمان بننا چاہتا ہے۔

پاکستان میں اب تک لاکھوں لوگ حج کر چکے ہیں' لاکھوں زکوٰۃ دیتے ہیں' لاکھوں نماز روزہ کرتے ہیں۔ اگر یہ سب حاجی نمازی یہ کروڑوں لوگ راست باز ہوتے تو کیا یہ حشر ہوتا معاشرے کا جو ہو رہا ہے۔ یہ نماز' روزے' حج یہ ساری عبادات ہمیں برائی سے روکتی کیوں نہیں ہیں؟

نیکی اور بدی میں خطرہ کیا ہے۔ کیوں انسان نیکی اختیار نہیں کرتا؟ کیوں انسان بدی کی طرف چلا جاتا ہے؟ اگر ایک طرف مادی وسائل ہیں' مادی دنیا ہے' طبقہ امراء ہے تو دوسری طرف اللہ کی ذات ہے' آقائے نامدار ﷺ ہیں' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں' تابعین' تبع تابعین ہیں' خیرالقرون ہیں' نیکی کی طرف امت کے سارے اولیاء اللہ ہیں' امت کے سارے علماء کرام ہیں تو اتنی بڑی طاقت کو آدمی کیوں چھوڑ دیتا ہے؟۔

اصل بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اتنی بڑی طاقت کو چھوڑ کر اس کمینگی کو جو بدکاروں میں ہمیشہ سے ہوتی ہے اور نیچے سے اوپر تک ہوتی ہے' اس پر کیوں اعتبار کر لیتا ہے تو عزیزان گرامی! یہ بات ہوتی ہے جاننے کی' یہ مادی وسائل ہیں' مادی لوگ ہیں' مادی انسان ہے' اس کی مادی عقل ہے ان سب کو یہ جانتا ہے' پہچانتا ہے کہ یہ کون ہے اس کے پاس کیا اختیارات ہیں' یہ کون ہے اس کے پاس کتنی دولت ہے یہ کون ہے یہ کیا سزا دے سکتا ہے اللہ کو جاننے کے لئے اسے معرفت الٰہی چاہئے۔ اب سنی سنائی باتوں پر کون اعتبار کرے۔ اس کا دل اللہ کو جانتا تو وہ اللہ پر اعتماد کرتا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے متعلق آپ ساری عمر پڑھتے رہے' سارے لوگوں سے سنتے رہے لیکن جب تک دل حضور ﷺ کی عظمت سے آشنا نہ ہوا اعتبار کرنے کو دل نہیں چاہے گا۔

حضور ﷺ جب طائف میں تشریف لے گئے اور اہل طائف نے پیچھے لڑکے لگا دیئے انہوں نے پتھر مارے' آپ ﷺ زخمی ہو گئے تھک گئے' خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم گیا' جوتا مبارک سے پائے اقدس نکل نہیں رہا تھا اور ایک باغ میں حضور ﷺ تشریف لے گئے' باغ کے مالک نے ان بچوں کو روکا' سائے میں حضور ﷺ بیٹھے تو فوراً ایک فرشتہ حاضر ہوا' اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں فرشتہ ہوں مجھے پہاڑوں پر اللہ نے مقرر فرمایا ہے مجھے ملک الجبال کہتے ہیں' پہاڑوں کا فرشتہ۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ جن لوگوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پتھر پھینکے (طائف بڑے بڑے پہاڑوں کا علاقہ ہے) مجھے حکم ہوا ہے کہ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو یہ سارے پہاڑ اٹھا کر میں اس بستی پر پھینک دوں۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ انہیں بتا دو کہ پتھروں کا جواب پتھروں سے آئے گا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے حضور دعا فرمائی ان کی طرف سے عذر کیا کہ اے اللہ ان پر پہاڑ نہ پھینکے جائیں اب عذر کونسا پیش کیا فرمایا **فانھم لا یعلمون**۔ یا اللہ یہ مجھے جانتے نہیں۔ یہ اپنے ایک پڑوسی سے لڑ رہے ہیں مکے کے ایک قریش سردار کے بیٹے کو مار رہے ہیں' یہ قریش کے ایک فرد محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے لڑ رہے ہیں۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں جانتے' انہوں نے تیرے حبیب ﷺ پر تیرے رسول ﷺ پر اسے پہچان کر' اس حوالے سے نہیں پھینکے یہ بے چارے تو محمد بن عبداللہ ﷺ کو ایک قریش سمجھ کر لڑ رہے ہیں کہ جی ہم ان سے اچھے سردار ہیں۔ یہ ہم سے سرداری چھیننا چاہتا ہے۔ ان کا مقصد ہے طائف میں بھی انہی کی نمبرداری ہو جائے تو یہ اپنے ایک بھائی سے لڑ رہے ہیں بحیثیت محمد رسول اللہ ﷺ انہوں نے مجھے پہچانا ہی نہیں **فانھم لا یعلمون**۔ یہ مجھے نہیں جانتے۔ تو نہ جاننے کا وبال یہ ہے کہ آدمی پھر اعتبار نہیں کر سکتا۔

اب بندہ کیسے جانے؟ ہم مطالعہ کرتے ہیں' تلاوت کرتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' حج کر کے آتے ہیں' پھر جب موقع آتا ہے تو برائی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اگر سب حاجی نمازی لوگ راست باز ہوتے تو کیا یہ حشر ہوتا معاشرے کا جو ہو رہا ہے۔ یہ نماز روزہ حج یہ ساری عبادات ہمیں برائی سے روکتی کیوں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ہم سن کر' پڑھ کر' عقلی طور پر' دماغی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کام کرنا چاہئے لیکن دل ویسا ہی خالی کا خالی رہتا ہے اور شیطان کو دل میں بلانا نہیں پڑتا یہ بڑی عجیب بات ہے کہ برائی کے لئے یا شیطنت کے لئے یا شیطان کو دل میں لانے کے لئے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ خالی گھر جو ہوتا ہے وہ شیطان کا گھر ہوتا ہے دل جب اللہ کی یاد سے خالی ہوتا ہے تو از خود شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔

علم تو پڑھنا پڑتا ہے' کبھی جہالت بھی سیکھنی پڑی کسی کو' اخلاق تو سیکھنے پڑتے ہیں' کیا کسی کو بداخلاقی بھی سیکھنی پڑی' نیکی کیلئے تربیت چاہئے لیکن برائی کا کوئی ٹریننگ سنٹر آپ نے دیکھا؟

آپ نے دیکھا کہ علم تو پڑھنا پڑتا ہے کبھی جہالت بھی سیکھنی پڑی کسی کو۔ اخلاق تو سیکھنے پڑتے ہیں کبھی کسی کو بداخلاقی سیکھنا پڑی۔ نیکی کے لئے تربیت چاہئے لیکن برائی کا کوئی ٹریننگ سنٹر آپ نے دیکھا۔ کہیں ڈاکے کی تربیت ملتی ہو کہیں چوری کے گر سکھائے جاتے ہوں کہیں جھوٹ بولنے کا گر

سکھانے کا کوئی ادارہ ہو کوئی بھی نہیں۔ جتنے شیطانی افعال ہیں وہ اس لئے ازخود آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ دل اللہ کی یاد سے خالی ہوتا ہے اور شیطان دل میں ڈیرہ لگا لیتا ہے تو جب دل میں شیطان ہو تو شیطانی کردار' شیطانی افعال ازخود آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر دل ذاکر ہو جائے' دل میں اللہ اللہ آ جائے' دل میں اللہ کی عظمت آ جائے' دل میں نبی کریم ﷺ کی نسبت آجائے تو وہاں شیطان نہیں آسکتا اور ہم نے کتنے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے کتابیں تو نہیں پڑھیں لیکن علوم کے دریا بہا دیئے۔ عجیب بات ہے ایسے لوگ جنہیں ہم نے مدرسے جاتے نہیں دیکھا' جنہیں ہم نے کتابیں پڑھتے نہیں دیکھا' جنہوں نے کہیں کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا انہوں نے کہاں سے وہ باتیں سیکھیں۔ تو اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وعلمنہ من لدنا علما۔ جو میرے پاس آجاتے ہیں تو میری ذات' میری برکات ان کے دل میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں اور ان کے دل علوم کا سمندر بن جاتے ہیں۔ کمالات انسانی کی ساری کی ساری رسائی کا اصل یہ ہے کہ اسے برکات نبوی ﷺ سے نسبت ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

انما انا قاسم واللہ یعطی۔ او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ میرا کام تقسیم کرنا ہے' عطا کرنا اللہ کا کام ہے۔ تو جہاں یاد الٰہی بس جاتی ہے' جہاں اللہ کا نام بس جاتا ہے' جہاں اللہ اللہ دل میں آجاتی ہے تو پھر وہ دل کی گہرائی میں اٹھنے والی کیفیات خیالات بدلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ نے کوئی باہر سے نہیں لوگ منگوائے' کوئی نئے بندے درآمد نہیں کئے۔ وہی لوگ تھے جن کی عرب میں وحشت مشہور تھی جن کا رعب مشہور تھا' جن کی شراب نوشی مشہور تھی' جن کی قتل وغارت گری مشہور تھی' جن کی ڈاکہ زنی کی شہرت تھی' جن کی بت پرستی کی شہرت تھی' وہی لوگ تھے جو عرب میں ایسے بدنام تھے کہ ایک طرف قیصر تھا' بہت بڑی سلطنت تھی' دوسرے کنارے یہ کسریٰ تھا' بہت بڑی سلطنت تھی' تیسری طرف بھی افریقی حکومتیں تھیں لیکن کوئی بھی حکومت جزیرہ نمائے عرب کو اپنی ریاست میں شامل نہیں کرتی تھیں' اس لئے کہ وسائل ان کے پاس تھے نہیں اور نرا فساد ہی فساد۔ وہ امن قائم کرنے کے لئے اپنے وسائل ان پہ لگانا نہیں چاہتے تھے۔ وہ کہتے تھے انہیں رہنے دو جو کچھ کرتے ہیں کرتے رہیں یہ جانیں ان کا کام جانے۔ وہی لوگ جو ظلم وجور اور بربریت میں مشہور تھے پوری دنیا پر امن قائم کرنے کا سبب بن گئے۔ وہی لوگ جو لوٹ کر کھانے میں لذت محسوس کرتے تھے وہ اپنے مال تقسیم کر کے خوش ہونے لگے۔ وہی لوگ جو دوسرے سے چھین کر کھاتے تھے خود بھوکے سو جاتے اور اپنا حصہ کسی غریب کو کھلا دیتے۔ پہلے اس لوٹ مار میں خوشی ملتی تھی اب لٹانے میں خوشی ملتی تھی۔ یعنی دل تو وہی تھا اس میں جو جذبات تھے وہ برکات نبوی ﷺ سے بدل گئے۔ اب نبوت ختم ہو گئی آقائے نامدار ﷺ پر۔ ختم نبوت کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ اللہ نئے نبی پیدا نہیں کر سکتا۔ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جو برکات اور جو علوم دے کر بھیجا ہے اور جو ضابطہ حیات دے کر بھیجا ہے وہ قیامت تک کے لئے کافی ہے۔ کسی نئے نظام کی ضرورت نہیں۔ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو قانون دیئے ہیں وہ معاشی ہوں' وہ عدالتی ہوں' یا سیاسی ہوں یا اخلاقی ہوں وہی قانون حرف آخر ہیں اور قیامت تک کے لئے ان کے مقابلے میں کوئی قانون بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو طریقہ عبادات ارشاد فرمایا نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ فرمایا وہی طریقہ قیامت تک کے لئے کافی ہے' کسی نئے طریقہ عبادات کی ضرورت نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات سے جو برکات یا توجہات جو انوارات تقسیم ہوتے ہیں وہی قیامت تک ہر طالب کے قلب کو پہنچتے رہیں گے' کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

تین چیزیں ہوتی ہیں نبی کے پاس۔ عقائد اور عبادات زندگی کے قوانین اور ضابطے اور وہ روشنی جو دلوں کو روشن کرتی ہے۔ وہ نور' وہ برکات جو دل میں شریعت پر عمل کرنے کا حوصلہ پیدا کرتے ہیں یہ تین چیزیں ہوتی ہیں۔ صحابہ کو نماز روزہ کی وجہ سے صحابی نہیں کہتے۔ نمازی تو شاید بعد میں کچھ لوگ اتنے ہوئے ہوں جنہوں نے صحابہ سے زیادہ نمازیں پڑھی ہوں۔ نہ جہاد کی وجہ سے کہ جہاد تو اب تک بھی ہو رہا ہے اور لوگ سرکٹا رہے ہیں۔ صحابہ کو صحابی صرف صحبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ انوارات جو قیامت تک کے لوگوں نے لینے ہیں انہوں نے سینہ اطہر ﷺ کے روبرو ہو کر براہ راست لے لئے۔ وہ صحبت پیامبر ﷺ انہیں عظمت عطا کر گئی وہ تیسری دولت جو انوارات وبرکات کی ہے اس کے لئے بھی قلب اطہر محمد رسول

> **جب دل اللہ کی یاد سے خالی ہوتا ہے تو شیطان دل میں ڈیرہ لگا لیتا ہے۔ دل میں شیطان ہو تو شیطانی افعال ازخود آنا شروع ہو جاتے ہیں' کہیں جا کر سیکھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی**

اللہ ﷺ قیامت تک' ہر آنے والے انسان کے لئے موجود ہے۔ کوئی اخذ نہ کرنا چاہے' کوئی کفر میں مرنا چاہے تو یہ فیصلہ اس کا ہے لیکن جو بھی محنت کرے' جو بھی خلوص دل سے اس کا طالب ہو اللہ فرماتا ہے میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس نعمت تک پہنچا دوں گا اور اس کا دل روشن ہو جائے گا' یہ معنی ہے ختم نبوت کا۔ یعنی انسانیت کو نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ پیدا نہیں کر سکتا وہ تو قادر ہے لیکن اس نے انسانی ضرورتوں کو جو نبوت سے متعلق تھیں قیامت تک کے لئے مکمل کر دیا۔

یہ جو ہم روز نفاذ اسلام کی بات کرتے ہیں اس کا معنی بھی یہی ہے کہ تمام ضابطے خواہ وہ اخلاقیات کے ہوں' معیشت کے ہوں' معاشرت کے ہوں' سیاست کے ہوں یا عدالت کے صرف وہی ضابطے حرف آخر ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائے اور ان کو چھوڑ کر جتنے قانون بنائے جا رہے ہیں' جتنے لاگو کئے جا رہے ہیں یہ سارا ظلم ہے اور اس

سے ظلم ہی بڑھے گا' اس سے انصاف نہیں مل سکتا۔ گناہ ہونا الگ بات ہے۔ گناہ کے علاوہ یہ اللہ کی مخلوق کو تباہ کرنے کا سبب بھی ہے اور ان پر ظلم کرنے کا سبب بھی ہے۔

تو حضرات کوئی ضروری نہیں کہ آپ میرے ساتھ اللہ اللہ کریں یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ کسی پیر کے ساتھی ہوں لیکن کم از کم اپنے دل کو اللہ اللہ ضرور سکھائیں۔ اپنے طور پر ہی بیٹھ کر دل پر خیال کر کے اللہ اللہ کرتے رہیں۔ جب تک اپنے دل کو اللہ اللہ کی طرف نہیں لگائیں گے شیطان کے حربوں سے بچنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے' اللہ سب کو معاف کرے' ہم نے 65 برس اس صحرا کی خاک چھانی ہے' بڑے بڑے نامور اہل علم' بظاہر بڑے بڑے پیروں اور پارساؤں کو اور بڑے بڑے امراء اور بڑے بڑے معزز لوگوں کو بچتے نہیں دیکھا۔ جب تک ان کے دل میں اللہ کی یاد نہ آئی اور قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ یعنی اگر اللہ کا کرم اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو تو کوئی نہیں بچ سکتا اور اس کا کرم اور رحمت تب ہی شامل حال ہوگی وہ فرماتا ہے یہدی الیہ من ینیب نہاں خانہ دل میں جب وصول حق کی تمنا پیدا ہوگی' نہاں خانہ دل میں جب محبت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدا ہوگی' نہاں خانہ دل میں جب اللہ سے عشق پیدا ہوگا تب جا کر بات بنے گی۔ اس لئے اللہ اللہ سے مفر نہیں اور قلبی ذکر جو ہے یہ جس طرح ہماری زندگی کے لئے ہوا یا پانی ضروری ہے اس

> کوئی ضروری نہیں کہ آپ میرے ساتھ بیٹھ کر یا کسی پیر کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اللہ کریں' لیکن کم از کم اپنے دل کو اللہ اللہ ضرور سکھائیں۔ اپنے طور پر ہی بیٹھ کر دل پر خیال کر کے اللہ اللہ کرتے رہیں سوائے اس کے شیطان سے بچنے کا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے

سے زیادہ ضرورت ایمان کو ذکر قلبی کی ہے اور دل ذاکر کی ہے۔

اب میرے خیال میں ہمارا معاشرہ اور اس کے حالات اس بات پہ گواہی دے رہے ہیں کہ جو دل ذاکر نہیں ہیں وہ کردار کے اعتبار سے کتنے دور چلے گئے ہیں۔ ذکر کر کے بندہ فرشتہ نہیں ہو جاتا پھر بھی گناہ کر سکتا ہے' خطا ہو سکتی ہے لیکن گناہ کا احساس وشعور زندہ ہو جاتا ہے' گناہ کی تلخی محسوس ہونے لگتی ہے' خطا ہو جائے تو توبہ کرنے کو جی چاہتا ہے' نیکی کا لطف محسوس ہونے لگتا ہے' نیکی میں لذت آنے لگتی ہے' نیکی کرنے کو جی چاہتا ہے قرآن حکیم کا ارشاد ہے

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور۔ اس کا سفر تاریکی سے نور کی طرف' برائی سے بھلائی کی طرف' گناہ سے نیکی کی طرف شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی سعادت اور کامیابی ہے اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرما کر ہمارے قلوب کو اپنی یاد سے روشن فرمائے۔ آمین

★★★★

لودھی برادرز
شریعت یا شہادت
ہول سیل ڈیلر
لائٹ ڈیزل' کیروسین' فرنس آئل' موبل آئل
PSO
ڈسٹری بیوٹر PSO
پروپرائیٹرز
شمس الرحمٰن خاں لودھی
نور الرحمٰن خاں لودھی
حفیظ الرحمٰن خاں لودھی
لال ملز چوک فیکٹری ایریا فیصل آباد
فون:۔ 618946-624353' موبائل:۔ 0341-7651946

عراق پر امریکی حملے کب تک؟

طاہر نوید چودھری

1991ء میں شروع ہونے والی گلف وار کے بعد مختلف حیلوں بہانوں سے عراق کے خلاف امریکی جارحیت کا سلسلہ جاری ہے۔ پچھلے سال دسمبر میں بغداد پر امریکی حملوں کے بعد عالمی سطح پر شدید ردعمل کے سبب یہ سلسلہ کچھ دیر کے لئے تو رک گیا تھا لیکن اس کے بعد عراق نے جب اپنے اوپر مسلط نوفلائی زون کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کیا تو امریکی جنگی طیاروں نے اس کے شمالی اور جنوبی علاقوں پر پھر سے میزائل برسانے شروع کر دیئے ہیں اور اس ننگی جارحیت میں برطانیہ برابر کا شریک بنا ہوا ہے۔ یہ حملے اب ایک ایسی روٹین بن چکے ہیں کہ عالمی میڈیا میں اس کو کوئی نمایاں اہمیت بھی نہیں دی جارہی اور نہ ہی امریکی جارحیت کو روکنے کے لئے عالمی سطح پر کوئی کوششیں ہو رہی ہیں۔ جبکہ یو این او عراق امریکہ تنازعہ کو حل کرنے کی بجائے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ادھر مسلم ممالک بھی چپ سادھے ہوئے ہیں اور عوامی سطح پر بھی کوئی خاص احتجاج سامنے نہیں آیا۔

امریکہ نے عراق کے شمالی اور جنوبی علاقوں کو نوفلائی زون قرار دے کر ملک کی فضاؤں پر قبضہ جما رکھا ہے اور عراق کو اپنے ہی ملک کے اندر کسی قسم کی پرواز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اب اس نوفلائی زون کی حدود میں اتنا اضافہ ہو چکا ہے کہ صرف بغداد شہر کے علاوہ پورے ملک میں امریکی اور برطانوی جنگی طیارے دندناتے پھر رہے ہیں۔ امریکہ کے مطابق عراق کے شمالی علاقوں میں آباد کردوں اور جنوبی علاقوں میں آبادی کو حکومت کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے یہ نوفلائی زون قائم کئے گئے ہیں۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ جن کی حفاظت کے لئے نوفلائی زون کا یہ ڈرامہ رچایا گیا ہے انہی لوگوں پر امریکہ میزائلوں سے حملے کرکے تباہی پھیلا رہا ہے

اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے پہلے ہی عراقی عوام کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان کا جینا دوبھر ہو چکا ہے اور اب ان حملوں کے ذریعے امریکہ رہے سہے انفراسٹرکچر کو تباہ کرکے ملک کو کھنڈرات میں تبدیل کر رہا ہے۔ گلف وار کے بعد امریکہ کی مرضی کے مطابق عراق پر یہ کہہ کر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں کہ اس نے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے کیمیاوی اور بائیولوجیکل ہتھیار نہ صرف چھپا رکھے ہیں بلکہ مزید ایسے ہتھیار بنانے کی تیاری کر رہا ہے جس سے خطے میں امن و سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ لہٰذا جب تک ان ہتھیاروں کا پتہ لگا کہ انہیں تباہ نہیں کر دیا جاتا اور ایسے ہتھیار بنانے کی عراقی صلاحیت کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک عراق پر اقتصادی پابندیاں برقرار رہیں گی۔ چنانچہ سات سال تک یو این او کے اسلحہ انسپکٹروں نے عراق کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کیمیاوی اور بائیولوجیکل ہتھیاروں کا کوئی سراغ نہ مل سکا اور نہ ہی وہ یہ بتا سکے کہ ایسے ہتھیار آخر کہاں تیار کئے جا رہے ہیں۔ جبکہ ان کی کھوج کے سلسلے میں کنڈرگارڈن اور سرکاری عمارتوں تک کی تلاشی لی گئی اور پھر عراقی اقتدار اعلیٰ کی تذلیل کے لئے یہ الزام لگایا گیا کہ یہ ہتھیار صدارتی محلات میں چھپائے گئے ہیں مگر ہر جگہ کی تلاشی لینے کے باوجود ایسے ہتھیاروں کا وجود ثابت نہیں ہو سکا' جبکہ عراق کا شروع ہی سے یہ موقف رہا ہے کہ اس کے پاس نہ تو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے کیمیاوی اور بائیولوجیکل ہتھیار ہیں اور نہ ہی وہ ایسے ہتھیار بنانے کی تیاری کر رہا ہے ویسے ان ہتھیاروں کا استعمال تو عراق نے گلف وار کے دوران بھی نہیں کیا وہاں اگر وہ ایسا کرتا تو پھر امریکی واویلا بھی جائز سمجھا جاتا۔

عراق سے تو ان ہتھیاروں کے صرف استعمال کے خطرے کی دہائی دی جارہی ہے جبکہ امریکہ دنیا کا واحد ملک ہے جو نیپام بم سے لیکر ایٹم بم تک تمام مہلک ہتھیار استعمال کرکے دنیا میں تباہی پھیلا چکا ہے اور آج بھی عراق کے خلاف کروز میزائلوں کا برابر استعمال کئے جا رہا ہے اور پھر بھی عراق ہی کو خطے کے لئے خطرہ بتا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے اور اسی آڑ میں سعودی عرب اور کویت کو اپنا اسلحہ فروخت کرکے ان کی معیشت کا بیڑہ غرق کرنے کا انتظام بھی کر رہا ہے۔ دراصل امریکی حکومت اپنے اسلحہ کی صنعت کو زندہ رکھنے کے لئے مختلف خطوں میں نئی لڑائیوں کو جنم دینا یا کم از کم جنگی ماحول بنائے رکھنا ضروری سمجھتی ہے اپنے مقاصد پورے ہونے کے بعد اس کے نتیجے میں ہونے والی خونریزی پر اظہار افسوس کرنا اور عالمی امن اور انسانی حقوق کا رکھوالا بننے کا تاثر دینا سب استعمار کے دھوکے ہیں۔ ان نام نہاد امن کی داعی بڑی طاقتوں کے بارے میں ساحر لدھیانوی کہتے ہیں۔

تم ہی تجویز صلح لاتے ہو
تم ہی سامان جنگ بانٹتے ہو
تم ہی کرتے ہو قتل کا ماتم
تم ہی تیر و تفنگ بانٹتے ہو

بہرحال عراق کو اس سیچوایشن سے باہر نکلنے کے لئے اپنی حکمت عملی اور خارجہ پالیسی کو تبدیل کرنا چاہئے اور اسے اپنے ہمسایہ ممالک' خاص طور پر کویت کے خدشات کو دور کرکے انہیں یہ یقین دلانا چاہئے کہ وہ اس کے خلاف کوئی جارحانہ عزائم نہیں رکھتا تاکہ امریکہ کے پاس عراق کو خطرہ کے طور پر پیش کرنے کا جواز باقی نہ رہے اس کے ساتھ ہی عراق کو نوفلائی زون کی خلاف ورزی کرنے

باقی صفحہ 38 نمبر 34

موجودہ راستہ معیشت کی موت کا راستہ ہے

معیشت کا مسئلہ ہمارے تمام دیگر مسائل کی جڑ ہے حکمران آئے روز اعداد و شمار کی شعبدہ بازی کے ذریعے ملک کی معیشت کی تصویر کشی کرتے اور اپنی کارکردگی کی کرشمہ سازی بتاتے رہتے ہیں لیکن عام آدمی کی سمجھ میں ان کی باتیں نہیں آتیں اور وہ معیشت کو خشک مضمون قرار دے کر اسے معیشت دانوں پر چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہر آدمی ایک معیشت دان ہے جو اپنی کمائی اور اپنی ضروریات میں توازن رکھنے کے لئے معاشی منصوبہ بندی کرتا ہے- ہم مضامین کے اس سلسلے میں پاکستان کی معیشت اور اس کے مسائل کے بارے میں تفصیلی طور پر قارئین کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں- آپ کی آراء ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہو ہیں- امید ہے آپ کو ہماری "معیشت" خشک نہیں لگے گی-

تحریر: محمد اسلم "مدیر المرشد"

موجودہ دور تیز ترین ذرائع ابلاغ و نقل و حمل کا دور ہے جس نے ساری دنیا کو ایک ہی تانے بانے میں بُن دیا ہے اور "اپنی دنیا" کا تصور محض ایک گاؤں یا ایک شہر تک محدود نہیں رہا' بلکہ ساری دنیا پر پھیل گیا ہے اس دور میں کوئی بھی ملک تنہا زندہ نہیں رہ سکتا کھانے کے لئے گندم سے لے کر بقاء کے لئے اسلحہ تک ہر ملک کسی نہ کسی ضرورت کے لئے دوسروں کا محتاج ہے اور اس محتاجی کے حل کے طور پر ہی عالمی منڈی وجود میں آئی ہے- عالمی منڈی میں دنیا کی ہر جنس بکتی ہے لیکن ہر ملک یک کرنسی نہیں چلتی صرف چند بڑی کرنسیوں کی اجارہ داری ہے لہٰذا عالمی منڈی سے خریداری کے لئے اس زرمبادلہ کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی بھی کوئی چیز اس عالمی منڈی میں فروخت کریں- یوں کامیاب حکومتیں وہ کہلاتی ہیں جو عالمی منڈی کی اس خرید و فروخت میں توازن رکھتی ہیں یعنی عالمی منڈی سے جتنے کا مال سال بھر میں خریدا اتنا ہی فروخت بھی کیا- اگر خریدا زیادہ اور فروخت کم کیا تو یقیناً" زرمبادلہ ادھار لینا پڑے گا اور اس ادھار کا جو انجام ہے اس سے آجکل ہم دوچار ہیں اور بچہ بچہ قرض کے بندھن میں جکڑا ہوا ہے- جبکہ جو ممالک عالمی منڈی سے خریدتے کم ہیں اور وہاں بیچتے زیادہ ہیں انہیں ہم ترقی یافتہ' خوشحال اور مہذب کہتے ہیں اور غریب ممالک کے عوام کی اکثریت ان ممالک میں جا کر بسنے کے خواب دیکھتی ہے- معیشت کیا ہے؟ ایک عام آدمی معیشت کا لفظ سن کر ہی کنفیوز ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی پیچیدہ اور حساب کتاب والا معاملہ ہوتا ہے حالانکہ ہر شخص جو ایک خاندان کی کفالت کرتا ہے وہ ایک معیشت دان بھی ہوتا ہے اور غالباً" ہمارے متعلقہ وزیروں سے اچھا معیشت دان ہوتا ہے- ہر شخص اپنی آمدنی اور اخراجات میں توازن رکھ کر ہی با عزت طریقے سے گزارہ کر سکتا ہے آپ دیکھ لیں کہ آپ کے اردگرد ڈیڑھ ہزار سے لے کر پچاس ہزار روپے ماہانہ تک کمانے والے اپنے اپنے حال میں مست دکھائی دیتے ہیں یہی ان کے معیشت دان ہونے کا ثبوت ہے-

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے- یہ بات ہم اکثر سنتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے پاس زراعت کے مواقع زیادہ ہیں انتہائی زرخیز اور وسیع میدانی علاقے ہیں انتہائی سرسبز اور رس بھری وادیاں ہیں- ان وادیوں کو سیراب کرنے والے اچھلتے کودتے اجلے پانی کے ہزاروں ندی نالے ہیں جو بعد میں آپس میں ضم ہو کر پانچ دریاؤں کی صورت میں پنجاب اور سندھ کے طویل و عریض میدانوں کی پیاس بجھاتے ہیں اور دھرتی کی کوکھ میں جمع رنگ برنگے بیجوں کی آبیاری کر کے انہیں سربلند کرتے ہیں- ہماری دھرتی اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ آبیاری کر کے انہیں سربلند کرتے ہیں-

ہماری دھرتی اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ اسے چار موسم میسر ہیں گندم پکانے اور آموں میں رس بھرنے والی گرمی' مکئی کے بھٹوں اور شربت بھرے سنگتروں والے جاڑے ہیں خزاں ہے بہار ہے یہ موسم بڑی نعمت ہیں- ان تمام فطری وسائل کی بناء پر ہی پاکستان کو زرعی ملک قرار دیا جاتا ہے لہٰذا ہماری معیشت کو بھی لامحالہ زرعی ہونا چاہئے تھا لیکن اب آپ ذرا اپنے معیشت دانوں اور ان کے مددگاروں کی مہارت کا اندازہ لگانا چاہیں تو یہ قطعی مشکل نہ ہوگا یعنی ایک زرعی ملک اپنے 14 کروڑ عوام کے لئے گندم نہیں پیدا کر سکتا اور کمی کو پورا کرنے کے لئے دوسرے ملکوں سے گندم درآمد کرنا پڑتی ہے اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب آپ اپنی سب سے بنیادی ضرورت کے لئے ہی زرمبادلہ خرچ کرنے پر مجبور ہیں تو آپ کسی کو بیچ کیا سکتے ہیں ہونا تو یہ چاہئے کہ ایک زرعی ملک ہوتے ہوئے ہم تمام زرعی اجناس وافر مقدار میں باہر دوسرے ممالک کو بھی درآمد کر رہے ہوں اور بیرونی زرمبادلہ کما رہے ہیں جس کی مدد سے ہم عالمی منڈی سے ایسی ٹیکنالوجی اور مشینری خرید سکیں جو ہماری زراعت سے متعلقہ صنعت کی ضرورت ہو لیکن بدقسمتی سے ہو کیا رہا ہے کہ ہم زرعی اجناس ہی باہر سے منگواتے ہیں اور جو زرمبادلہ ہم تھوڑی بہت دوسری اشیاء فروخت کر کماتے ہیں وہ ضائع کر دیتے ہیں- کھانے کی ایک اور بڑی ضرورت خوردنی تیل ہے جس کا 98

فیصد حصہ ہم مہنگے زرمبادلہ کے عوض دوسرے ملکوں سے خریدتے ہیں حالانکہ اس وقت دنیا میں ایسے تیل والے بیج (OIL SEED) ایجاد کئے جا چکے ہیں جو ہر طرح کی زمین میں ہر طرح کے پانی سے یا بغیر پانی کے ہی اگائے جا سکتے ہیں لیکن ہم اس جانب توجہ نہیں دیتے اور انتہائی جانفشانی سے حاصل کیا ہوا زرمبادلہ اور انتہائی منحوس قرضوں کے عوض خوردنی تیل درآمد کرنا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔ یعنی ہمارا حساب وہی ہے کہ

قرض کی پیتے تھے مے لیکن کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

ایک طرف تو حکومت کو یہ بھاری خراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں دوسری جانب جو چیزیں برآمد کی جاتی ہیں ان کی مالیت اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے اس سے حاصل ہونے والا زرمبادلہ ہماری درآمدی اخراجات پورے نہیں کر سکتا لہٰذا حکومتیں قرض لیتی ہیں اور پھر ان کے سود کی قسط اتارنے کے لئے قرض لیتی ہیں اور قرض در قرض کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا یہی اس وقت ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

صنعتوں کا مقصد اپنی زرعی پیداوار' معدنیات اور سمندری اشیاء کو PROCESS پراسس کرنے کے بعد ویلیو ایڈڈ اشیاء میں تبدیل کرنا ہوتا ہے تاکہ خام مال برآمد کرنے کی بجائے اس کی چیز بنا کر برآمد کی جائے اور منافع کمایا جائے۔ لہٰذا کسی بھی ملک کے لئے وہی صنعتیں سودمند ہوتی ہیں جو وہاں کے خام مال سے مطابقت رکھتی ہوں ورنہ ایسی صنعت لگانے کا کوئی فائدہ نہیں جس کے لئے خام مال بیرون ممالک سے درآمد کرنا پڑے۔ لیکن ہمارے منصوبہ ساز کبھی بھی لائق ثابت نہیں ہوئے اور نجانے کہاں بیٹھ کر پالیسیاں بناتے رہے کہ معیشت کے پاؤں ہی نہ لگ سکے ہر آنے والا اس لنگڑی لولی معیشت کو اپنی ڈب پر چلاتا رہا اس معیشت کو قرضوں کے پاؤں لگا دیئے گئے کسی نے کبھی یہ حساب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ ہم کماتے کیا ہیں اور خرچ کیا کرتے ہیں جو بھی آیا آئی ایم ایف یا ورلڈ بنک کے پاس قرض کے گروی رکھا اور حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ دلوا کر چلتا کیا بنا۔

کپاس بین الاقوامی منڈی کی ایک اہم جنس ہے خوش قسمتی سے پاکستان کے صوبہ پنجاب اور سندھ کا بہت وسیع رقبہ اس قیمتی فصل کی اچھی کوالٹی کے لئے انتہائی موزوں ہے لہٰذا فطری طور پر پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت نے اپنے قدم جمائے اور تیزی سے پھلنا پھولنا شروع کیا جس کی وجہ سے دن بدن کپاس کی ڈیمانڈ میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ پاکستان نے جب ٹیکسٹائل کی عالمی منڈی میں قدم رکھا تو وہاں کے نمبرداروں کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے فوری طور پر اس منافع میں سے اپنا منافع وصول کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ کسان کو کپاس کی فائدہ مند فصل کی زیادہ سے زیادہ مقدار حاصل کرنے کا لالچ دے کر ان ملکوں نے اپنی دوائیاں اور کھادیں بیچنا شروع کیں پھر انہی دواؤں کے راستے انہوں نے

نجانے کون کونسی بیماریاں ہماری کپاس کو منتقل کر دیں جس کی وجہ سے ہم اتنے مجبور ہوئے کہ جس کپاس کو کھپانے کے لئے ہم نے ٹیکسٹائل انڈسٹری لگائی تھی اس انڈسٹری کو چلانے کے لئے ہم دوسرے ملکوں سے مہنگی روئی خریدنے پر مجبور ہو گئے یوں معیشت کے استحکام کا ایک اہم راستہ متروک ہو کر رہ گیا۔ لیکن اس صورتحال سے حکومتوں کو کوئی فرق نہیں پڑا عالمی منڈی کا کھیل رچانے والے انہیں قرضوں اور سود کے جال میں اس بری طرح جکڑ چکے تھے کہ ہمارے ہر مسئلے کا فوری حل سوائے قرضے کے کچھ نہیں رہا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو عالمی منڈی کے جغادریوں نے اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے جال یہاں بچھا دیئے۔ یہ لوگ کس قدر چالاک ہیں اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے وہی انڈسٹری یہاں لگائی جو بنیادی ضروریات زندگی سے تعلق رکھتی تھی انہوں نے دواؤں کی اربوں ڈالر سالانہ کی منڈی پر قبضہ کیا کھاد کے کارخانے لگائے اور بجلی گھر قائم کئے ہم ان سے قرض لیتے رہے اور رفتہ رفتہ ایسا چکر بن چکا ہے کہ جو کچھ ہم قرض لیتے ہیں یہ ادارے کما کر واپس لے جاتے ہیں جبکہ خالی ہاتھ اصل اور سود ہمارے کھاتے میں لکھا رہ جاتا ہے۔ جراثیم کش ادویات اور کھادوں کیمیائی کھادوں کی مہنگی قیمتوں کی صورت میں یہ کسان کا سارا منافع لے جاتے ہیں ان کے سرپرست ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف اب اس قدر اپنی گرفت مضبوط کر چکے ہیں کہ کھلم کھلا دھونس کے ذریعے اپنی شرائط منوا کر کبھی بجلی کی قیمت بڑھاتے ہیں اور کبھی (؟) رنگ برنگے ٹیکس لگواتے ہیں۔ مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ کہیں ان کے پاس کچھ رہ نہ جائے اور کہیں یہ سر اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔ بدقسمتی سے ہمارے جو حکمران آئے انہوں نے عوام کے سر پر حاصل کئے ہوئے قرضوں کو جی بھر کر بے دردی سے لٹایا کسی نے بھی انہیں ملک اور عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ نہیں کیا حالانکہ ان قرضوں کے عوض قوم کی تقدیر بیچی جاتی رہی۔ انتہائی مشکل حالات میں ہماری جو تھوڑی بہت صنعتیں قائم ہوئی تھیں انہیں عالمی منڈی کے جغادریوں نے راہ سے ہٹانے کا ایسا طریقہ اپنایا جسے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنا ہی کہا جاتا ہے انہوں نے ہماری بجلی' بنکوں کے قرضوں پر سود کی شرح کپاس اور طرح طرح کے ٹیکسوں کی وجہ سے مہنگے ہو جانے والے درآمدی خام مال کی مدد سے ہماری مصنوعات کی پیداواری لاگت اتنی بڑھا دی کہ عالمی منڈی میں ہم مہنگے ترین ہو گئے اور گاہکوں نے ہم سے منہ موڑنا شروع کر دیا۔ رواں سال کے دوران اب تک ابتدائی آٹھ مہینوں کے دوران پاکستان کی برآمدات میں بارہ فیصد کمی ہو چکی ہے۔ ہم ناکام ہو چکے ہیں کہ اپنی آمدنی اور اخراجات میں توازن پیدا کر سکیں یہ توازن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہم اپنی بنیادی معیشت یعنی زراعت کو کم از کم اس قابل نہیں بنا لیتے کہ اس سے ہمیں اپنے لئے اناج حاصل ہو سکے کیونکہ جو ملک اپنی عوام کی ضروریات کے مطابق غذائی وسائل میں خود کفیل ہوتا ہے اس کی معیشت کو کسی

باقی صفحہ 35 نمبر 33

انٹرویو۔ امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان

گزشتہ دنوں تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان لاہور تشریف لائے تو الاخوان کے سیکرٹری اطلاعات وقار مصطفیٰ کے توسط سے مولانا کا انٹرویو کرنے کا موقع ملا...... جو نذر قارئین ہے۔

س...... مولانا سب سے پہلے اپنی جماعت تنظیم الاخوان کے بارے میں بتائیں کہ دیگر جماعتوں اور اس میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے اور پہلے سے موجودہ دینی جماعتوں کے باوجود آپ کو الاخوان قائم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ج...... "الاخوان" کی تحریک پاکستان میں ایسی پہلی جماعت ہے جو اقتدار کے حصول کے لئے قائم نہیں کی گئی بلکہ محض اصلاح کی نیت سے قائم کی گئی ہے۔ اس سے پہلے جتنی بھی جماعتیں کام کر رہی تھیں ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے لیکن ہمارا مطالبہ ہے کہ موجودہ بگاڑ کے نظام کی جگہ ملک میں ایسا سیاسی اور معاشی نظام قائم ہو جو اصلاح احوال کرے۔ پہلے سے موجود لوگ ہی اس نظام کی اصلاح پر آمادہ ہوں اور اس کے لئے مخلصانہ سنجیدہ کوششیں کرنے والے بنیں یا پھر نئے لوگ آجائیں۔ لیکن کم از کم ہم اقتدار نہیں چاہتے۔

س...... اصلاح احوال کے لئے قوت نافذہ کی ضرورت ہوتی ہے' کیا آپ اقتدار سے دور رہ کر اصلاح کی اس خواہش کو پورا کر سکیں گے؟

ج...... بات یہ ہے کہ ملک غیر ملکی طاقتوں کے قبضے میں تو نہیں۔ ہمارے اپنے ہی لوگ یہاں حکمرانی کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی جماعت کوئی بھی ہو نیت نیک ہونی چاہئے اور ہمیں امید کا دروازہ بند نہیں کرنا چاہئے۔ ہماری جماعت کا ایجنڈا یہ ہے۔ معاشی حالات کی اصلاح کی جائے کہ عام آدمی تک اس کی فیوض و برکات پہنچیں' تعلیمی نظام کی اصلاح کی جائے اور یکساں نصاب تعلیم رائج کیا جائے۔

اقتدار نہیں اصلاح چاہتے ہیں

گفتگو: ذوالقرنین / انجم الحسن عارف

عدالتی نظام کی پیچیدگیوں کو ختم کرتے ہوئے اس کی جگہ اسلامی عدل اور فوری انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ اگر یہ سب کچھ ہو جاتا ہے اور موجودہ حکمران ہی برسر اقتدار رہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ یہ کوئی ضد اور ہٹ دھرمی کی بات تو نہیں کہ بہتری اور اصلاح کا کام ہم ہی کریں گے۔

س...... مولانا آپ کے خیال میں معیشت کے بغیر قوت نافذہ کی حیثیت کیا ہو سکتی ہے؟

ج...... نری قوت نافذہ کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی نہ ہی اب ایسے حالات ہیں کہ کوئی فرعون بننا چاہے تو اس کے لئے ممکن ہو۔ آج لوگ زبان بھی رکھتے ہیں اور احتجاج بھی کرتے ہیں۔ اگر موجودہ حکومت معیشت کی اصلاح نہیں کرتی تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ معیشت بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ نبیؐ کسی صحابیؓ کے ہاں دعوت میں تشریف لے جاتے تو پہلے پوچھتے کہ اس کے ہمسایوں نے بھی کچھ کھایا ہے کہ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جو خود کھائیں وہی غلاموں کو کھلائیں۔ ہمارے ملک میں جو بنک سود پر چل رہے ہیں' ان کو غیر سودی بنیادوں پر چلانے کی بات کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ایسا عملاً" ممکن نہیں ہے حالانکہ تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو صاف پتہ چل سکتا ہے کہ یہ عالیشان عمارتوں میں قائم اور شاہانہ طرز زندگی رکھنے والے بنک اتنا سود نہیں لیتے جتنے قرضے معاف کر دیتے ہیں۔ ایک ایک افسر کے پاس آٹھ آٹھ گاڑیاں ہیں۔ سودی نظام روکنے سے بنکوں کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اصل ضرورت نظام کے درست ہونے کی ہے کیونکہ ستر فیصد لوگ سود معاف کرا لیتے ہیں یا قرضے معاف اور "ری شیڈول" کرواتے رہتے ہیں۔ نظام درست ہو گا تو وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو گی۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ستر فیصد ٹیکس ایسے ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتے۔ شہریوں کو باعزت طریقے سے دو وقت کی روٹی ملے گی تو وہ جیل جانے کے لئے کسی کا سر نہیں پھاڑیں گے۔ جو فلسفہ میں بیان کر رہا ہوں یہی اصلاح کی بنیاد بنے گا۔ زمینداری کا نظام بھی ایسا ہی ہے جیسا وسائل پر دوسرے لوگوں کے قبضے کا ہے زمیندار بھی مالک بنا بیٹھا ہے ہمارا نعرہ ہے زمین اللہ کی ہے۔

س...... گویا آپ بڑی زمینداریاں ختم کرنا چاہتے ہیں؟

ج...... یہ تو خود ہی ختم ہو جانی چاہئیں۔ اگر کسی کے پاس پانچ ہزار مربعہ اراضی ہے تو اس کے لئے کتنے ٹریکٹر چاہئیں ہوں گے۔ دیگر مشینیں کتنی تعداد میں درکار ہوں گی کھاد اور بیج کی ضرورت کتنی ہو گی۔ اگر وہ اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا تو اسے زمین واپس کرنا ہو گی۔

س...... لوگوں کی جمہوریت کے بارے رائے ہے کہ یہ محاسبے کا ایک خودکار نظام ہے۔ آپ کے جمہوریت کے بارے میں کیا خیالات ہیں؟

ج...... جمہوریت بھی اسلام ہے۔ اسلام سے زیادہ جمہوری دین کون سا ہو سکتا ہے جمہوری پراسس جو اسلام نے دیا ہے اس کے خدوخال آج کفار کے پاس ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اسلامی جمہوریت میں معزز لوگ ایک دو یا چار بندے نامزد کر دیتے تھے لیکن آج انتخابی سیاست کا رواج ہے جس میں ہم نہیں آنا چاہتے۔

س...... آپ نے فرمایا کہ آپ اقتدار نہیں صرف اصلاح چاہتے ہیں تو کیا اقتدار اسی طبقے کے پاس رہنے دینا چاہتے ہیں جو پچاس سال کی خرابیوں کا ذمہ دار ہے؟

ج...... ہمارے ملک کے حالات گزشتہ پچاس سالوں

سے ہی تلخ چلے آ رہے ہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم برائی کر رہے ہیں تو کیا ہم نے طے کر لیا ہے کہ ہم نے برا ہی رہنا ہے۔ اگر لوگ میری بات نہیں سمجھیں گے تو عوام کا سیلاب آئے گا' خانہ جنگی ہو گی اور انقلاب کی راہ ہموار ہو گی۔ امریکہ میں بھی دو سال تک خانہ جنگی ہوتی رہی۔ آج تو کھلی کچہری میں جا کر لگ خودسوزی کر رہے ہیں کل ایسا وقت آ سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آگ لگانے کی بجائے کچہری کو آگ لگانے کا سوچنے لگیں گے اور اگر پھر بھی حالات اصلاح کی طرف نہ آئے تو عوامی غم و غصہ کچہری والوں کو اپنی آتش انتقام کی لپیٹ میں لے لے۔ قوم مجھے خانہ جنگی کی طرف بڑھتی نظر آ رہی ہے۔

س...... ملک میں مذہبی جماعتوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے اور مسائل ہیں کہ پھر بھی حل ہونے کی بجائے بگاڑ کی طرف بڑھ رہے ہیں؟

ج...... مصیبت یہ ہے کہ ہمارا کلچر بگڑ چکا ہے۔ تعلیم برائے روزگار ہو گئی ہے۔ یہ بات ذہنوں میں بیٹھ گئی ہے کہ پڑھنا ہے تو نوکری کے لئے ہی پڑھنا ہے۔ یہی حال عبادتوں کا ہے۔ ہم عبادتیں بھی کرتے ہیں لیکن اللہ سے تعلق اور قربت پیدا نہیں ہوتی۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ سے تعلق کا اصل تجزیہ تو فیلڈ میں ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہم یہ تصور چھوڑ چکے ہیں تبلیغ واعتکاف کے مثبت اثرات کم دکھائی دے رہے ہیں الٹا آدمی بیکار ہو رہا ہے۔ دینی جماعتوں نے ریاست کے اندر ریاست بنا رکھی ہے لیکن ہماری جماعت یہ کیفیت برقرار نہیں رکھنا چاہتی۔

س...... ملک 42 ارب ڈالر کا مقروض ہے آپ کے خیال میں اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

ج...... میری ذاتی رائے میں 142 ارب ڈالر سے زیادہ کی رقم ملک سے باہر موجود ہے۔ جو بہرحال اسی ملک کا سرمایہ ہے اسے واپس کیوں نہیں لایا جاتا۔

س...... لوگوں کی اس نجی دولت کو تو غیر ملکی بنکوں کا تحفظ حاصل ہے؟

ج...... لیکن یہاں ان کے بنگلے اور کارخانے تو موجود ہیں انہیں تو کسی غیر ملکی بنک نے تحفظ نہیں دے رکھا۔

س...... کیا ایک جمہوری ملک میں ایسا ممکن ہے جیسا آپ کہہ رہے ہیں؟

ج...... یہ لوٹ مار نہیں انصاف ہے۔

س...... آپ نے اقتدار سے دور رہنے کی جو بات کی یہ آپ کے خانقاہی نظام کی وجہ سے تو نہیں آپ عملی میدان میں نہیں آنا چاہتے؟

ج...... یہ درست ہے کہ ہم خانقاہی ہیں لیکن دنیا کے معاملات سے دور نہیں رہنا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خانقاہی نظام والوں نے نظام کو دوسروں سے کہیں بہتر انداز میں چلایا۔ حضرت عمر فاروقؓ سے بڑا کوئی خانقاہی نظام پر یقین رکھنے والا نہ تھا لیکن جو نظام اور بنیادی ڈھانچہ انہوں نے دیا چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح چل رہا ہے۔ خانقاہی نظام رسومات اور قصے کہانیوں کے باعث تباہ ہوا لیکن ہم ان کے اسیر نہیں ہیں۔

س...... مولانا کچھ سلسلہ اویسیہ کے متعلق بتایئے؟

ج...... اس کی اساس یہ ہے کہ ذکر الٰہی کیا جائے۔ ذکر الٰہی کی کیفیات بنائی نہیں جاتیں یہ ورثے میں ملتی ہیں جس طرح قرآن ورثے میں ملا ہے۔ سلسلہ اویسیہ میں ابھی تک جان باقی ہے کیونکہ اس میں رواج نہیں آیا۔

سلسلہ اویسیہ کی تاریخ حضرت ابوبکرؓ سے شروع ہوئی ہے۔ حضرت محدث دہلویؒ کی تصنیف الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس نسبت اویسی کا ذکر ہے۔ بنیادی طور پر یہ سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ حضرت اویس قرنیؒ جس نبیؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے لیکن......

س...... یہ حضرت اویس قرنیؒ کا ذکر کس کتاب میں ہے؟

ج...... یہ سیرت نبویؐ کی کتب میں ہے لیکن میری نظر سے نہیں گزری۔ شاید سیرت ابن ہشام میں ہے۔ یہ ایک طرح کی غائبانہ روحانی نسبت ہے بارگاہ نبوت سے جس فرد کو ملتی ہے اس کو اعلیٰ منازل ملتی ہیں۔ اس سلسلے میں شروع سے ہی یہ نسبت نصیب ہو جاتی ہے۔ نسبت اویسیہ والے اس سے ابتدا کرتے ہیں۔ ان کیفیات کے باعث نیکی فرد کا مزاج بن جاتی ہے اسے نیکی کی بھوک لگتی ہے ایک اور بات کی وضاحت کرتا چلوں' جس طرح کا زمانہ ہو گا اسی طرح کے اولیاء ہوں گے۔ موازنہ عہد کے اعتبار سے ہو گا۔ ہمارے حلقے میں کئی ایسے آئے جو ماضی میں کلب جاتے تھے ہیروئن کے نشئی تھے۔ لیکن حلقے میں آنے کے بعد ان کی زندگی عملی طور پر بدل گئی۔ ان کی زندگی میں احترام آدمیت آ گیا۔

س...... مولانا ماضی میں خانقاہی نظام اللہ سے لو لگانے والے غریبوں کا نمائندہ رہا لیکن اب اعلیٰ اور متوسط طبقے کے لوگ ہی اس میں زیادہ نظر آتے ہیں؟

ج...... میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دینی طبقہ یہی کر رہا ہے ذہنی آسودگی دے رہا ہے۔ ہم سیدھے سادھے مسلمان ہیں' اسلام محنت کر کے کمانے سے منع نہیں کرتا۔ اس میں فقر حیدری بھی ہے لیکن اسلام میں دوسروں کے وسائل چھیننے کی اجازت نہیں جہاں تک ہمارے اپنے سلسلے کی بات ہے ہمارے ہاں جو پکتا ہے وہ سب کے لئے ہوتا ہے ہمارا لنگر ہے کہ جس سے امیر بھی کھاتا ہے اور غریب بھی کھاتا ہے ایک مرتبہ جنرل ضیاء الحق ہمارے مرکز میں آئے تو انہیں بھی وہی کھانا پیش کیا گیا جو عام لوگوں کے لئے تھا۔ ہمارے سلسلے میں ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹنے کی ایک روایت ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ ساری نعمتیں صرف بدکاروں کے لئے ہیں اور نیک لوگ بھوکے ننگے رہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بدکار نیک لوگوں کی طفیل کھاتے ہیں۔

س...... اہل تصوف اور اہل ذکر کے طرز زندگی کے بارے عموی تاثر یہ ہے کہ مختلف ہوتا ہے؟

ج...... گزارش ہے کہ دین کی اساس یہ ہے کہ کوئی فرد جہاں بھی ہے انسانیت میں برابر ہے' میل جول میں بات چیت میں اور معاملات میں کسی کے کپڑے پھٹے پرانے بھی ہوں تو اسے ذلیل اور کمتر نہ سمجھا جائے خانقاہی نظام کا تعلق کیفیات سے ہوتا ہے' کیفیات شرف انسانیت پیدا کرتی ہیں لیکن ہمارا بیشتر

خانقاہی نظام رواجی ہے' سجادہ نشین مافوق الفطرت لوگ سمجھے جاتے ہیں جبکہ دوسرے صرف ان کے پاؤں دبانے کے لئے رہ جاتے ہیں۔

س...... مولانا آپ نے احترام آدمیت کی بات کی ہے یہ تو اہل مغرب کے ہاں بھی پایا جاتا ہے؟

ج...... انہوں نے بھی اسے اسلام سے اخذ کیا ہے لیکن ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ ان کے ہاں احترام آدمیت اخلاق اور مزاج کا حصہ نہیں بلکہ ضرورت کا حصہ سمجھا جاتا ہے گویا انہوں نے اسے نظریہ ضرورت کے تحت اختیار کر رکھا ہے ایک زمانہ تھا کہ جب مغرب میں انسانی اعضاء کو سکے کے طور پر چلایا جاتا تھا لیکن اسلام نے مغرب کو متاثر کیا اور ان کو احترام آدمیت سکھایا۔

س...... کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ انہوں نے احترام آدمی عیسائیت سے حاصل کیا؟

ج...... عیسائیت کی تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں اس وقت بھی جو بائبل تھی وہ تحریف شدہ تھی اس سے ایمان کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اہل مغرب آج بھی سودے بازی کرتے ہیں کہ دنیا میں کیا ریوارڈ ملے گا ان کی نظر دنیوی فوائد پر ہوتی ہے جبکہ اسلام آخرت کے فائدے کو فوقیت دیتا ہے۔

س...... آپ کی یہ رائے مغرب کے بارے میں کسی تعصب کے باعث تو نہیں ہے؟

ج...... اسلام اور دین رحمت ہے جو پوری انسانیت کے لئے ہے' نبیؐ آخر الزماں پوری انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اللہ اس کے رسول اور اللہ کی کتاب سب انسانوں کے لئے ہے اس میں تعصب کی کیا بات ہو سکتی ہے۔

س...... پاکستان کے دفاعی نظام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج...... پاکستان کا دفاعی نظام اس خطے کے تمام ممالک میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے' اس کا یہ سٹیٹس برقرار رکھنا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے دفاع کو داخلی نظام کی اصلاح کے لئے مصروف کیا جا رہا ہے اگر یہ ہماری ضرورت بھی ہے تو ہمیں اداروں کی اصلاح سول اداروں سے ہی کرنی چاہئے۔ عدلیہ موجود ہے فوج کو ایسے معاملات میں شریک کرنا فائدے کی بات نہیں ہے۔ یہ کام فوج کے کرنے کے نہیں ہیں اور نہ ہی فوج کو ان کاموں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

س...... ہماری فوج کا زیادہ تر انحصار روایتی اسلحے پر ہے جو مغرب سے خریدتے ہیں؟

ج...... ہمارے ملک میں اسلحے کے ماہرین کی کمی نہیں کہ ہم اپنے اسلحہ سازی کے شعبے پر توجہ دیں تو ہمیں مغرب کی طرف نہیں بلکہ مغرب کو ہماری طرف دیکھنا پڑے۔ ہمارا ایک لوہار ان کے انجینئروں کا مقابلہ کر سکتا ہے شرط یہ ہے کہ اسے خالص مواد فراہم کر دیا جائے۔ اللہ نے پاکستان کو وسائل کے ساتھ صلاحیتیں بھی دی ہیں۔ پاکستان دنیا کا ایک ایسا خطہ ہے جہاں سارا سال ہر موسم' ہر پھل ملتا ہے اور ہر جانور پالا جا سکتا ہے۔ دنیا بھر میں پاکستان کے لوگ نمایاں صلاحیتوں کے ساتھ مختلف شعبوں میں نمایاں مقام پر فائز ہیں۔

س...... پاکستان کی خارجی پالیسی اور مسئلہ کشمیر کے بارے اپنے خیالات سے مستفید فرمایئے؟

ج...... بدقسمتی سے پاکستان کی خارجہ پالیسی واضح نہیں ہے۔ اس میں کبھی کمزوری آجاتی ہے اور کبھی مضبوطی آجاتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مختلف معاملات پر مکمل سوچ بچار کے بعد ایک واضح' ٹھوس اور غیر لچکدار پالیسی ہو۔ جہاں تک مسئلہ کشمیر کا تعلق ہے میری ذاتی رائے میں یہ جھگڑا نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن انگریز جاتے ہوئے اس خطے میں ایک جھگڑے کی بنیاد رکھ گئے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہندو شروع سے ہی متعصب قوم ہے اس سے اپنا حق لینے اور صحیح بات منوانے کے لئے محض رضاکار تنظیموں پر انحصار نہیں کرنا چاہئے حکومت کو اس سلسلے میں خود آگے بڑھنا چاہئے۔ محض رضاکاروں کو آگے کر دینا کافی نہیں۔ اقوام متحدہ کی مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں قراردادیں ہمارے لئے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہیں جہاں تک چند تنظیموں کی بات ہے تو یہ کسی ملک کو ختم نہیں کر سکتی ہیں۔ یہ تو محض جھگڑا کر سکتی ہیں یا دشمن کو الجھا سکتی ہیں۔

س...... جہاد میں کامیابی کے امکانات آپ محسوس کرتے ہیں؟

ج...... کامیابی کیسے ہو سکتی ہے جب تک حکومت شریک نہ ہو' رضاکار صورتحال کو برقرار رکھ سکتے ہیں لیکن کسی علاقے کو فتح نہیں کر سکتے۔

س...... افغانستان میں تو جہادی تنظیموں نے اہم کردار ادا کیا؟

ج...... وہاں جہادی تنظیمیں نہیں لڑی تھیں۔

س...... دینی جماعتوں کے اتحاد کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں؟

ج...... ہم تو ہر وقت اتحاد کے لئے تیار ہیں لیکن یہ ایک دیوانے کا خواب محسوس ہوتا ہے ان کوششوں کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہر ایک کے الگ الگ مفادات ہیں۔ اتحاد تب ہو سکتا ہے جب تمام جماعتیں اپنے مفادات سے بالاتر ہو کر سوچیں۔

س...... آپ کی جماعت کے آج کل جماعت اسلامی کے ساتھ بھی مذاکرات چل رہے ہیں؟

ج...... سب کے ساتھ ان نکات پر اتحاد ہو سکتا ہے جو میں نے پہلے بیان کر دیئے ہیں لیکن ہم صرف حکومت بناؤ اتحاد نہیں چاہتے اتحاد کے لئے ہمارے چار نکات ہیں۔ معیشت' عدلیہ' تعلیم اور سیاسی نظام میں مثبت تبدیلیاں۔

س...... ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ صورتحال پریشان کن ہے آپ موجودہ حالات کو کیسے دیکھتے ہیں؟

ج...... میں مثبت نظر سے دیکھتا ہوں کیونکہ تعمیر کے لئے تخریب ضروری ہوتی ہے موجودہ حالات نئی تعمیر کا پیش خیمہ ہے۔

س...... آپ کے خیال میں تعمیر کا آغاز کب تک ممکن ہو گا؟

ج...... قوموں کی زندگی میں دن اور راتیں طویل ہوتی ہیں۔ لوگوں کے حالات پر میرا دل شاید زیادہ کڑھتا ہے۔ روز ڈکیتیاں' قتل اور اغوا ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں کے دکھوں میں شیئر بھی کرتے ہیں لیکن مایوس نہیں ہیں۔

س...... کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں ایجنسیوں کا کردار بہت اہم ہے؟

باقی صفحہ 36 نمبر 32

بزم انجم (دیدہ و دل)

پروفیسر عبدالرزاق

ارشادات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

○ اگر تو نے ہزار سال بھی چنگاری پر ماتھا ٹیک کر اللہ کو سجدہ کیا۔ مگر تیرے قلب کا رخ دوسرے کی طرف ہی رہا۔ تو کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔

○ اگر زبان عالم ہے اور قلب جاہل تو نافع نہیں۔

○ توبہ، حقیقت میں تبدیلی حکومت ہے۔ پہلے نفس حاکم تھا اب اللہ۔

○ عزیزمن! عمل پر مغرور مت ہو۔ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ حق تعالیٰ سے یہ درخواست کر وہ تیرا خاتمہ بخیر فرمائے۔ اور اس عمل پر تیری روح قبض فرمائے جو اسے سب سے پیارا ہو۔

○ اے موحدو! اور اے مشرکو! مخلوق میں کسی کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں، سب عاجز ہیں۔

○ عزیزمن! حکم میں صحیح بن علم میں فصیح بن جائے گا۔ اس کے چشمے زبان سے جاری ہو پڑیں گے۔ پوشیدہ صحیح بن علانیہ فصیح بن جائیگا۔

○ اس کی محبت کو اپنے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اہم قرار دے، ساری مخلوق تجھے اپنے فائدے کیلئے چاہتی ہے حق تعالیٰ تجھے تیرے نفع کیلئے چاہتا ہے۔

○ تو جھوٹ بولتا ہے۔ حتی کہ اپنی نماز میں بھی اس سے نہیں چوکتا۔ کیونکہ زبان سے کہتا ہے اللہ اکبر اور تیرے دل میں کوئی دوسرا معبود ہوتا ہے۔

○ ہر وہ چیز جس پر تو اعتبار کرے۔ وہ تیرا معبود ہے۔ ہر وہ شے جس سے تو خوف کرے یا آرزو رکھے وہ تیرا معبود ہے۔ افسوس کہ تیرا قلب تیری زبان کی موافقت نہیں کرتا۔

○ ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے۔

○ ہر حقیقت جس کی شہادت شریعت نہ دے وہ زندقہ ہے۔

○ شرک ظاہری تو بتوں کی پرستش ہے اور باطنی شرک مخلوق پر بھروسہ اور نفع نقصان میں ان پر نظر رکھنا ہے۔

○ اللہ کو چھوڑ کر جو دوسروں سے مانگتا ہے اس نے اللہ کے رتبہ اور درجہ کو نہیں پہچانا۔

○ اپنے دل کو صرف اللہ کے لئے خالی رکھ اور اعضا کو بال بچوں کی معاش پیدا کرنے میں مصروف رکھ کہ یہ بھی تعمیل حکم ہے۔

○ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

○ قول بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہے۔

○ عالم جب زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانہ والوں پر عذاب ہے۔

○ نیکی کو حق تحسین مل ہی نہیں سکتا جب تک بدی کو اس کی سرزنش نہ مل جائے۔

○ خود غرضی اور غصہ دونوں دل کو تاریک کر دیتے ہیں۔

○ غیر اللہ کیلئے عمل کرنا کفر ہے اور غیر اللہ کیلئے ترک کرنا ریا ہے۔

○ جس کی نگاہ تجھ کو نافع نہیں اس کا وعظ بھی نافع نہیں۔

○ اے علم پر عمل کرنا چھوڑنے والو! تم میں کوئی شعر گوئی کا ماہر ہے اور کوئی فصاحت وبلاغت میں مگر اس کے پاس نہ عمل ہے نہ اخلاص، جس شے کا تجھے علم نہ ہو اس میں سکوت کرنا ہی علم ہے اور جو معلوم نہ ہو اس کو تسلیم کرلینا ہی اسلام ہے۔

○ جب توحید گھر کے دروازے پر ہو اور شرک گھر کے اندر تو اسی کا نام نفاق ہے۔

○ توحید اور زہد زبان پر نہیں ہوا کرتے۔ توحید قلب میں ہوتی ہے۔ زہد بھی قلب میں ہوتا ہے۔ تقوے بھی قلب میں ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کی واقفیت بھی قلب میں ہوتی ہے۔

○ یاد رکھو سچا قلب مخلوق کو چھوڑ کر خالق کی طرف سفر کرتا ہے۔ راستہ میں بہتیری چیزیں دیکھتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے۔

اصلاح نفس کے طریقے

(i) **مشارطہ**۔ عقل، طریق آخرت میں تاجر ہے، نفس اس کا شریک ہے مگر ہے بددیانت، اس لئے عقل اس پر شرائط لگاتی رہے۔

(ii) **مراقبہ**۔ نفس بددیانت ہے اس لئے ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ سرمایہ بھی جاتا رہے گا یہ مراقبہ ہے۔ ان اللہ علی کل شیئی رقیبا○

(iii) **محاسبہ**۔ عمل کے بعد اس کی پڑتال کرنا۔ ولتنظر نفس ماقدمت

(iv) معاتبہ۔ اگر نفس طاعات میں کوتاہی کرے یا ارتکاب گناہ کرے تو اسے مہلت نہیں دینی چاہئے۔ ورنہ وہ اسی عمل کا اعادہ کریگا۔ بلکہ اسے سزا دینی چاہئے۔ مثلاً" اگر لقمہ حرام کھایا تو اسے بھوکا رکھا جائے۔ اگر غیر محرم کو دیکھا تو اسے رت جگا دینا چاہئے۔

(v) **مجاہدہ**۔ اگر معاتبہ کے باوجود نفس کی اصلاح نہ ہو تو پھر سخت محنت کرائی جائے قیام لیل وغیرہ۔

(vi) **معاقبہ**۔ موت کی یاد اور آخرت کی جوابدہی کا تصور تازہ کرنا۔ (المرشد الامین)

○ **نسبت**۔ ہیات نفسانی کی تحصیل کا نام ہے۔ نسبت کی حقیقت وہ کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہو۔

طاعات اور اذکار پر مداومت کرنے سے ایک صفت حاصل ہوتی ہے جس کا مقام نفس ناطقہ میں ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً" نسبت محبت قلب میں، نسبت بیزاری از لذات، نسبت مشاہدہ یعنی

ذات اقدس کی طرف متوجہ رہنا پس نسبت دراصل حضور مع اللہ ہے۔ اور وہ رنگ برنگ ہے جس مخصوص رنگ کا ملکہ راسخہ یعنی کیفیت قویہ قائم ہو جاتی ہے یہی کیفیت نسبت کہلاتی ہے۔ حضور اکرمؐ کے زمانہ میں صحابہؓ کو یہ نسبت محض حضورؐ کی نظر سے حاصل ہو جاتی تھی۔ آفتاب رسالت کے بعد اذکار واشغال کی شمعیں جلانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

نسبت حاصل ہونے کی علامات

○ طاعات الٰہی کو مقدم رکھنا۔

○ اللہ تعالیٰ کا خوف بدن اور جوارح پر ظاہر ہونا۔

○ رویائے صالحہ۔

○ فراست صادقہ۔

○ دعا کا قبول ہونا۔

○ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے نسبت صوفیہ کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔

(الف)۔ نسبت انعکاسی

ذکر کے وقت شیخ کے قلب کا اثر سالک پر پڑتا ہے۔ جیسے آگ سے موم متاثر ہوتی ہے۔ یہ نسبت بہت کمزور ہے۔ آئینہ ہٹ جائے تو عکس جاتا رہتا ہے۔ اس نسبت پر بھی بعض مشائخ اجازت دے دیتے ہیں (حضرت حاجی صاحب اور حضرت تھانوی کے ہاں اس پر اجازت دینے کا دستور تھا حضرت مدنی کے ہاں بھی اخیر میں یہ دستور ہو گیا)۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی اور حضرت رائے پوری سے اس مسئلہ پر میری گفتگو ہوئی انہوں نے فرمایا! نسبت انعکاسی پر اجازت ایسے شخص کو دی جاتی ہے جو کسی ایسے علاقے کا رہنے والا ہو جہاں بدعات کا زور ہو اور توقع ہو کہ اجازت دینے سے اس علاقے میں کام کرنے کے سبب وہ شخص اپنی نسبت کو قوی کر لے گا۔

(ب)۔ نسب القائی

شیخ اپنے قلب کی نورانیت سے طالب کے اندر ایک نورانی کیفیت پیدا کر دے۔ اس کا باقی رکھنا خود طالب کا کام ہے۔ جیسے کوئی چراغ لے اس میں تیل بتی ڈالنا اور صفائی کرنا اس کا اپنا کام ہے۔

(ج)۔ نسبت اصلاحی

شیخ اپنی نورانیت کا وافر حصہ طالب کیلئے فراہم کرتا ہے۔ اس میں تدریجی ترقی ہوتی ہے پہلے اخلاق درست کراتے ہیں پھر آہستہ آہستہ ترقی دیتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص نہر کھود کر کسی بڑے دریا کے دہانے سے ملا دے۔ معمولی معاصی کے خس وخاشاک پانی کے زور سے بہہ جائیں گے۔

(د)۔ نسبت اتحادی

شیخ طالب کے قلب کے اندر اتر جائے۔ اس میں شیخ اپنی روح کو طالب کی روح سے متصل کر دیتا ہے۔ اور ان کمالات کا پوری طرح اضافہ کرتا ہے۔ جو شیخ کی روح کے اندر موجود ہیں۔

○ انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنیوالا یہ خیال ہے کہ وہ اپنے مقام فرائض اور منصب کو پہچانے یہ محض توفیق الٰہی سے ہوتا ہے اور انسان راہ عبادت اختیار کر لیتا ہے۔

○ اللہ کا بندہ بن کر زندگی بسر کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

اول۔ علم کی ضرورت کا احساس

دوئم۔ توبہ کرنے کا احساس

○ انسان کا اصل کام ہی علم اور عمل ہے۔ علم اصل ہے اور عمل ثمرہ ہے عمل یا عبادت بغیر علم کے نہ ممکن ہے نہ مفید' طاعات ثمرہ علم ہیں۔ اور مانع از معاصی بھی علم ہے۔

○ علم تین قسم کا ہے۔

الف۔ توحید۔ اصول دین کی معرفت ہو جائے۔ صفات باری تعالیٰ (علم' قدرت' حیات' ارادہ' کلام' سمع' بصر) کا علم ہو جائے۔ یہ معلوم ہو جائے۔ کہ کوئی عقیدہ قرآن وسنت کے منافی یا زائد نہ ہو۔

(ب) علم شریعت۔ یعنی جس کام کو کرنا فرض ہے اس کا جاننا بھی فرض ہے۔

(ج) علم سر۔ فضائل ورزائل سے آگاہی ہو جائے۔ ان تینوں قسموں سے عقیدہ' عمل اور اخلاق بنتا ہے۔

○ کسب علم میں حجابات قلب پانچ ہیں۔

اول۔ قلب کا ناقص ہونا۔

دوم۔ گناہوں کی کدورت سے قلب کی صفائی اور جلا کا کھو جانا۔

سوم۔ جہت مطلوبہ سے قلب کا پھرا ہوا ہونا۔ مثلاً ایک شخص صالح اور مطیع ہے۔ مگر امر حق کا طالب نہیں تو اس کا دل خواہ صاف ہو۔ اس میں جلوہ حق نہیں ہوتا پس جو لوگ اپنی ہمت کو لذات وشہوات میں مصروف رکھیں انہیں کشف حقائق کیسے ہو سکتا ہے۔

چہارم۔ حجاب= تقلید آباء کی وجہ سے کوئی غلط عقیدہ قلب میں راسخ ہو جائے تو یہ حجاب بن گیا۔ اکثر صالحین اسی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بعض اعتقادات تقلیدیہ ان کے نفوس میں جم جاتے ہیں کہ ادراک حقائق سے مانع ہوتے ہیں۔

پنجم۔ اس جہت کی عدم واقفیت جس سے مطلب ملے۔

○ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ تین باتوں کے لئے علم نہ سیکھنا چاہئے بحث' فخر' ریا' کیلئے اور تین باتوں کے لئے ضرور سیکھنا چاہئے۔ حیا اور زہد کی معرفت کے لئے اور جہالت کو دور کرنے کے لئے۔

○ حضرت ابراہیمؒ بن ادہم سے کسی نے پوچھا کہ ہماری دعا کیوں قبول نہیں ہوتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ادعونی استجب لکم آپؒ نے فرمایا۔ تمہارے دل مردہ ہیں۔

پوچھا دل کیسے مردہ ہو جاتے ہیں؟

فرمایا! آٹھ عادتوں سے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کا حق معلوم کر لیا اس کو بجا نہ لائے۔

ب۔ قرآن کو پڑھا اس پر عمل نہ کیا۔

ج۔ محبت رسولؐ کا دعویٰ کیا مگر سنت رسولؐ پر نہ چلے۔

د۔ موت کا خوف کیا مگر اس کے لئے سامان کوئی نہ کیا۔

3- اگر وہ خاطر اصول اور علم باطن سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اگر فروغ اور اعمال ظاہر میں سے ہے تو فرشتہ کی جانب سے ہے۔

○ جو علوم قلب ادراک کرتا ہے خواہ وہ نئے ہوں یا پہلی باتوں کا تذکرا سی کا نام خواطر ہے۔ ارادوں کے محرک یہی خواطر ہوتے ہیں۔ خواطر سے رغبت متحرک ہوتی ہے رغبت سے عزم اور نیت' اور نیت اعضاء کو حرکت دیتی ہے۔

○ دل کی نرمی جس سے وہ خواطر خیر کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوتا ہے توفیق کہلاتی ہے اور اگر وسوسہ شیطان کو قبول کرلے تو اسے خذلان کہتے ہیں۔

○ شیطان کے داؤ سات قسم کے ہوتے ہیں۔

الف۔ طاعت ہی سے باز رکھتا ہے۔ کہو مجھے توشہ آخرت درکار ہے اور وہ طاعت ہی تو ہے۔ لہٰذا میں باز نہیں رہوں گا۔

ب- کہتا ہے عمر کافی ہے جلدی کیا پڑی ہے' کرہی لو گے --- کہو زندگی اور موت میرے اختیار میں نہیں۔

ج- عبادت میں جلدی جلدی کرنے کی تلقین کرتا ہے۔---- کہو تھوڑا سو ستھرا۔

د- ریا کی تلقین کرتا ہے ____ کہو مجھے مخلوق سے کیا غرض دیکھنے والا اللہ جو موجود ہے۔

ھ- عجب میں مبتلا کرتا ہے ____ کہو یہ اللہ کی عنایت ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔

و- کہتا ہے خوب عبادت کرتا کہ اللہ تعالیٰ تیرا حال بندوں پر ظاہر کرے اور وہ تیری تعریف کریں۔ تم کہو میں عبادت اللہ تعالیٰ کی کرتا ہوں۔ بندوں کی نہیں۔

کہتا ہے تجھے عمل کی کیا ضرورت ہے اگر سعید ہے تو ترک عمل کا کوئی نقصان نہیں اور اگر شقی ہے تو عبادت کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہو میں بندہ ہوں مجھ پر طاعت واجب ہے۔ نفع' نقصان سے مجھے کوئی بحث نہیں۔

○ اللہ کا بندہ بننے کے لئے چوتھی بڑی رکاوٹ نفس ہے۔ یہ سخت ترین دشمن ہے کیونکہ اول تو دشمن درونی ہے یعنی دزد درخانہ' دوم دشمن محبوب ہے۔ اور آدمی محبوب کے عیب سے اندھا ہوتا ہے۔ آدمی کی تمام مصیبتیں یا تو نفس ہی کی لائی ہوئی ہیں یا نفس اور شیطان کی ملی بھگت ہے۔

○ اصلاح نفس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے اسے نرم کرو پھر اسے قابو کرو۔ شہوات لذات سے باز رکھو۔ یہ نرم ہو جائے گا' پھر اس پر طاعات کا بوجھ رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو پھر اسے تقویٰ کی لگام دو۔

○ تقوے نام ہے احتیاط کا۔ یعنی کوئی کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ یہ کام اللہ کی نافرمانی کا ہے۔ یا اس کی اطاعت کا۔ اگر پہلی صورت ہو تو اس سے رک جانا ہی تقویٰ ہے۔

○ توفیق عمل' اصلاح عمل' قبول عمل کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔

تقوے کے فوائد

○ تقویٰ کا وصف پیدا کرنے کے لئے پانچ اعضاء کی نگہداشت ضروری ہے۔ چشم' گوش' زبان' دل اور شکم

○ آوارہ نگاہی سے فتنوں کے پھاٹک کھل جاتے ہیں۔ فحش کلام اور بیہودہ گانوں کا چسکا کیا ہے گویا کانوں کے رستے شراب پی جا رہی ہے فضول گوئی اور لایعنی باتوں کا شوق دل کو مردہ کرتا ہے۔ دل کے بگاڑ سے نظام زندگی ہی بدل جاتا ہے۔ حرام غذا کا اثر یہ ہے کہ طاعت کی طرف میلان ہی نہیں ہوتا۔ صالح غذا جس طرح جسمانی قوت کا سبب اور بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ بنتی ہے اسی طرح حلال غذا قلب یعنی حقیقی انسان کی قوت اور ترقی کا سبب بنتی ہے۔

○ عبادت کے دو حصے ہیں الف۔ کسب طاعات' ب- پرہیز از معاصی اگر پرہیز نہ ہو تو غذا اور دوا کے رائیگاں جانے کا خطرہ ہے۔ اگر پرہیز ہو تو وہ بہرطور مفید ہے۔

○ عبادت پر آمادہ کرنیوالی دو چیزیں ہیں۔ الف۔ خوف' ب- رجا' خوف اس بات کا کہ خالق کی نافرمانی یا اس کی اطاعت میں غفلت کے سبب سزا کا مستحق نہ قرار دیا جاؤں۔ اور رجا اس بات کی کہ وہ مزدور کی اجرت دینے میں کمی نہیں کرتا بلکہ استحقاق سے بڑھ کر دیتا ہے۔

○ معاملہ خوف اور رجا کے بین بین ہونا چاہئے۔ مگر رجا اور تمنا میں فرق ہے کسان مقدور بھر محنت کے بعد حاصل کی امید رکھے یہ رجا ہے۔ اور اگر کچھ نہ کرے اور حاصل کی امید رکھے تو یہ تمنا ہے۔

○ کچھ نہ کرنا بڑی محرومی ہے۔ مگر سب کچھ کر کے ضائع کردینا اس سے بھی بڑی محرومی ہے۔

○ اپنی تعظیم دل سے مطلوب ہونے کا نام حب جاہ ہے۔

○ حب جاہ کی اصل یہ ہے کہ آدمی طبعاً" کمال کا خواہاں ہے۔ اس کے دل میں چار صفات کی رغبت ہوتی ہے۔

(الف)- صفات بہیمی- مثلاً" خوردونوش اور جنسی میلانات

(ب)- صفات سعی- مثلاً" مارپیٹ اور ایذا رسانی

(ج)- صفات شیطانی- مثلاً" مکرو فریب۔

(د)- صفات ربوبیت- مثلاً" کبر' عزت' طلب علو

○ حب جاہ میں اس آخری صفت کو دخل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کمال وہمی کو کمال حقیقی سمجھنے لگتا ہے۔ کمال حقیقی وہ ہے جو موت کے بعد بھی فنا نہ ہو۔ اور وہ معرفت الٰہی ہے۔

○ اگر کوئی سالک ساری عمر اپنے نفس پر اسی ایک خصلت کا مجاہدہ کرتا رہے کہ اس کے نزدیک مدح کرنے والا اور مذمت کرنے والا برابر ہو جائے تو اسے اور کام کی فرصت ہی نہ ہوگی۔

○ انسان کا عمل قیمتی اس وقت ہوتا ہے جب اسے عنداللہ قبولیت حاصل ہو جائے۔ عجب میں مبتلا ہو کر آدمی اپنے عمل کو ناقابل قبول بنا لیتا ہے جب عمل ہی مردود ٹھہرا تو اس پر اترانا کیسا؟

انسان معمولی سی مزدوری یا تنخواہ کے بدلے انتہائی مشقت اٹھاتا ہے۔ مگر اپنی محنت پر اتراتا نہیں کیونکہ اس کی قیمت جو وصول کرلیتا ہے۔ پھر اللہ پاک کی اس قدر نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر کے چند ساعت کے لئے اس کے دربار میں حاضر ہونے پر اتراتا ہے تو کیوں؟

○ اپنی نیکیوں کو یوں پوشیدہ رکھو جیسے اپنی برائیوں کو

چھپانے کا اہتمام کرتے ہو۔
○ حقیقی شکر اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا کیا ہے۔ اسی کی ہدایت کے مطابق اس کی رضا کے حصول میں صرف کیا جائے۔
○ روح کہ عالم امر سے آئی ہے نفخت فیہ من روحی کی خلعت سے سرفراز ہوئی ہے اس کی معرفت کی انتہا اپنی اصل کی طرف کھینچ لے جانا ہے اور اسم ذات یعنی اللہ کے ذکر سے انس و راحت پانا ہے۔
○ بے شغلی کی حالت میں حق تعالیٰ سے بے توجہ رہنا اور ایسا شغل جو توجہ سے مانع ہو جائے بلا ضرورت اختیار کرنا۔ اسی کا نام غفلت ہے (تربیت سالک)
○ طاعت، بعض کے لئے مثل غذا ہے اور بعض کیلئے مثل دوا کے اور ظاہر ہے کہ دوا کا نافع ہونا اس کی رغبت پر موقوف نہیں۔
○ طالب لذت، طالب حق نہیں کام میں لگے رہنا چاہئے، ثمرہ پر نظر نہ چاہئے
○ بلاواسطہ اکتساب و مجاہدہ جو احوال باطنیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس کو جذب کہتے ہیں۔
○ وصول مطلوب نہیں قبول مطلوب ہے۔
○ حضرت مدنی 12 ہزار بار روزانہ اللہ ہو کی تلقین فرماتے تھے۔ (مجلس ذکر)۔
○ وسوسہ کیا ہے؟ انسان کی خود اپنے نفس کی تراشیدہ باتیں۔ یہاں جو متکلم ہے۔ وہی مخاطب ہے۔ جو مسیحا ہے وہی بیمار ہے اس لئے وسوسہ کو جتنا ختم کیا جائے ختم نہیں ہوتا۔ اس کا ایک ہی علاج ہے تذکروا۔ (ترجمان)
○ مقام ...... اعمال باطنہ اختیار کرنے کا نام مقام ہے۔ مثلاً "صبر" شکر، رضا وغیرہ ان کو حاصل کرنے کو سلوک مقامات کہتے ہیں۔ مثلاً "جب یہ کہا جائے کہ فلاں نے مقام رضا طے کرلیا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس میں یہ راسخ ہو گیا۔
○ رضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل سے ناگواری نہ ہو۔ لیکن طبعاً" ناگواری ہونا رضا کے خلاف نہیں۔ ہاں عقلاً" ناگواری نہ ہو۔ مثلاً" آپریشن کے وقت طبعاً" ناگواری ہوتی ہے مگر عقلاً" شکر گزاری۔
○ فنا..... معاصی اور نامرضیات کے متعلق تقاضائے نفس کا فنا ہونا مراد ہے جب تک نفس کا تقاضا فنا نہیں ہوتا۔ وہ فضولیات اور شہوات میں فنا کرتا رہتا ہے۔ معاصی کی طرف بالکلیہ میلان جاتا رہنا ضروری نہیں اور آسان بھی نہیں البتہ نفس کا تقاضا کھونے کی ضرورت ہے۔
○ فنا سے پہلے معصیت کی طرف سے نگاہ کا روکنا، مشکل تھا اب معصیت کا قصد نہیں ہوتا یعنی کوئی ایسا منظر سامنے آجائے تو سرنیچا ہو جاتا ہے اس کا نام مقام فنا ہے۔
○ بقا... فنا میں حال کا غلبہ ہوتا ہے اس حالت میں آکر وہ حال مغلوب ہو جاتا ہے اور سکوں ہو جاتا ہے اور وہ حالت مبتدی کی سی ہوتی ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ پہلے خالی تھے اب پر ہو گیا فیض خود لیتا تھا اب اس سے دوسروں کو فیض پہنچے گا۔ اس کو بقایا مقام عبدیت کہتے ہیں۔
○ قلندر۔ جو ظاہری عبادت میں تقلیل کرے یعنی نوافل اور مستحبات کی جگہ ذکر و فکر غالب رہے۔
○ کم عقل ذاکر پر احوال و کیفیات کا ورود زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اسے یکسوئی زیادہ ہوتی ہے۔ عاقل پر ورود کیفیات کم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا دماغ ہر وقت کام کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جس ذاکر کو کیفیات پیش نہ آئیں۔ وہ غمگین نہ ہو۔
○ حضرت جنید" کی خدمت میں ایک شخص دس برس رہا۔ ایک دن کہنے لگا حضرت دس برس سے آپ کی خدمت میں ہوں۔ مگر میں نے کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ کو جوش آیا اور فرمایا کیا اس عرصے میں تو نے خلاف سنت کا کام جنید" سے ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس نے عرض کیا۔ نہیں فرمایا اس سے زیادہ جنید کی کرامت اور کیا چاہتا ہے۔
○ نسبت...... نام ہے علاقہ معنویہ بین الطرفین کا ذکر سے ملکہ یادداشت ہو جاتا ہے۔ مگر نسبت کے لئے ذکر اور طاعت ضروری ہے۔ اور کل مطیع اللہ فھوذاکر
○ کلام کا اثر۔ بے دین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو ان میں ظلمت ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی تحریر کے نقوش میں ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور دین دار آدمی دنیا کی باتیں بھی کرے تو ان میں نور ہوتا ہے کیونکہ کلام دراصل قلب سے ناشی ہوتا ہے تو قلب کی حالت کا اثر کلام میں ضرور ہو گا۔
○ جو شخص کلام کے اسلوب اور ہیر پھیر اس لئے سیکھے کہ اس کے ذریعے لوگوں کے قلوب کو مسخر کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادات فرض اور نوافل کچھ بھی قبول نہ فرمائیں گے۔
○ معصیت۔ جس مصیبت سے انقباض اور پریشانی بڑھے وہ گناہوں کی وجہ سے ہے اور جس سے تعلق مع اللہ میں ترقی ہو اور تسلیم و رضا زیادہ ہو وہ حقیقت میں مصیبت نہیں گو صورۃ مصیبت ہے جو رفع درجات اور امتحان محبت کیلئے آتی ہے۔
○ ذکر حقیقی، سارے معاصی سے بچنے اور تمام اوامر کو بجا لانے کو مستلزم ہے یہ نہ ہو تو صورت ذکر تو ہو سکتی ہے۔ حقیت ذکر نہیں۔

درجات ذکر

1- اللہ کے نام کو یاد کرنا۔
2- بواسطہ نام کے ذات کو یاد کرنا۔
3- نام کا واسطہ بھی نہ رہے محض ذات کے ذکر پر قادر ہو جانا۔

○ حضور اکرمؐ نے فرمایا چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں۔
1- احمقوں سے مقابلہ۔
2- گناہوں کی کثرت۔
3- عورتوں کے ساتھ کثرت اختلاط۔
4- مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا۔

عرض کیا گیا مردہ لوگ کون ہیں؟ فرمایا ہر وہ مال دار جس کے اندر مال نے اکڑ پیدا کر دی ہو۔
○ نسبت نقشبندیہ۔ نام ہے دوام حضور و آگاہی کا جس کے ساتھ غیبت بالکل نہ ہو۔ (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)
○ تصوف کا تعلق احوال سے ہے۔ زبان سے بیان کرنے کی چیز نہیں۔ (ایضاً)

باقی صفحہ 53 نمبر 31

کڑوا شہد

میاں محمد مظہرالٰہی غفاری

دنیا رہنے کی جگہ نہیں رہی یہاں بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے یہاں دوستی ایک مہمل لفظ کے سوا کچھ نہیں اب مائیں بچوں سے لاپرواہ ہو گئی ہیں۔ خون کی کشش بے معنی بلکہ ناقابل فہم چیز بن کر رہ گئی ہے بچوں کی معصومیت تک کہیں کھو گئی ہے اب جذبے سرد پڑ چکے ہیں پھولوں میں مہک نہیں رہی رات کے سیاہ آنچل میں جگمگانے والے تاروں نے مصنوعی روشنیوں کے سامنے ہار مان لی ہے اب دن کا تعلق طلوع آفتاب سے نہیں Working Hours سے جڑا ہوا ہے۔ کتابیں علم سے خالی ہو گئی ہیں لفظ مفہوم سے عاری اور لہجہ اثر سے محروم ہو چکا ہے۔ اب مکین اور مکان کا نہیں مسافر اور سرائے کا رشتہ باقی ہے گھر سکون وعافیت کیلئے نہیں ہیں نمود ونمائش کے لئے بنائے جاتے ہیں درخت چھاؤں اور پھل کے لئے نہیں۔ ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لئے اگائے جاتے ہیں۔ اب شیر جنگل کا بادشاہ نہیں رہا چڑیا گھر میں بچوں اور تماشائیوں کی تفریح کا ذریعہ بن گیا ہے۔ عہدے اور منصب ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے نہیں دوسروں کا حق مارنے کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں۔ منصف انصاف کا بول بالا کرنے کے لئے انصاف کا گلا گھونٹنے کے لئے دربار سجاتے ہیں استاد پڑھانے کے لئے نہیں سکولوں میں ٹیوشن تلاش کرنے کے لئے آتے ہیں اور شاگرد بھی حصول علم کے لئے نہیں فیشن سیکھنے یا اسلحہ کی تربیت لینے وہاں جاتے ہیں سکول بھی علم کے فروغ کے لئے نہیں طلب زر کے لئے کھولے جاتے ہیں شادیاں دلوں، جسموں اور خاندانوں کے ملاپ کے لئے نہیں صنعت وتجارت کے تحفظ کے لئے کی جاتی ہیں۔ اور عورت اب افزائش نسل کے لئے نہیں منصب کے حصول کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ بچے بھی تمناؤں کے گلزار میں کھلنے والے غنچے نہیں شادی کی ایک پیداوار سمجھے جاتے ہیں اخبارات حقائق بتانے کے لئے نہیں حقائق چھپانے کے لئے چھاپے جاتے ہیں زبان اب اظہار مدعا کے لئے نہیں اخفائے راز کے لئے کھولی جاتی ہے۔ ہسپتال اب زندگی بچانے کے لئے نہیں جان لینے کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے تعمیر کئے جاتے ہیں معالج مرض ختم کرنے کے لئے نہیں مرض بڑھا کر اپنی فیس کھری کرنے کے چکر میں رہتے ہیں لباس اب بدن چھپانے کے لئے نہیں دکھانے کے لئے پہنا جاتا ہے۔ مذہبی تنظیمیں مذہب کی اشاعت کے لئے نہیں خون ریزی و دہشت گردی کے لئے قائم کی جاتی ہیں روزہ اب تزکیہ نفس کے لئے نہیں وزن کم کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ نماز اظہار بندگی کے لئے نہیں پارسائی کی نمائش کے لئے پڑھی جاتی ہے حج بارگاہ الوہیت اور دربار رسالت میں حاضری کے لئے نہیں غیر ملکی مال ارزاں نرخوں پر خریدنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ فلاحی ادارے انسانیت کی فلاح کے لئے نہیں شہرت ونیک نامی کے حصول کے لئے بنائے جاتے ہیں سیاست خدمت خلق کے لئے نہیں نفس پرستی کے لئے کی جاتی ہے۔ ہاتھ کمانے کے لئے نہیں پھیلانے کے کام آتے ہیں آنسو دکھ کے اظہار کے لئے نہیں فریب دینے کے لئے بہائے جاتے ہیں۔ دل بھی اب عشق والفت اور امید وبیم کی لے پر نہیں سکوں کی جھنکار کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ حکومت کے خلاف بیانات حکومت کی اصلاح کیلئے نہیں مراعات کے حصول کے لئے دیئے جاتے ہیں۔

یاد رکھو! جب بدنامی اور نیک نامی کے درمیان فرق نہ رہے جب عدل ظلم کا مترادف ہو جائے جب قانون بنانے والے قانون شکنی کرنے لگیں چوکیدار چور بن جائیں امن کے داعی جنگ پر کمربستہ ہوں۔ جب حکام اپنی رعایا کی جان ومال کے محافظ نہیں غاصب بن جائیں جب عزت وآبرو کے رکھوالے خود عزت وآبرو کے درپے ہوں جب اطلس وکمخواب اور ریشم کی قدر انسان کی کھال سے زیادہ ہو۔ جب ترازو تولنے کے لئے نہیں ڈنڈی مارنے کے کام آئے جب محبت وچاہت کا رشتہ کمزور اور غرض ومفاد کا تعلق مضبوط ہو جائے جب الہامی احکامات کو خدا کی حاکمیت کی بجائے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جانے لگے جب بے بسی کو صبر اور لاچاری کو شکر کا نام دے دیا جائے جب عزت وذلت کے خوشی وغم کے دکھ اور سکھ کے اچھائی اور برائی کے پیمانے اور معیار بدل جائیں ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہو۔ تو جانتے ہو انجام کیا ہوتا ہے اس بات کو اس طرح سے سمجھو کہ بساط پر سب مہرے غلط مقام پر رکھ دیئے جائیں تو انہیں ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ صحیح مقام پر رکھنا ممکن نہیں ہوتا پھر ساری بساط پلٹ دی جاتی ہے اور مہروں کو از سر نو جمایا جاتا ہے۔

سو اب بساط الٹی جانی ہے انقلاب آنا ہے۔ لیکن دعا ہے وہ انقلاب خونی نہ ہو روحانی انقلاب ہو۔ لیکن سب کچھ بدل گیا ہے جب نظر وسماعت کا رشتہ نہ رہا۔ ذہن اور زبان کا تعلق ختم ہو گیا۔ دل اور جذبے کی نسبتیں مضمحل ہو گئیں بازو اور طاقت کا ناتا ٹوٹ گیا اور رفتار کا پاؤں سے علاقہ نہ رہا تو دعا اور اثر کا رشتہ کیسے باقی رہ سکتا ہے۔

★★★

امیرالمومنین کے گھر کا منظر

میاں محمد مظہر الٰہی غفاری

عید الفطر 99ھ کی چاند رات تھی گھر گھر آنے والی عید کی تیاریاں ہو رہی تھیں چھوٹے چھوٹے بچے اچھل اچھل کر اظہار شادمانی کر رہے تھے کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا معصوم بچہ دوڑتا ہوا حرم سرا میں جس وقت آیا اپنی ماں سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ماں اپنے لخت جگر کو اس طرح روتے دیکھ کر گھبرا گئی اس نے اس سر کو اٹھایا دوپٹہ کے آنچل سے آنسو پونچھے اور پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا میرے پیارے بچے کیوں رو رہا ہے لیکن بچہ برابر روتا رہا اس نے کچھ جواب نہ دیا اور ماں نے دوبارہ کہا اے میرے لخت جگر شاید تجھے پیاس نے بے چین کر رکھا ہے۔ دیکھ میں تجھ سے اس لئے کہتی تھی کہ روزہ نہ رکھ ابھی تیری بساط ہی کیا ہے مگر تم کسی کی کب سنتے تھے بچے نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا امی جان مجھے تو روزہ بالکل معلوم نہیں ہوا۔ اور ماں نے کہا کہ میرے چاند پھر رونے کی کیا وجہ ہے دیکھو کل عید ہے امیرالمومنین کے ساتھ عید گاہ جانا ہے بچے نے کہا امی جان اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ کل عید کے دن سب لڑکے اچھے اچھے نئے کپڑے پہن کر عید گاہ جائیں گے۔ میں امی جان! مجھے تو بڑی شرم آئے گی میں تو عید گاہ نہیں جاؤں گا اور بچہ یہ کہہ کر زور سے رونے لگا ماں کی آنکھیں میں بھی آنسو آگئے لیکن ماں نے ضبط کرتے ہوئے کہا میرے لال یہ کونسی رونے کی بات ہے امیرالمومنین کو گھر آنے دو میں ان سے کہہ کر تمہارے لئے بھی اچھے کپڑے بنوا دونگی ننھے سے بچے کا دل وفور طرب سے لبریز ہو گیا اس کی آنکھیں خوشی سے دمکنے لگیں اور کھلکھلا کر ہنس پڑا اور تھوڑی دیر بعد امیرالمومنین امور سلطنت سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے تو رفیقہ حیات نے شکایت پیش کی کہ عید الفطر سر پر آگئی ہے سب بچے نئے نئے کپڑے پہنیں گے لیکن ایک ہمارے بچے ہیں کہ خلیفہ وقت کے فرزند ہونے کے باوجود پھٹے پرانے کپڑے پہنیں گے امیرالمومنین نے جواب دیا فاطمہ تمہیں معلوم ہے کہ میں دو درہم روزانہ کا مزدور ہوں اس قلیل آمدنی میں کھانے پینے کا گزارہ مشکل سے ہوتا ہے فاطمہ بولیں یا امیرالمومنین بچے تو نہیں مانتے وہ ضد کر رہے ہیں کہ نئے کپڑے پہن کر عید گاہ جائیں گے امیرالمومنین نے فرمایا گر تمہارے پاس کوئی چیز ہو تو اسے علیحدہ کر کے بچوں کی ضد پوری کر دو فاطمہ نے کہا امیرالمومنین جس دن آپ تخت خلافت پر بیٹھے تھے میرا تو ایک ایک زیور اس دن علیحدہ کر کے آپ نے بیت المال میں جمع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ زیور بیت المال کے روپے سے بنا ہوا ہے یہ غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے اب بھلا میرے پاس کیا جمع ہے جسے میں علیحد کردوں۔ امیرالمومنین تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتے رہے۔ پھر بیت المال کے وزیر خزانہ کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا ایک مہینہ کا حق خلافت پیشگی بھیج دیجئے یہ خط غلام کے ہاتھ بیت المال کے وزیر خزانہ کے پاس بھجوا دیا اور کہا کہ اس کے جواب میں وہ جو کچھ دے اسے احتیاط سے لے آنا تھوڑی دیر بعد غلام واپس آیا خط کے جواب میں وہ بھی خط ہی لایا تھا بیت المال کے وزیر خزانہ نے جواب میں لکھا تھا یا امیرالمومنین آپ کا غلام آپ کے ارشاد کی تعمیل کو حاضر ہے لیکن امیرالمومنین کو کیونکر یقین ہوا کہ وہ ایک مہینے تک زندہ رہ سکتے ہیں اور جب یہ یقین نہیں تو پھر غریبوں کے مال کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر رکھتے ہیں امیرالمومنین یہ پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے پھر آپ نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔ واللہ بیت المال کے وزیر خزانہ نے مجھے ہلاکت سے بچالیا۔ دوسرے دن کا آفتاب پیغام نشاط بن کر جلوہ افروز ہوا نسیم سحری کے عطر بیز جھونکے گلہائے عقیدت کی بارش کر رہے تھے مرغان خوش الحان تہنیت عید گا رہے تھے غمگین سے غمگین دل کا پیمانہ بھی بادہ طرب سے لبریز تھا۔ متفکر سے متفکر دماغ بھی کچھ عرصہ کے لئے قید فکر سے آزاد ہو گیا تھا۔ دمشق کے بازار رنگ و نور میں ڈوبے ہوئے تھے بچے بوڑھے اور جوان سب عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے دوگانہ عید ادا کرتے جا رہے تھے۔ امیرالمومنین خلیفتہ المسلمین حضرت عبدالعزیز تاج دار دولت عالیہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ عید گاہ تشریف لے جا رہے تھے گو آپ کے بچے نئے کپڑے پہنے ہوئے نہیں تھے تاہم وہ بہت خوش تھے۔ اس لئے کہ ان کے باپ نے انہیں رات سمجھا دیا تھا کہ جو بچے دنیا میں صبر و شکر کے ساتھ پرانے کپڑے پہن لیتے ہیں تو خدا انہیں جنت میں ریشمی حلے پہنائے گا۔ ان کے باپ نے انہیں رزق حلال کی اہمیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا راستہ سمجھا دیا تھا۔

جوتوں کی دکان کے اوپر کسی نے ایک ڈاکٹر کے کلینک کا پوسٹر لگا دیا کچھ دنوں کے بعد بارش کی وجہ سے اوپر والا پوسٹر جگہ جگہ سے پھٹ گیا تحریر کچھ یوں ہو گئی " ہمارے ہاں عمدہ قسم کے مریض مل جاتے ہیں جوتوں کو پولیو کے ٹیکے لگانے کا خاص اہتمام ہے چیچک کے مریضوں کو ایک سال کی گارنٹی دی جاتی ہے ناکارہ مریضوں کی سلائی کیلئے تشریف لائیں نت نئے ڈیزائن میں مریض تیار کئے جاتے ہیں فیشن ایبل جوتوں کا علاج کیا جاتا ہے"۔

ثوبیہ کیانی

معلومات قرآن

سوال:۔ قرآن میں نقطے کس نے لگوائے؟
جواب:۔ عبدالملک بن مروان نے۔
سوال:۔ قرآن پاک پر سب سے پہلے اعراب کس نے لگوائے؟
جواب:۔ حجاج بن یوسف نے۔
سوال:۔ قرآن میں کل کتنے زبر (فتحات) استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ 53223 (ترپن ہزار دو سو تیئس)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنے زیر (کسرات) استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ 39582 (انتالیس ہزار پانچ سو بیاسی)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کتنے مدات ( ) استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ 1771 (ایک ہزار سات سو اکہتر)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں ضمات (پیش) کی تعداد کتنی ہے؟
جواب:۔ 8804 (آٹھ ہزار آٹھ صد چار)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں تشدید کی کیا تعداد ہے (؟
جواب:۔ 1274 (ایک ہزار دو سو چوہتر)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنے نقاط استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ 105684 (ایک لاکھ پانچ ہزار چھ سو چوراسی)۔
سوال:۔ قرآن کریم میں کتنے کلمات ہیں؟
جواب:۔ 86430 کلمات۔
سوال:۔ قرآن کریم میں زبر ( ) زیادہ استعمال ہوئے ہیں یا زیر ( )؟
جواب:۔ زبر۔
سوال:۔ قرآن مجید میں سب سے کم مرتبہ لفظ "ظ" استعمال ہوا ہے بتایئے کتنی بار؟
جواب:۔ 842 بار۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنے حروف مقطعات استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ 29 حروف۔
سوال:۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ بار حرف الف ( ) استعمال ہوا ہے بتایئے کتنی بار؟
جواب:۔ 48872 بار۔
سوال:۔ قرآن مجید میں "1276" بار کونسا حرف استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ ث۔
سوال:۔ قرآن پاک میں "خ" اور "ر" کے حروف کتنی بار استعمال ہوئے ہیں؟
جواب:۔ بالترتیب 2416 اور 11793 بار۔
سوال:۔ قرآن پاک میں 2253 بار استعمال ہونے والا حرف کونسا ہے؟
جواب:۔ ش۔
سوال:۔ "ط" کا حرف قرآن پاک میں کتنی بار استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ 1277 بار۔
سوال:۔ بتایئے قرآن مجید میں حرف "ک" زیادہ استعمال ہوا ہے یا "ن"؟
جواب:۔ "ن" (45190)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں الف ( ) کے بعد سب سے زیادہ بار کونسا حرف استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "ی" (45919) بار۔
سوال:۔ ترتیب کے اعتبار سے کونسا حرف تیسرے نمبر پر سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "ن" (45190 بار)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں "ج" زیادہ بار استعمال ہوا ہے یا "ب"؟
جواب:۔ "ب" 11428 بار جبکہ "ج" 3373 بار۔
سوال:۔ قرآن پاک میں دوسرے نمبر پر سب سے کم استعمال ہونیوالا حرف کونسا ہے؟
جواب:۔ "ح" (973 بار)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں تیسرے نمبر پر سب سے کم کونسا حرف استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "ت" (1099 بار)۔
سوال:۔ محمدؐ حروف "م" "ح" "د" پر مشتمل ہے ان میں سے قرآن مجید میں سب سے زیادہ کونسا حرف استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "م" (36535 بار)۔
سوال:۔ قرآن پاک میں "ق" کتنی بار استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ 6813 بار۔
سوال:۔ وہ حرف بتایئے جو 3432 بار استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "ل"۔
سوال:۔ قرآن پاک میں "ع" زیادہ استعمال ہوا ہے یا "غ"؟
جواب:۔ "ع" (9220 بار)۔
سوال:۔ "صف" قرآن پاک کی ایک سورۃ کا نام ہے بتایئے ف اور ص میں سے کونسا حرف قرآن میں زیادہ بار استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ "ف" (8499 بار)۔
سوال:۔ قرآن مجید میں استعمال ہونے والے کل حروف کی تعداد کیا ہے؟
جواب:۔ 317285 (تین لاکھ سترہ ہزار دو سو پچاسی) بعض نے تعداد 323671 بھی بتائی ہے۔
سوال:۔ قرآن مجید میں کل کتنے حروف مقطعات ہیں؟
جواب:۔ 29 حروف مقطعات ہیں۔

سوال:۔ حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟
جواب:۔ قرآن پاک میں استعمال ہونے والے وہ حروف جن کے معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کتنے حروف مقطعات یک حرفی ہیں؟
جواب:۔ تین (ص۔ق۔ن)۔
سوال:۔ بتائیے قرآن کے دو حرفی مقطعات کونسے ہیں؟
جواب:۔ طس' طم' طه' یس۔
سوال:۔ سورۃ شعراء اور سورۃ القصص کس حرف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں؟
جواب:۔ طسم۔
سوال:۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ سورتیں کس حرف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں؟
جواب:۔ حم۔
سوال:۔ بتائیے کتنی سورتیں حم سے شروع ہوتی ہیں؟
جواب:۔ سات سورتیں۔
سوال:۔ قرآن پاک کی وہ کونسی منزل ہے جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے؟
جواب:۔ ساتویں منزل "ق" سے۔
سوال:۔ الم سے کتنی سورتیں شروع ہوتی ہیں؟
جواب:۔ چھ سورتیں۔
سوال:۔ بتائیے سورۃ مریم کا آغاز کن حروف مقطعات سے ہوتا ہے؟
جواب:۔ سورۃ کھیعص۔
سوال:۔ کل 29 حروف مقطعات قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں یہ کتنی قسم کے ہیں؟
جواب:۔ تیرہ قسم کے۔
سوال:۔ تیسویں (30ویں) پارے کی کونسی سورۃ حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے؟
جواب:۔ کوئی بھی نہیں۔
سوال:۔ قرآن پاک کا آخری حرف مقطعات کس پارے میں آتا ہے؟
جواب:۔ انتیسویں (29ویں) پارے میں۔
سوال:۔ قرآن پاک کا آخری حرف مقطعات کس سورۃ میں آیا ہے؟
جواب:۔ سورۃ القلم۔ حرف "ن"۔
سوال:۔ وہ حرف مقطعات بتائیے جو پانچ سورتوں سے پہلے آیا ہے؟
جواب:۔ الم۔
سوال:۔ قرآن پاک میں پہلا حرف مقطعات کونسا استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ الم۔
سوال:۔ پہلا حرف مقطعات کس سورۃ میں استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ سورۃ البقرۃ۔
سوال:۔ پہلا حرف مقطعات کس پارے میں استعمال ہوا ہے؟
جواب:۔ پہلے پارے میں۔
سوال:۔ قرآن پاک کس حرف سے شروع ہوتا ہے؟۔
جواب:۔ الف (ا) سے۔
سوال:۔ قرآن مجید کا آخری حرف کونسا ہے؟
جواب:۔ "س"۔

آیات' رکوع' منازل۔

سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنی آیات ہیں؟
جواب:۔ 6666 آیات۔
سوال:۔ 6666 آیات میں سے آیات وعدہ اور آیات وعیدہ کتنی کتنی ہیں؟
جواب:۔ ایک ہزار آیات وعدہ اور ایک ہزار آیات وعیدہ۔
سوال:۔ کیا یہ درست ہے کہ قرآن میں کل ایک ہزار آیات نہی ہیں؟
جواب:۔ جی ہاں۔
سوال:۔ قرآن پاک میں آیات امر کی تعداد کیا ہے؟
جواب:۔ 1000 آیات۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنی آیات امثال ہیں؟
جواب:۔ 1000 قیادت۔
سوال:۔ قرآن پاک میں کل کتنی آیات قصص ہیں؟
جواب:۔ 1000 آیات۔
سوال:۔ قرآن مجید میں آیات تحلیل کی تعداد کیا ہے؟
جواب:۔ 250 آیات۔
سوال:۔ قرآن مجید میں آیات تحریم اور آیات تسبیح کی تعداد کیا ہے؟
جواب:۔ بالترتیب 250 اور 100۔
سوال:۔ قرآن مجید میں آیات متفرقہ کی تعداد کیا ہے؟
جواب:۔ 66 آیات۔
سوال:۔ قرآن مجید میں کل کتنے رکوع ہیں؟
جواب:۔ 558 رکوع
سوال:۔ سب سے زیادہ رکوع قرآن مجید کے کس پارے میں ہیں؟
جواب:۔ تیسویں (30) پارے میں۔
سوال:۔ قرآن مجید کی کتنی منزلیں ہیں؟
جواب:۔ سات۔
سوال:۔ قرآن مجید کی پہلی منزل کس سورۃ سے شروع ہوتی ہے؟
جواب:۔ سورۃ فاتحہ سے۔
سوال:۔ پہلی منزل کس سورۃ پر ختم ہوتی ہے؟
جواب:۔ سورۃ النساء پر۔
سوال:۔ قرآن مجید کی دوسری منزل کس سورۃ سے کس سورۃ تک ہے؟
جواب:۔ سورۃ مائدہ سے سورۃ توبہ تک۔
سوال:۔ وہ کونسی منزل ہے جو سورۃ یونس سے شروع ہو کر سورۃ نحل پر ختم ہوتی ہے؟
جواب:۔ تیسری منزل۔
سوال:۔ قرآن پاک کی چوتھی منزل سورۃ بنی اسرائیل سے شروع ہوتی ہے بتائیے کس سورۃ پر ختم ہوتی ہے؟
جواب:۔ سورۃ فرقان پر۔
سوال:۔ قرآن مجید کی پانچویں منزل سورۃ یاسین پر ختم ہوتی ہے بتائیے شروع کس سورۃ سے ہوتی ہے؟
جواب:۔ سورۃ شعراء سے

سوال:۔ قرآن مجید کی چھٹی منزل کس سورۃ سے کس سورۃ تک ہے؟

جواب:۔ سورۃ "والصفت تاسورۃ حجرات۔

سوال:۔ قرآن مجید کی ساتویں منزل سورۃ الناس پر ختم ہوتی ہے بتائیے کس سورۃ سے شروع ہوتی ہے۔۔

جواب:۔ سورۃ "ق" سے۔

اعداد قرآن۔

سوال:۔ بتائیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے کتنے نام آئے ہیں؟

جواب:۔ 99 نام۔

سوال:۔ قرآن مجید میں پورا کلمہ طیبہ کتنی بار آیا ہے؟

جواب:۔ ایک بار بھی نہیں۔

سوال:۔ لفظ "اللہ" قرآن میں کتنی بار استعمال ہوا ہے؟

جواب:۔ 2584 مرتبہ۔

سوال:۔ قرآن مجید میں کل کتنے غزوات کا ذکر ہے؟

جواب:۔ 12 غزوات کا۔

سوال:۔ قرآن مجید میں کتنی آیات ختم نبوت پر کسی نہ کسی طرح مہرثبت کرتی ہیں؟

جواب:۔ 99 آیات۔

سوال:۔ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کا نام (محمدؐ) کتنی جگہ آیا ہے؟

جواب:۔ چار جگہ۔

سوال:۔ حضرت جبرئیل کا نام قرآن میں کتنے مقام پر آیا ہے؟

جواب:۔ تین مقام پر سورۃ البقرۃ آیت 97' آیت 98 اور التحریم آیت چار پر

سوال:۔ قرآن مجید میں انبیاء کے نام پر کتنی سورتیں ہیں؟

جواب:۔ چھ سورتیں (سورۃ یونس' سورۃ ہود' سورۃ یوسف' سورۃ ابراہیم' سورۃ محمد اور سورۃ نوح۔

سوال:۔ قرآن پاک میں نماز کی تاکید کتنی بار فرمائی گئی ہے؟

جواب:۔ تقریباً"700 بار۔

سوال:۔ قرآن پاک میں قل سے کتنی سورتیں شروع ہوتی ہیں؟

جواب:۔ پانچ سورتیں' قل اعوذ برب الناس' قل اعوذ برب الفلق' قل ہو اللہ احد' قل یاایھاالکفرون' قل اوحی۔

سوال:۔ قرآن مجید میں کل کتنے انبیاء کا ذکر آیا ہے؟

جواب:۔ 26 انبیاء کا۔

سوال:۔ قرآن مجید میں کل کتنی سورتیں ہیں؟

جواب:۔ 114 سورتیں۔

سوال:۔ مکی سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب:۔ 87 (اس میں بیحد اختلاف ہے۔ 85 اور 86 بھی بیان کی گئی ہیں)۔

سوال:۔ مدنی سورتوں کی تعداد کیا ہے؟

جواب:۔ 27 (بعض جگہ 25' 26 اور 28 بھی درج ہے)۔

سوال:۔ ایسی مکی سورتیں کتنی ہیں جن پر مکمل اتفاق ہے؟

جواب:۔ 65۔

سوال:۔ ایسی مدنی سورتیں کتنی ہیں جن پر مکمل اتفاق ہے؟

جواب:۔ 18 (اٹھارہ)۔

سوال:۔ کتنی سورتوں پر مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے؟

جواب:۔ 31 اکتیس۔

سوال:۔ قرآن پاک کے کتنے پارے ہیں؟

جواب:۔ 30 تیس۔

سوال:۔ قرآن مجید میں بسم اللہ کتنی بار آئی ہے؟

جواب:۔ 114 بار۔

ماخوذ= قرآن کوئیز

لطیف اللہ گوہیر و طارق محمود۔

بقیہ 31

○ تصوف نام ہے احکام شریعت پر اس طرح عمل کرنے کا کہ عمل تمام علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

○ صوفیوں کے علم تک پہنچنے کا راستہ ایمان و تقویٰ ہے (ابن عربی)۔ یقین ..... تردد شک' وہم و ظن سے دور ہو کر' سکون' قرار اور اطمینان حاصل ہو جانے کا نام یقین ہے۔ اس سکون اور اطمینان کی اضافت جب عقل و نفس کی طرف ہو تو وہ علم الیقین ہے۔ جب روح روحانیت کی طرف ہو تو عین الیقین ہے اور جب قلب حقیقی کی طرف ہو تو اسے حق الیقین کہتے ہیں۔

بقیہ 32

ج...... ایجنسیاں تو ہر ملت میں ہوتی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ انہیں روکا نہیں جا سکتا اقتدار یہاں فوج یا سول کے پاس نہیں انگریز کے مراعات یافتہ طبقے کے پاس رہا ہے۔ قائداعظم کو قتل کیا گیا۔ ملک میں "رولنگ فیملی" پیدا کی گئی۔ یہاں حکمرانوں اور حکمران جماعتوں کے صرف نام بدلتے ہیں لیکن بار بار وہی خاندان اور طبقے اقتدار میں آتے ہیں اس صورتحال کو اب بدلنا ہو گا۔

س...... آپ اپنے کارکنوں سے موت پر بیعت لیتے ہیں اس کا کیا مقصد ہے؟

ج...... جنگ جیتنے کے لئے میدان اور وقت کا تعین اہم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا اعلان نہ پہلے کیا جاتا ہے نہ یہ طے ہوتے ہیں۔ جب جنگ کا موقع بنتا ہے تو جن لوگوں میں شعور ہوتا ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں اگر اقتدار والا طبقہ نہ سمجھا تو ایک دن آئے گا جب سب کچھ صحیح کرنا پڑے گا۔ یا پھر سب کے کفن دفن کا انتظام کرنا پڑے گا۔ لوگ کہیں گے کہ ہم تو پہلے ہی مر رہے ہیں ہمیں مرنے کا کوئی باوقار راستہ بتائیے تاکہ کم از کم ہماری نئی نسل روز روز کے مرنے سے نجات پا سکے۔

شکریہ روزنامہ پاکستان.

بقیہ 33

قسم کا خطرہ یا خدشہ لاحق نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی آسانی سے اسے بلیک میل کر سکتا ہے لیکن بھوکے کو کسی بھی کام پر آمادہ کرنا کہیں آسان کام ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم خلوص نیت سے کوشش کریں تو بہت جلد ملک میں سبز انقلاب برپا کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں انقلابی اقدامات کرنا ہوں گے۔ ورلڈ بنک کے قرضوں سے گرین ٹریکٹر بانٹنے اور کھادیں اور بیج فراہم کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

طب نبوی......امراض جلد

پھپھوندی سے پیدا ہونیوالی بیماریاں

از ڈاکٹر خالد غزنوی

جسم کے ان مقامات پر جہاں بال کم ہوں پھپھوندی کی ایک خاص قسم حملہ آور ہوتی ہے جسے داد کہتے ہیں۔ اس سے پیدا ہونے والے اکثر زخم دائروں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ماہرین نے ان کو شباہت میں انگریزی الفاظ O----C کی شکل والا قرار دیا ہے۔

اگرچہ پھپھوندی کی متعدد اقسام ہیں اور ہر قسم کی بیماری ایک خاص نوعیت کی پھپھوندی سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ کیفیت پھپھوندی کی کوئی بھی قسم پیدا کر سکتی ہے۔ ویسے عام طور پر Trichophyton خاندان کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

لیکن آب وہوا اور لوگوں کی بودوباش کے مطابق پھپھوندی کی قسمیں بدلتی رہتی ہیں۔ اس لئے مختلف ممالک میں رہنے والوں کو ہونے والی یہ جلدی سوزش وہاں کے حالات کے مطابق ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں اگر کسی شخص کو لندن کے قیام کے دوران یہ بیماری لگی ہے تو اس کو بیماری لگانے والی پھپھوندی لاہور میں ہونے والی قسموں سے جدا ہوگی۔

داد

جب کوئی تندرست آدمی کسی مریض کے قریب آتا ہے تو 1-3 ہفتوں کے بعد اس کو بیماری کی ابتدائی علامات لاحق ہو جاتی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو عام طور پر بڑوں سے اور گھریلو جانوروں سے ہوتی ہے۔

ایک بچہ بہن کے گھر چھٹیاں منانے گیا۔ بہن کے گھر دو بڑے اصیل کتے تھے۔ وہ بچہ سارا دن ان کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔ بڑے کتے کی گردن پر خارش کی طرح کی ایک بیماری تھی۔ یہ اس پر گھوڑے کی مانند سواری کرتا رہا۔ اس کو جب خارش لگی تقریباً دس سال میں جان چھوٹی۔

دھوبی کے یہاں ہر قسم کے لوگوں کے کپڑے دھلنے کے لئے آتے ہیں۔ پہلے زمانے میں وہ کپڑوں کو بھٹی چڑھاتے تھے۔ زیادہ درجہ حرارت پر پڑنے والی بھاپ کپڑوں سے ہر قسم کے جراثیم مار دیتی تھی۔ مگر اب وہ واشنگ مشین میں رنگ برنگی سستی چیزیں ڈال کر دھوتے ہیں۔ جس سے کپڑوں میں بیماریوں کے جراثیم چھپے رہتے ہیں۔ پھپھوندی میں بدقسمتی یہ ہے کہ نمی کی موجودگی اسے توانائی مہیا کرتی ہے۔

میرے عزیزوں میں ایک بچے کو دھوبی کی دھلی ہوئی بنیان پہننے سے داد کی شکایت ہو گئی تھی۔ جب اس نوجوان کے پیٹ پر داد کے داغ یکے بعد دیگرے دو تین مرتبہ پیدا ہوئے اور ان کا ہر مرتبہ علاج کیا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اس کی بنیانیں کہاں سے دھلتی ہیں؟

جب سے بنیانیں گھر میں دھلنے لگی ہیں پھر داد یا خارش کسی کو نہیں ہوتی۔

مٹی کھودنے' پودوں کی مٹی میں ہاتھ ڈالنے سے بھی یہ تکلیف ہو سکتی ہے۔ جو زراعت اور باغبانی کے کام کرتے ہیں ان میں کسی حد تک قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہر روز مبتلا نہیں ہوتے۔ لیکن نوآموزوں کے لئے مبتلا ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ بہتر ہوگا اگر وہ اپنی حفاظت کے لئے دستانے استعمال کریں۔ جو ان کو کانٹوں وغیرہ سے بھی بچائیں گے۔

علامات:۔ بیماری جسم کے درمیانے حصے اور ان تمام پر نمودار ہوتی ہے جو ڈھکے نہیں رہتے۔ اپنا مرکز بنانے کے بعد پھپھوندی اطراف میں ہر طرف یکساں پھیلتی ہے جس سے اس کے زخم دائرے کی شکل میں رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ مرکز والی پھپھوندی اپنے آپ ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ دائرہ قائم رہتا ہے۔ اس پر موٹے کنارے آجاتے ہیں۔ اور یوں ایک چھلے کی سی شکل بن جاتی ہے۔ اور وہی شکل اس بیماری کا نام یعنی Ring کا باعث ہو جاتا ہے۔

زخموں میں سوزش کے ساتھ دانے نکلتے ہیں جن کے کبھی آبلے بن جاتے ہیں اور کبھی تکلیف دہ چھلکے آتے ہیں۔ اضافی طور پر کبھی کبھار پیپ بھی پڑ سکتی ہے۔ کچھ زخم اپنے آپ تیزی سے کم ہونے لگتے ہیں اور ان کے وسط میں سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں۔ سوزش اگر ہلکے درجے کی بھی ہو تب بھی بڑے بڑے سیاہ دھبے ڈال دینا اس بیماری کا خاصا ہے۔

روس میں ماہرین نے ایسے مریض بھی دیکھے ہیں جن کی سوزش پھیلتے پھیلتے ہڈیوں تک چلی گئی تھی۔

تشخیص:۔ زخم کو کھرچنے کے بعد اس سے حاصل ہونے والے چھلکے اور رطوبت لیبارٹری میں بھیجے جائیں۔ بلکہ مریض کو براہ راست کسی اچھی لیبارٹری میں بھیجا جائے تو یہ کام وہ خود ہی کر کے ٹیسٹ کرلیں گے۔

ایک ایسے مریض کو جب ڈاکٹر قاضی عبدالرشید کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے خود ہی اس کے زخموں کو کھرچا اور مناسب ٹیسٹ کے بعد یہ رپورٹ کی۔

یہ پھپھوندی کی ان قسموں میں سے ہے جو داد پیدا کر سکتی ہیں۔

شبہ کی صورت میں متاثر حصے کا ٹکڑا کاٹ کر Biopsy کروائی جا سکتی ہے۔ ایک آسان سی بیماری کے لئے اتنی زحمت معقول معلوم نہیں ہوتی۔

داد کی تمام قسموں کا علاج ایک ہی جگہ آخر میں دیا جا رہا ہے۔

ٹانگوں کی داد

گھٹنوں سے اوپر اور ناف سے نیچے کے تمام علاقہ میں ہونے والی یہ خارش عام طور پر دوسروں کے زیر جامے استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے یورپ میں بھی اس "دھوبی کی خارش" کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مردوں میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ

○ ...ان کے نیچے کا لباس ڈھیلا نہیں ہوتا۔

○ ...ان کی صفائی عورتوں سے کم ہوتی ہے۔

گرم ملکوں میں زیادہ بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ

ہمارے ذاتی مشاہدات اس سے برعکس ہیں۔ اقوام مغرب میں فطری ضرورتوں کے بعد جسم کو دھونے اور طہارت کا رواج نہیں ہے وہ نیچے کے بال صاف نہیں کرتے۔ اس لئے جسمانی نجاستوں کی غلاظت کے ساتھ پھپھوندی پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ یورپ میں یہ صورت حال زیادہ خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ مہینوں نہیں نہاتے۔ جبکہ امریکہ میں اب نہانے کا شوق پیدا ہوگیا ہے جس سے اکثر نجاستیں دھل کر صاف ہو جاتی ہیں۔

ایک صاحب کو کسی نے نائیلون کا انڈرویئر اور ٹیرون کی پتلون کا تحفہ دیا۔ وہ ایک قومی اہمیت کے فریضہ میں ہمارے ساتھ مصروف تھے۔ شدید مصروفیت کے باعث گھر جانا' لباس تبدیل کرنا یا وقت پر کھانا بلکہ سونا بھی دو ہفتے ممکن نہ رہا۔

ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار کھجلائے جا رہے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ وہ مجلس سے اٹھ کر کھجلانے کے لئے دوسرے کمرے میں بھی گئے۔ جب ان کو سمجھایا گیا کہ رفقاء کار میں غیر پاکستانی معززین بھی ہیں تو وہ پھوٹ پڑے کہ میں تو دو راتوں سے سویا بھی نہیں۔ کھجلی نے بے حال کر دیا ہے۔

متعدد سوالات کے بعد بات سمجھ میں آئی کہ گرمی کے موسم میں پسینہ آتا رہا اور نہ تو وہ خشک ہو سکا اور نہ ہی ٹانگوں کو ہوا لگ سکی۔ پسینے کی تیزابیت نے کھال گلا دی اور اس پر پھپھوندی جلوہ افروز ہو کر ان کو بے حال کر گئی۔

بازار سے فوری طور پر ایک سوتی تہ بند منگایا گیا۔ نہانے کے بعد انہوں نے وہ پہنا۔ چند ایک معمولی دواؤں سے بھی تکلیف میں کافی کمی آگئی۔

مصنوعی ریشے سے بنے ہوئے لباس وزن میں ہلکے۔ وجاہت میں خوبصورت' دھونے میں آسان اور پہننے میں دیدہ زیب رہتے ہیں۔ لیکن یہ جلد کے لئے بدترین ہیں چونکہ ان میں ہوا نہیں آتی۔ اس لئے یہ پسینہ سوکھنے نہیں دیتے۔ گرم ملکوں میں جہاں پسینہ اگر خشک نہ ہو تو جلد کو گلا دیتا ہے۔ ان کا استعمال اچھی خاصی مصیبت ہے۔ خواتین میں لیکوریا کی اکثر مریضاؤں کو جب یہ نصیحت کی گئی کہ وہ ریشمی شلواریں کم سے کم استعمال کریں اور کم از کم رات کو سوتی لباس پہنیں تو اکثر خواتین میں اس سے زیادہ علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

موٹے افراد کے کولھوں پر کھال کی تہیں اور اس کے نیچے چربی کے ذخیرے اور زیادہ پسینہ لاتے اور پھپھوندی کے قیام کی جگہ پیدا کر دیتے ہیں۔

پھپھوندی آس پاس کے علاقوں کی طرف پھیلتی رہتی ہے۔ جس سے بیماری سرین اور کمر کی طرف چل پڑتی ہے۔

یہ بیماری ابتدا میں سرخ دھبوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ خارش بہت زیادہ ہوتی ہے پھر آس پاس میں پھیل کر گھٹنوں تک جا سکتی ہے۔ ان پر اکثر چھلکے آجاتے ہیں۔ کبھی کبھی دانوں میں پانی بھی پڑ جاتا ہے۔ لیکن پیپ زیادہ تر نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ شدید طور پر متاثرہ حصے کے علاوہ اس بیماری میں جلد سیاہ ہو جاتی ہے۔ بیماری اگر اٹھارہ انچوں پر محیط ہے تو آس پاس کے بارہ انچ سیاہ پڑ جاتے ہیں جس سے بڑی بھیانک شکل نمودار ہو جاتی ہے۔

تشخیص:۔ اس بیماری کی ہیئت اور علامات اتنی واضح ہوتی ہیں کہ تشخیص کے لئے کسی اضافی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ البتہ شبہ کی صورت میں لیبارٹری والے چھلکوں اور دانوں کو کھرچ کر پھپھوندی کے لئے ٹیسٹ کر سکتے ہیں۔

علاج:۔ پھپھوندی کی تمام اقسام کا مشترکہ علاج اسی باب کے آخر میں درج ہے۔

پیروں کی داد

بدبودار پیر:۔ پھپھوندی کی متعدد قسمیں پیروں کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہیں۔ چونکہ ہر قسم کے تخریبی اسلوب جدا ہیں اس لئے علامات یا ان کی شدت میں تھوڑا سا فرق موجود رہتا ہے بنیادی طور پر یہ بیماری شہری اور مہذب زندگی کا نتیجہ ہے۔ یہ عام طور پر بوٹ پہننے بلکہ ان کے ساتھ نائیلون کی جرابیں پہننے والوں کو ہوتی ہے۔

تسموں والے بوٹ اور جرابوں کا مطلب یہ ہے کہ پیروں کو تازہ ہوا نہ لگے۔ گرم ممالک میں جہاں پیروں کو کافی پسینہ آتا ہے یوں بند کر کے رکھنا ان کو بیمار کرنے کی دانستہ کوشش ہوتی ہے۔ اکثر لوگ صبح گھر سے بوٹ پہن کر نکلتے ہیں تو وہ رات ہی کو اتارتے ہیں۔ دن بھر پسینے کی تیزی کے بعد جہاں سے بھی پھپھوندی گزرے ان پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ متعدد اصحاب ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جب وہ بوٹ اتار رہے ہوں تو ان کے قریب کھڑا ہونا بھی ممکن نہیں رہتا۔ ان کی جرابوں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسے کہ کسی مردہ چوہے سے آتی ہے۔

ایک مشہور فلمی اداکار تشریف لائے۔ انہوں نے تسموں والے بوٹ پہنے تھے اور شکایت یہ تھی کہ پیروں کی انگلیاں گل گئی ہیں۔ طویل اور عریض بوٹ اور نائیلون کی موٹی جرابیں دیکھنے کے بعد مزید کسی تکلف کی ضرورت نہ تھی۔

ان کے اطمینان کے لئے بوٹ اترنے کے بعد والی بدبو سونگھی گئی۔ ان کو بوٹ اور جرابیں چھوڑنے کے مشورہ کے بعد ایک مرہم دی گئی جس سے وہ شفایاب ہو گئے۔

یہ بیماری عام طور پر ننگے پاؤں پھرنے' سوئمنگ پول میں' نہانے یا دوسروں کی جراب یا بوٹ استعمال کرنے سے ہوتی ہے۔

بیماری کی ابتدا انگلیوں کے نیچے پیر کے تلوے یا چوتھی اور پانچویں انگلی کے درمیان سے ہوتی ہے۔ انگلیوں کے درمیان والی جگہ گل کر کھال اترنے لگتی ہے۔ کبھی ان میں شگاف میں پڑتے ہیں اور پیپ بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں پسینہ زیادہ آتا ہے اور خارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایڑھیاں پھٹ سکتی ہیں اور اسی قسم کی علامات ہاتھوں پر بھی ہو سکتی ہیں۔

داڑھی کی داد

یہ عام طور پر بالغ مردوں میں ٹھوڑی اور بالائی ہونٹ کے گردونواح میں لاحق ہوتی ہے۔ مغربی ماہرین کا خیال ہے کہ داڑھی یا اس کے علاقہ میں ہونے والی پھپھوندی کی یہ بیماریاں بالوں کی وجہ سے وہاں پیدا ہوتی ہیں اور انسانوں میں اس کی آمد گایوں' گھوڑوں وغیرہ قسم کے پالتو جانوروں کی بدولت ہوتی ہے۔

مغربی ممالک میں یہ بیماری کافی عام ہے۔ جہاں کے سب لوگ داڑھی منڈواتے ہیں اور وہ جانور بھی نہیں پالتے۔ پاکستان میں ہم نے کسی داڑھی والے بزرگ یا کسی مولوی کو اس میں مبتلا نہیں دیکھا۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے آپ کو اس بیماری کے محفوظ رکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اس کے برعکس جتنے بھی مریض دیکھے گئے وہ سب کے سب داڑھی منڈواتے تھے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو سر پر بال رکھتے ہیں یا جنہوں نے داڑھیاں رکھی ہیں۔ ان کو نصیحت کی گئی کہ وہ اپنے بالوں کی تکریم کریں۔ اگر رکھے ہیں تو صاف ستھرا رکھیں۔ ان میں باقاعدگی سے کنگھی کرکے سنواریں۔ ایک مسلمان کی داڑھی اور کسی عیسائی راہب کی داڑھی کی ہیئت میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ دور سے دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ مسلمان کون ہے؟

اس مشاہدہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ چہرے کے بالوں کو صاف کرنے کے لئے جب اس پر استرا چلایا جاتا ہے تو ننھی ننھی خراشیں آجاتی ہیں اور ان میں پھپھوندی کو اپنے قدم جمانے کا موقع مل جاتا ہے۔ دوسری صورت میں حجام سے شیو کروانے والے اپنے آپ کو متعدد حضرات سے دوچار کرتے ہیں وہ استرا جو ہر قسم کے لوگوں کے چہروں پر پھرتا رہتا ہے ایڈز سے لے کر آتشک تک کے جراثیم سے لبریز ہو سکتا ہے۔ کوئی معقول آدمی ایسے آلودہ اوزار کو اپنے چہرے پر پھروانا پسند نہیں کرے گا۔ لیکن کچھ اصحاب ایسے ہیں جو بڑے شوق سے اس کام کے لئے صبحدم کسی حجام کے یہاں جاتے ہیں اور بڑے خوش واپس آتے ہیں۔ حجام سے براہ راست مناسبت رکھنے والی بیماریوں میں ایک جراثیمی سوزش Sycosis-Barbae اسی کے پیشے کے نام سے موسوم ہے۔ کچھ حجام روایتی استرے کی بجائے نئی ترکیب میں آدھا بلیڈ کاٹ کر ایک ہولڈر میں پھنسا کر داڑھی مونڈ رہے ہیں۔ یہ تبدیلی گاہکوں کے مفاد میں ہے۔ لیکن اس برش کا کیا کیجئے جس کو صابن لگ کر ہر شخص کے چہرے پر پھرتا ہے۔ استرے کی خراشوں کے بعد برش وہاں پر رنگ برنگے جراثیم چھوڑ سکتا ہے۔

ہم نے حجام سے حاصل ہونے والی سوزشوں کے ہزاروں مریض دیکھے ہیں اور ان میں سے جن کو ہماری بات سمجھ آگئی پھر بیمار نہیں ہوئے۔ لوگوں نے اس بیماری کو پیدا کرنے والی پھپھوندی کی اقسام کی بڑی لمبی تعداد روایت کی ہے۔ زخموں سے قسما قسم کی پھپھوندیوں کی دریافت بڑی واضح ہے کہ بیماروں کی متعدد قسمیں اس کے یہاں آتی رہیں اور اس نے اپنی حاصل کردہ غلاظتوں کو اسی حساب سے آگے چلا دیا۔

علامات:- عام طور پر مردوں میں ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے لیکن کبھی کبھی یہ کسی خاتون کے چہرے پر ناک کے ساتھ بالائی ہونٹ پر بھی مل جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سوزش اس کو اپنے کسی عزیز یا خاوند سے حاصل ہوئی ہو۔

بیماری جب سطحی ہو تو سرخ رنگ کے دھبے نمودار ہوتے ہیں جن میں سوزش کے جملہ آثار موجود ہوتے ہیں۔ ان میں پیپ بھی پڑ سکتی ہے اور اس میں جب دانے نمودار ہوتے ہیں تو ان میں علیحدہ علیحدہ پیپ پڑتی ہے۔ پھر ان پر چھلکے آتے ہیں۔ بال بھربھرے ہو جاتے ہیں۔ اکثر اوقات بالوں سے محروم جزیرے بھی نظر آتے ہیں۔ بعض زخموں کو غور سے دیکھیں تو ان میں سیاہ دانے نظر آتے ہیں جو کہ ٹوٹے ہوئے بالوں کی جڑیں ہوتی ہیں۔ پیپ نہ بھی پڑے تو ان سے لیس دار رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ جن پر آس پاس کے بال جڑ جاتے ہیں اور یہی لیس دار مادے بیماری کو گردن تک لیجانے کا ذمہ بھی لے لیتے ہیں۔

بیماری اگر گہرائی میں چلی گئی ہو تو زخموں کے مندمل ہونے کے بعد بڑے بدصورت کرنیوالے داغ رہ جاتے ہیں۔ ان داغوں سے بال ختم ہو جاتے ہیں۔

اکثر اوقات ایک علاقہ سے کئی مریض دیکھنے میں آتے ہیں۔ مریضوں کو بیماری کا سبب سمجھانے کے علاوہ ایسا علاج دیا جائے کہ وہ جلد شفایاب ہو جائیں تاکہ بیماری آگے نہ پھیل سکے۔

تشخیص کا طریقہ یہی ہے جو دوسری اقسام میں ہوتا ہے۔ البتہ آج کل کے بعض ماہر زخموں سے حاصل ہونے والے مواد کو لیبارٹری میں پرورش یعنی Culture بھی کر رہے ہیں۔

بقیہ 34

کا اعلان بھی کرنا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ نوفلائی زون کا قیام بلاجواز اور سراسر زیادتی ہے۔ لیکن جب یو این او سمیت کوئی امریکہ کو روکنے والا نہیں ہے تو پھر اس نوفلائی زون کی خلاف ورزی کر کے امریکی حملوں کو دعوت دینا دانشمندی نہیں ہے۔

نوفلائی زون اور اقتصادی پابندیاں ہٹانے کے لئے عراق کو سفارتی سطح پر حمایت حاصل کرنے کی کوششیں کرنی چاہئیں۔ اس سلسلے میں اسے بیشتر مسلم اور مغربی ممالک کی حمایت حاصل بھی ہے' لیکن سعودی عرب اور کویت کو مطمئن کرنے کے بعد ہی اس مسئلہ کا حل ہو سکے گا۔ عراق کے مسئلہ پر جس طرح امریکہ نے یو این او کو استعمال کیا ہے اور اس کی پروا کئے بغیر من مانیاں کر رہا ہے اس سے اس ادارے کی امیج بہت خراب ہوئی ہے۔ عراق پر حملوں کو روکنے کے لئے یو این او کے سیکرٹری جنرل نے بھی کوئی خاص کوشش نہیں کی۔ سیکورٹی کونسل کے دیگر اراکین روس' چین اور فرانس کو عراق پر حملے بند کرانے کے لئے موثر کوششیں کرنی چاہئیں۔ عراقی عوام کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے کم از کم مسلم ممالک یکطرفہ طور پر عراق پر عائد پابندیاں ختم کرنے کا اعلان کریں۔

بشکریہ روزنامہ پاکستان.

بقیہ۔ ہماری ذمہ داری

فریضہ ہے کہ وہ حق و باطل کو ساتھ نہ ملائے اور حق کو نہ چھپائے۔ بلاکم وکاست آئینہ سب کے سامنے کر دے تاکہ ہر کوئی اپنی صورت اس میں دیکھ لے۔ ہماری مثال اس چوکیدار کی سی ہے جو رات کے پچھلے پہر لاٹھی زمین پر مار کر صدا دیتا ہے' جاگتے رہنا' اس طرح دوسروں کو آواز دے کہ خود کو مستعد رکھنے کی کوشش کرتا ہے' اس وقت طاقت ور طبقہ نے ظلم وجبر کی جو چادر تانی ہوئی ہے۔ اس کے خلاف جدوجہد کرنا عدل وانصاف کے حصول کی کوشش کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

بہت ضروری باتیں

لذت کے لئے گناہ نہ کر لذت ختم ہو جائیگی گناہ تیری گردن پر باقی رہے گا۔

مشقت سے ڈر کر نیکی نہ چھوڑ' مشقت ختم ہو جائیگی' نیکی باقی رہے گی۔

عقلمند وہ ہے جو موت کو ہر حال میں یاد کرتا ہے۔ اور اس کے لئے تیاری کرتا ہے۔

کلام شیخ (ضرب کلیمی)

اب یہاں ضرب کلیمی چاہئے
تیشہ فرہاد کی ضرورت نہیں

جب تلک بدلو نہ خود حالات کو
وہ بدل دے' اس کی یہ عادت نہیں

پھر سے اب تیغ و سناں کی بات کر
اب رباب وچنگ میں نادت نہیں

پھر احد کو ہے تمہارا انتظار
بھاگنا اس سے تیری عادت نہیں

راہ میں تیری ہے پھر کرب و بلا
مشورہ لینے کی اب حاجت نہیں

ہے سکوں اپنا تو آب تیغ
قصر میں آقاؤں کے راحت نہیں

ملک پہ نافذ ہو دیں ہے آرزو
اب فقیر اس کے سوا حاجت نہیں

سیماب اویسی

سوال ۔ جواب

سوال

صلوۃ التسبیح کی کیا اہمیت ہے؟ کیونکہ بہت ساری خواتین فرض نمازوں پر تو توجہ نہیں دیتیں لیکن صلوۃ التسبیح بڑے اہتمام سے پڑھتیں ہیں دوسرے ان کا طریقہ کار کچھ یوں ہے کہ

ایک خاتون سب خواتین کو کھڑے ہونے کا کہہ کر خود ایک طرف بیٹھ جاتی ہے اور باقی خواتین کو گائیڈ کرتی ہے۔ نماز کی نیت کرواتیں ہیں تکبیر کہہ کر ثناء بیان کرکے سورۃ فاتحہ پڑھ کر کچھ قرآنی آیات یا کوئی سورت پڑھتیں ہیں پھر تسبیح یعنی سبحان اللہ دوسری خاتون پڑھتیں ہیں۔ اسی طرح سے دو رکعت میں ایک خاتون تسبیح بیان کرتی ہے دوسری دو رکعت میں ایک اور خاتون تسبیح پڑھتیں ہیں یعنی چار رکعت نماز تین عورتیں پڑھاتیں ہیں۔ خود نماز میں شامل نہیں ہوتیں۔ سورتوں کی ترتیب بھی درست نہیں ہوتی۔ یعنی پہلی رکعت میں آخر والی سورۃ پڑھ لیتے ہیں اور دوسری رکعت میں کوئی پہلے والی سورۃ پڑھتے ہیں کبھی کبھی صرف ایک خاتون بھی پوری نماز پڑھاتی ہیں باقی بہت ساری خواتین کو نہیں آتی اس دوران جماعت کی طرح خواتین چپ کرکے کھڑی رہتی ہیں۔ پھر گائیڈ خاتون کے کہنے پر رکوع و سجود کرتیں ہیں۔ کیا اس طرح سے نماز پڑھنا درست ہے۔

جواب

صلوۃ التسبیح کا رواج ہے یہ ایک نفلی نماز ہے جو ضروری نہیں پہلے فرض نماز درست ہونا ضروری ہے۔ دوسری بات فقہ حنفی کے مطابق عورت کی امامت درست نہیں وہ آگے کھڑی ہو کر پڑھائے یا صف کے اندر کھڑی ہو کر پڑھائے۔ نہ اس کی اپنی نماز ہوگی اور نہ اس کے پیچھے پڑھنے والیوں کی ہوگی تیسری بات نماز سے باہر تو کوئی مرد بھی پڑھے یا تکبیریں کہتا رہے تو نمازی اس کی آواز پہ ادا کریں یہ بالکل قطعاً" ناجائز ہے اگر شوق ہو تو عورتوں کو طریقہ بتا دیا جائے اور اپنی اپنی ادا کریں ورنہ ضروری نہیں ہے بہتر ہے کہ اتنا وقت نماز کے مسائل یاد کریں اور اس کی اصلاح کریں۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ پڑھانے والوں کو نیک کہلانے اور پیشوا بننے کا شوق چین نہیں لینے دیتا ورنہ مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ سب حرام ہے اور عذاب کا سبب بنے گا اللہ معاف فرمائے۔ کہ عید کے روز نبی اکرمؐ نے اشراق نہیں پڑھی بلکہ عید ہی پڑھی ہے تو کوئی شخص عیدگاہ میں اشراق پڑھ رہا تھا حضرت علیؓ نے دیکھا تو فرمایا تمہارے دوزخ جانے کے لئے یہ نماز کافی ہے کہ جو کام نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے نہیں کیا تم کر رہے ہو۔

ہماری ذمہ داری

حافظ محمد رفیق

ملک کے جائز ذرائع آبدنی کے چالیس فیصد پر جاگیرداروں کا تیس فیصد پر صنعت کاروں کا پندرہ فیصد پر رشوت خور سرکاری اہل کاروں کا قبضہ ہے۔ ملکی انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر اسی تناسب سے ان کے رشتہ داروں کا اور جو عہدے ان کی شایان شان نہیں وہ ان کے وفاداروں اور حواریوں کے لئے وقف ہیں۔ ظلم کے اس قلعہ کو مستحکم کرکے فیصلوں پر پہرہ دینا بھی مفلوک الحال لوگوں کے حصہ میں آیا ہے تاکہ ظالم بے فکری سے اس کے اندر خرمستیاں کرسکیں۔ ظالم کو ظلم سے روکنا عبادت ہے اور جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا افضل جہاد ہے۔ اور اس کے ساتھ صلح کرکے وقت گزاری کرنا بڑا ظلم ہے۔ اور ظالم کا ساتھی بننا دونوں جہاں کی خرابی کا سبب ہے اور اس کو اللہ کی مرضی تصور کرکے صبر کرنا کفر سے کم نہیں۔ ظلم وجبر' استحصال' خودغرضی اور خودسری پر مبنی نظام جس کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی لوگوں کو اس کے ساتھ گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کو بدلنے اور اس کی جگہ عدل وانصاف' رواداری' سود سے پاک معیشت کا قیام جس کے لئے منتشر کوششوں کا مجتمع ہونا ضروری ہے۔ انسانوں کی بھیڑ کی مثال اونٹوں کے ریوڑ کی سی ہے کہ سو میں سے دو چار ہی سواری کے لائق ہوں۔ اس طرح سو آدمیوں میں سے شاید ایک دو ہی کام کے ہوں۔ جو حالات حاضرہ کے مسائل اور ان کا حل سمجھتے ہوں۔ ان کی کوششیں منتشر ہونے کے سبب ملک کے اجتماعی نظام کو بدلنے میں کوئی قابل ذکر کردار نہیں ادا کرسکتے یوں ظالم اور مظلوم کی جنگ پس پردہ چلی گئی اور غیر ضروری بحث مباحثہ جس کا تعلق عبادات سے تو ہو سکتا ہے معاشیات سے نہیں۔ یوں اس پر نصف صدی ضائع ہوگئی۔

آپؐ نے فرمایا! علم سیکھو امام کے ذمہ یہ

باقی صفحہ نمبر38 پر

آپؐ کے اسوہ میں ہمارے لئے یہ رہنمائی ہے کہ قائد کا کام سانچے میں ڈھلے ہوئے انسانوں کی ٹیم تیار کرنا نہیں' منصب قیادت کا تقاضا تو صرف اتنا ہے کہ قائد اپنے پیروکاروں کا ضروری حد تک تزکیہ کرنے کے بعد ان کی مثبت فطری صلاحیتوں کو تعمیر کے رخ پر لگادے۔

برطانوی نظام اور اعلان لاہور

خطاب امیر محمد اکرم اعوان شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ 99-3-7

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ لائق صد احترام ماؤں' بہنو' بیٹیو' غازیان اسلام' جانثاران محمد رسول اللہؐ اور شیرانوالہ باغ کے شیرو۔ اسلام وعلیکم۔ حضرات گرامی بڑے جلسے ہوئے بڑی تقریریں ہوئیں۔ بڑی محنت ہوئی۔ لیکن اب ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں یہ بات روز روشن کی طرح واضح نظر آرہی ہے کہ اب بات باتوں سے بننے والی نہیں۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ مسلمانان برصغیر' جس ظالمانہ نظام کے خلاف ایک صدی سے زیادہ عرصہ برسرپیکار رہے۔ پاکستان پر وہی انگریز کا ظالمانہ نظام مسلط ہے۔ برطانیہ نے ہندوستان پر قبضہ کیا۔ ہندوستانیوں کو' اہل ہند کو' برصغیر کے رہنے والوں کو' غلام بنایا اور ان پر حکومت کرنے کیلئے ایک ایسا نظام بنایا جس نے انگریز کو آقا کا درجہ دیا اور اہل وطن کو غلام کا۔ محنت' مزدوری' مشقت اہل وطن کے حصہ میں۔ اور اس کا سارا پھل غیر ملکی آقاؤں کے حصہ میں۔

فیض احمد فیض نے کہا تھا۔

اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جواں
اونچے ہوٹل کے دروا پر استادہ ہیں
اور نیچے میرے مجبور وطن کی گلیاں
جن میں آوارہ پھرا کرتے ہیں بھوکوں کے ہجوم

انگریز ظالم تھا۔ اور صرف مسلمانان برصغیر اس کے خلاف لڑتے رہے۔ یہ یاد رہے کہ تاریخی حقیقت ہے کہ جب انگریز نے دیکھا کہ جہاں سے پاؤں اکھڑیں گے تو انگریز نے کانگریس کا بیج بویا۔ اور گاندھی کو افریقہ سے لاکر یہاں کھڑا کیا۔ کانگرس آزادی کی جنگ لڑنے والوں میں نہیں ہے۔ بلکہ آزادی کو سبوتاژ کرنے والوں میں ہے۔ اور کتنی عجیب بات ہے کہ انگریز چلا گیا۔ لیکن اسی ہوٹل کے اونچے دروازے پر آج اجنبی دیس کے نہیں اسی دیس کے مضبوط گرانڈیل جواں کھڑے ہیں اور نیچے میرے مجبور وطن کی گلیاں۔ جن میں آوارہ پھرا کرتے ہیں بھوکوں کے ہجوم۔

حکمران طبقہ کیوں چمٹا ہوا ہے اس نظام سے۔ اس لئے کہ اس نظام نے انہیں آقائیت دے دی۔ انگریز کی جگہ لاکھڑا کیا۔ انہیں گورا صاحب کالا صاحب بنا دیا اور چودہ کروڑ اہل وطن کو ان کا غلام بنا دیا۔ وہ چاہیں تو کسی کو زندہ رکھیں اور وہ چاہیں تو کسی کو مار دیں۔ وہ چاہیں تو کسی کو پانی کا ایک قطرہ نصیب ہو وہ نہ چاہیں تو وہ پیاس سے تڑپ کر مرجائیں۔ کیسی عجیب بات ہے کہ لوگوں نے' ماؤں نے' بچوں کو لیکر خودکشی کرنا شروع کر دی۔ لوگوں نے اپنے آپ پر تیل چھڑک کر آگ لگالی۔ لوگوں نے اپنی کنپٹی پر پستول رکھ کر چلا دی۔ لوگ گلے میں رسی ڈال کر لٹک گئے۔ اور ہمارا برسراقتدار طبقہ کہتا ہے کہ امن عامہ کو تو کوئی خطرہ نہیں۔ امن عامہ کی حالت تو ٹھیک ہے شاید ان کے نزدیک امن عامہ ان کے گھر کا نام ہے۔ اب جس ملک میں وزیراعظم کے بچے سکول جانا چھوڑ دیں جس صوبے میں صوبائی وزیر اعلیٰ کے بچے سکول نہ جا سکیں کہ خطرہ ہے۔ حفاظت نہیں ہو سکتی وہاں کسی غریب کو زندہ رہنے کی کون سی سہولت حاصل ہوگی۔ لوگو! کیا اللہ نے ان چودہ کروڑ لوگوں کی قسمت میں ذلت و رسوائی لکھ دی ہے۔ اور انگریز کے پروردہ غلاموں کے حصے میں ساری آزادیاں اور سارے آرام لکھ دیئے ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔

ہر پیدا ہونے والے اپنی فطری صلاحیت اور فطری حقوق لیکر پیدا ہوتا ہے۔ انگریزوں کے جانشین جنہیں سازش کے تحت انگریز نے اقتدار دیا جو قوم فروش' وطن فروش اور دین فروش تھے۔ انہوں نے انگریزوں کے کتے نہلا کر جاگیریں حاصل کیں جو انگریزوں کی جوتیاں پالش کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ انگریز نے انہی کی نسلوں کو حکومت دی۔ آپ اندازہ کیجئے۔ انگریز نے لاہور میں ایچی سن کالج بنایا طبقہ خواص کے بچوں کے لئے لیکن اسی ایچی سن کالج میں جو چپراسی ہے جو خاکروب ہے' جو چوکیدار ہے' جو باورچی ہے ان کے بچوں کے لئے ایچی سن کی چار دیواری کے اندر علیحدہ الگ سکول ہے Class Third انگریز کو حق حاصل تھا۔ وہ ظالم تھا' وہ غاصب تھا۔ اس نے اپنے پروردوں کیلئے سہولتیں رکھیں' جو اس کے دشمن تھے' جو اس کی غلامی کرنے پر تیار نہ تھے۔ انہیں محروم کر دیا آج کے حکمرانوں کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ایک عام مسلمان کے ساتھ وہی سلوک کریں جو اس کافرنے روا رکھا تھا۔

حضرات گرامی! انگریز کے زمانہ میں یہ نظام چلتا تھا۔ اس لئے کہ اہل وطن میں سے ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ ہم وطن ہار چکے ہیں۔ ہم آزادی کھو چکے ہیں۔ ہم غلام ہیں' ہم محکوم ہیں' انگریز ہمارا آقا ہے۔ اب یہی نظام کیوں فیل ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ اہل وطن میں سے ہر ایک سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے بھی بات کرنے کا حق حاصل ہے۔ میرے بھی بچوں کو تعلیم پانے کا حق حاصل ہے میرے گھر کے افراد کو بھی علاج معالجے کا حق حاصل ہے' میرے گھر میں بھی آگ جلنی چاہئے' میرے گھر بھی ہانڈی پکنی چاہئے' میرا چولہا بھی گرم ہونا چاہئے۔

میری عزت و آبرو کو بھی تحفظ ملنا چاہئے۔

لیکن گذشتہ دس سال سے دو سیاسی جماعتیں قوم کیلئے باری کا بخار بن گئی ہیں۔

چند دن پہلے بھارت کے وزیراعظم واجپائی نے جو پاکستان کے دورے پر آیا ہوا تھا گورنر ہاؤس

کے لان پر وزیر اعظم پاکستان' وزیر اعلیٰ پنجاب' گورنر پنجاب اور سارے اہل مقتدر سیاست دانوں کی موجودگی میں کہا۔ میرے دل پر نقش ہے۔ واجپائی نے کہا "تاریخ بدلا کرتی ہے جغرافیہ نہیں بدلا کرتا"۔ آپ سمجھیں اس کا مفہوم یہ تھا کہ اقتدار میں آنا جانا قوموں کا عروج وزوال یہ تو تاریخ ہے۔ کبھی برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت اور کبھی ہندوؤں کی یہ تاریخ ہے بدلا کرتی ہے۔ لیکن یہ برصغیر کو آپ نے پاکستان بنا دیا یہ جغرافیہ ہے یہ نہیں بدلا کرتا۔ اتنی بڑی بات کہتے ہوئے نہ اس کے لب کانپے' نہ اسے ڈر لگا نہ اسے کسی نے روکا اس کے بعد اعلان لاہور پر دستخط ہوئے کہ جی ہندوستان اور پاکستان کے درمیان لڑائی نہیں ہو گی لیکن جب وہ سرحد پار کر کے گیا تو اس نے اپنی دفاعی اخراجات بھی بڑھا دیئے اور اس نے اعلان بھی کیا کہ جنگ ہو گی۔ ہمارے ہاں کی حکومت نے فرمایا! کہ اعلان لاہور کا یہ فائدہ ہو گا کہ وردیوں کا بوجھ کم ہو جائے گا۔ واہ کیا شان بے نیازی ہے۔ کہ ماؤں کے وہ سپوت جنہوں نے ملک کے تحفظ کی خاطر جانیں دیں قوم کے وہ نوجوان جو آج بھی سینہ سپر ہیں سرحدوں پر' جو سیاچن کے گلیشیئروں کے نیچے دب کر شہید ہو رہے ہیں لیکن ڈٹے ہوئے ہیں انہیں آپ بوجھ سمجھتے ہیں۔ واہ کیا شان بے نیازی ہے۔ وردیوں کا بوجھ کم ہو گا لیکن ہندوستانی وزیر اعظم نے' ہندو فوج کے سربراہ جنرل ملک نے اپنے کل کے بیان میں کہا کہ جنگ ہو گی' امریکہ کے بل کلنٹن نے کہا جنگ ہو گی۔ کیوں جنگ ہو گی۔ اس لئے کہ دو پاکستان ہیں' ایک پاکستان وہ ہے جو ڈرائینگ روموں میں بیٹھا ہے۔ جو بل کلنٹن کی جوٹھی پلیٹ میں کھانا سعادت سمجھتا ہے۔ جو عیاشی میں غرق ہے۔ جو غریب کے خون میں لقمہ ڈبو کر کھاتا ہے۔ وہ پاکستان امریکہ کے وعدوں پر اور امریکہ کے رعب سے زیر ہو جائے گا۔ لیکن ایک پاکستان اور بھی ہے۔ جو جنگلوں میں' پہاڑوں میں بھوک کے ساتھ نبرد آزما ہے۔ جس کے بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ جن کے ماں باپ کا علاج کرنے والا کوئی نہیں۔ جس کے گھر کا چراغ نہیں جلتا۔ یہ امریکہ کا بھی یقین ہے اور واجپائی کو بھی تسلی ہے۔ یہ پاکستان بغیر مرے مارے نہیں مانے گا۔ اس لئے جنگ ہو گی' اور الحمدللہ اللہ کرے جنگ ہو۔ قوموں کی تقدیر کے فیصلے جنگوں کے بغیر نہیں لکھے جاتے۔ جنگ سے ڈرنا ہندو کو زیب دیتا ہے' جنگ سے ڈرنا امریکہ کے بے دینوں کو زیب دیتا ہے' ایک بندہ اسامہ بن لادن۔ اس نے بل کلنٹن کی نیندیں تک اڑا دی ہیں۔ کفر میں طاقت اور قوت نہیں ہوتی۔ بے شک ہندوستانی افواج ہم سے دس گناہ ہو جائیں لیکن احد میں کفار مکہ نے نعرہ لگایا تھا کہ ہمارے تولات ومنات اور ہبل ہیں اور آپ کا تو کوئی نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جاؤ اسے جواب دو۔ اللہ مولانا و مولا لکم ہمارا پروردگار عالم ہے جس کی تائید سے تم محروم ہو۔

حضرات گرامی! جنگ ہو گی اور یقیناً" ہو گی مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اس لئے کہ جنگ کے بغیر امریکی مقاصد' ہندو کی مکاری' پوری نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ بڑی پرانی بات ہے الصادق الصادقین حضرت محمدؐ نے آج سے چودہ سو سال قبل خبر دی۔ میں آپ کا ارشاد گرامی آپ کو سناتا ہوں۔

ترجمہ۔ حضرت ثوبان نبی کریمؐ کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔ میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہوں گی جو بلاحساب جنت میں جائیں گی۔ جنہیں اللہ دوزخ سے امان دے دے گا۔ یا رسول اللہ وہ دو جماعتیں کون ہوں گی۔

ایک جماعت وہ ہو گی جو الہند کے جہاد میں حصہ لے گی۔ اور دوسری جماعت وہ ہو گی جو نزول عیسیٰ علیہ السلام ہو گا میری امت کے مجاہد ان کے ہمراہ مل کر جہاد کریں گے۔ وہ بھی بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسری حدیث ابی ہریرہؓ۔ وہ فرماتے ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہند کے جہاد کا ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ کہ یہ جہاد ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ کو دیکھیں کس حسرت سے فرماتے ہیں اگر میں اس معرکے کو پاؤں' میری زندگی میں ہو تو میں جان مال اس میں لگا دوں۔ اگر میں اس میں کھیت رہوں تو میں افضل شہیدوں میں سے ہو جاؤں اور اگر میں زندہ بچ جاؤں تو لوگ مجھے دیکھا کریں گے کہ یہ وہ ابو ہریرہ ہے جو دوزخ سے آزاد کر دیا گیا۔

حضرات گرامی! میاں صاحب (نواز شریف) نے تو بیان دیا جنگ نہیں ہو گی۔ واجپائی نے کہا جنگ ہو گی' بل کلنٹن نے کہا جنگ ہو گی۔ لیکن یہ ان موذیوں سے وہ قادر مطلق کہلوا رہا ہے۔ جس کے نبی نے آج سے چودہ سو سال پہلے بشارت دی تھی غزوۃ الہند کی اور یاد رکھیئے الہند صرف پاکستان نہیں' الہند صرف کشمیر نہیں ہے' الہند صرف بھارت نہیں ہے۔ الہند صرف بنگلہ دیش نہیں ہے۔ بلکہ کابل سے لیکر برما تک اور ہمالہ سے لیکر دکن تک پورا برصغیر الہند ہے۔ جناب واجپائی! میں بھی آپ سے متفق ہوں کہ جغرافیہ تقسیم نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ برصغیر ایک ہی ملک رہے گا لیکن اب پلٹ کر ہندوستان نہیں بنے گا۔ اب یہ پلٹ کر سارا پاکستان ہی بنے گا۔

جس طرح دریا کا پانی آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ جس طرح وقت کی ساعتیں پلٹتی نہیں آگے ہی آگے بڑھتی ہیں۔ اسی طرح تاریخ کا عمل بھی آگے بڑھتا ہے۔ پیچھے نہیں پلٹتا۔ وزیر اعظم ہندوستان! ہم بھی اس جغرافیائی تقسیم کے خلاف ہیں لیکن یہ جغرافیائی تقسیم کیوں ہوئی تھی۔ ہندو کی کم ظرفی کی وجہ سے۔ اندازا کیجئے ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے برصغیر پر حکومت کی۔ اور خدا کی قسم ان ہندوؤں کو سی کر کپڑا پہننا مسلمانوں نے سکھایا۔ انہیں کھانا بنانا مسلمانوں نے سکھایا۔ ان کے بادشاہ سے لیکر عام آدمی تک صرف چادر لپٹا کرتے تھے انہیں لباس سینے تک کا شعور نہ تھا انہیں انسانی تہذیب سکھائی انہیں اسلام سکھایا اور بے شمار لوگوں کو کفر کی دلدل سے

نکال کر اللہ کے روبرو کھڑا کردیا۔ جو کافر ہے ان کی جان و مال و آبرو کا بھی تحفظ کیا۔ اورنگزیب عالمگیر جیسے حکمران نے بھی یہاں مساجد تعمیر کروائیں وہاں ہندوؤں کے لئے معبد بھی تعمیر کروائے۔ اس ملک کی رعیت ہے ان کو حق ہے۔ انہیں فوج میں جرنیلی تک لے جایا گیا۔ انہیں تعلیم مہیا کی گئی ان کی جان مال آبرو کو تحفظ دیا گیا لیکن ہزار سال کے باوجود کسی ہندو کے کپڑے سے مسلمان کا کپڑا چھو جاتا وہ دھوتا نہیں جلا دیتا تھا۔ یہ وہ نفرت تھی جو اس کافر کے دل میں تھی جس نے ہندو مسلم کو مل کر رہنے سے محروم کیا۔ اور یہ لکیر بنی اور یہ لکیر ہم نے نہیں بنائی تھی۔ جناب واجپائی! تمہارے رویوں نے اور تمہارے باپ دادا کے ذلیل رویوں نے بنائی ہے اور انشاء اللہ جہاد ہو گا اور مسلمان فتح کریں گے برصغیر کو۔ اس لئے کہ حضرات علماء کرام تشریف رکھتے ہیں میں ایک عجیب سی بات عرض کروں گا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاۃ مبارکہ میں جتنے جہاد ہوئے غزوۃ اس کو کہا گیا جس میں حضورؐ بنفس نفیس خود تشریف لے کر گئے اور خود کمان فرمائی۔ جس میں حضور خود تشریف لیکر نہیں گئے کسی خادم کو کمانڈر بنایا۔ اسے "سریا" کہا گیا اور اس کی جمع "سرایا" ہے لیکن کمال ہے کہ پندرھویں صدی میں ہونے والے جہاد کو حضورؐ "غزوۃ الہند" فرماتے ہیں اس کا مطلب سمجھتے ہو؟ گویا اس جہاد کو نبی کریمؐ کی وہ توجہ حاصل ہے جو ان جہادوں کو تھی جن میں حضورؐ بنفس نفیس خود شریک ہوا کرتے تھے۔

اپنے اپنے شعور کی بات ہوتی ہے اور عالی بارگاہ ہے لوگ اپنی اپنی تمنائیں پاتے ہیں۔ ایک صحابی کو تلوار کی چوٹ آئی احد میں پوری آنکھ کٹ کر لٹک گئی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا حضورؐ نے آنکھ دست مبارک سے اٹھا کر جوڑ دی۔ ساری رگیں بھی جڑ گئیں نظر میں بھی فرق نہ آیا فرمایا جاؤ جہاد کرو' لڑو۔ ایک صحابی کی پنڈلی پر تلوار لگی ہڈی کٹ گئی انہیں اٹھا کر لائے بارگاہ نبویؐ میں اپنی اپنی طلب کی بات ہے بارگاہ نبویؐ میں لائے۔ وہاں پر دست شفقت پھیر دیا جاتا ہے وہ زخم بھی مندمل ہو جاتا ہے لیکن انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ اگر میں اس زخم میں مر جاؤں تو میں شہید ہوں گا۔ فرمایا بے شک! انہوں نے کہا مجھے ایسے لٹاؤ کہ میرا رخسار آپؐ کے پائے مبارک پر آئے اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ اب بھی غزوۃ الہند برپا ہو گا وہ بھی ہوں گے جن کے زخم مندمل ہوں گے۔ اور اس سرزمین کو اسلامی نظام دیں گے اور وہ خوش نصیب بھی ہوں گے جو حوض کوثر پر جا کر پیاس بجھائیں گے۔

کیسی عجیب بات ہے ہندوستانی وزیراعظم آتا ہے تو وہ بھی اسی بگھی میں سواری کرتا ہے جس میں کبھی لارڈ کلائیو بیٹھا کرتے تھے۔ جس میں ملکہ برطانیہ بیٹھا کرتی تھی یار یہ چلے گئے ان مردود بے ایمانوں کی بگھیاں ابھی تک ہمارے سروں پر سوار ہیں۔

واجپائی یہاں آتا ہے تو دس گھوڑوں کی بگھی میں سفر کرتا ہے جس میں ملکہ برطانیہ بیٹھا کرتی تھی۔ اور پھر وہ بزرگ' وہ بچے' وہ جوان' جنہیں آپ کا مروجہ آئین احتجاج کا حق دیتا ہے۔ جب وہ احتجاج کرتے ہیں تو بزرگوں کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں۔ بچوں کو پیٹا جاتا ہے' خون بہایا جاتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے پھر نزلہ انتظامیہ پر گرتا ہے۔ یہ انتظامیہ غلط' بدلو' مگر ظالمو انتظامیہ کیا بدلو گے اپنی پالیسیاں بدلو۔ یہ کافرانہ نظام بدلو' یہ جس پولیس کے سپاہی کو آپ نے بندوق دے کر کھڑا کر دیا ہے۔ اس کی تنخواہ میں اس کے گھر کا بجٹ بنا کر دکھاؤ۔ کیا اس کے بچوں نے سکول نہیں جانا۔ کیا اس کے گھر میں کوئی بیمار نہیں ہوتا۔ کیا اسے دو کمروں کے گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کیسے پورا کرے گا' کہاں سے کھائے گا' اور اس پر طرہ یہ کہ ہر آنے والی حکومت کی اطاعت کرو۔ جانے والوں کو گھسیٹتے رہو پھر وہی آجائے تو اس سے مار کھاتے ہیں۔ ارے انتظامیہ! کیا آپ نے کمشنر بدلا اس کی جگہ کوئی خطیب لے آئے۔ آپ نے SSP بدلا اس کی جہ کوئی حافظ صاحب آگئے آپ ڈی سی تبدیل کریں گے اس کی جگہ کوئی مولانا آجائیں گے نہیں ڈی سی کی جگہ ڈی سی آئے گا کمشنر کی جگہ کمشنر آئے گا SP کی جگہ SP آئے گا۔ وہ کیا کسی اور چیز سے بنا ہے' ظلم اندھا کر دیتا ہے انسان کو۔ اور اس کے ساتھ اتنے خوشامدی چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اس کی ہربات پر واہ واہ کے ڈونگرے برساتے رہتے ہیں۔

خلیفہ بغداد کو خوشامدیوں نے کہا کہ حضور تاتاری آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تب پتہ چلا جب تاتاریوں نے بغداد کا محاصرہ کر لیا خلیفہ بغداد کے ہاتھ سے جام چھوٹا تو ساری قبا رنگین ہو گئی۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ بھی خلیفہ بغداد بنیں ہم تو یہ کہتے ہیں آپ بھی تو مسلمان ہو قرآن پڑھتے ہو حج اور عمرے پر جاتے ہو کیا وہاں یہ بتانے جاتے ہو کہ حضورؐ آپ کے امتی تیروں کے سائے میں نماز پڑھ رہے ہیں مساجد میں بائیس بائیس نمازی تڑپ رہے ہوتے ہیں اور ہماری حکومت ہے۔ یہ بتانے جاتے ہو۔ یہ بتانے جاتے ہو کہ چودہ کروڑ مسلمانوں کو سود کھانے پر مجبور کر دیا ہے ہم نے۔ یہ بتانے جاتے ہو کہ ستر فیصد آبادی کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے۔ او ظالمو! تم پانی باہر سے منگوا کر پیتے ہو۔ کھانے کی پلیٹ تمہاری باہر سے آتی ہے۔ برتن تمہارے باہر سے آتے ہیں۔ بسکٹ تمہارے باہر سے آتے ہیں سرمایہ تمہارا وہاں ہے صرف حکومت یہاں کرتے ہو۔ لیکن یاد رکھو! جو خود کو جلا رہے ہیں جو اپنے گلے میں رسے ڈال رہے ہیں جو اپنی کنپٹی پر پستول داغ رہے ہیں اگر انہیں یہ شعور آگیا کہ صرف اپنی کنپٹی پر ہی نہیں دوسرے کی کنپٹی پر بھی پستول رکھا جا سکتا ہے صرف خود کو نہیں جلانا۔ دوسروں کو بھی آگ لگائی جا سکتی ہے۔ تم کیا چاہتے ہو کہ اس ملک کو خانہ جنگی میں جھونک دو۔ ہم بصد ادب گذارش کرتے ہیں مسلم لیگ کی اس حکومت سے جو الیکشن میں کہتی تھی کہ خلافت راشدہ کا نظام نافذ کریں گے' خدا کے لئے اس ملک کو سود سے سودی معیشت سے نجات دیجئے۔ ارے ظالمو! اب تو کافروں نے بھی سود کو ٹھکرا دیا۔ جاپان کا معاشی نظام غیر سودی ہے۔ آٹھ دس مسلم ممالک نے

بلاسودی بینکاری ختم کر رکھی ہے اور خود امریکہ سوچ رہا ہے کہ نظام معیشت وہ اپنایا جائے جو اسلام نے دیا ہے ورنہ زندہ رہنا ممکن نہیں اس لئے کہ سود غریب سے لیتا ہے اور مالدار کی جیب بھرتا ہے اور اسلامی نظام مالدار سے لیکر غریب کو دیتا ہے۔ اس کافرانہ نظام تعلیم، طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرو ہر بچے کو برابر حق ہے ایک نصاب ہو۔ ایک نظام تعلیم ہو اور ہر بچے کو حق حاصل ہے کہ اسے موقع فراہم کیا جائے۔ ہر بیمار کا حق ہے کہ حکومت ان کے علاج معالجے کا بندوست کرے۔ اور خدا کے لئے اپنی ریاست کو اغیار کی پیروی سے پاک کرو محمد رسول اللہؐ کی اتباع کرو۔ میں ایک بات کہوں ہزار اختلافات کے باوجود اگر موجودہ حکومت موجودہ سیٹ اپ یہ شریف فیملی بھی اس ملک کا نظام تبدیل نہیں کرتی۔ پھر لوگ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ شریفوں کا یہ عالم ہے تو بدمعاشوں کا کیا حال ہو گا۔

اور یاد رکھو الاخوان کو اقتدار نہیں چاہئے الاخوان کی منزل اسلام ہے۔ لیکن آپ باتوں کو بات سے بڑھا رہے ہیں۔ اگر نفاذ اسلام کیلئے خون ہی شرط ٹھہرا تو ہم اتنا دیں گے اتنا دیں گے کہ قاتل بھی بس بس کرا اٹھے گا۔ الاخوان نے طے کرلیا ہے کہ ہم اہل وطن کو اسلام آباد آواز دیں گے۔ ہم دیکھیں گے آپ کی حفاظتی دیواریں کتنی مضبوط ہیں ہم دیکھیں گے آپ کے محلات کی دیواریں کتنی موٹی ہیں۔ ہم انشاء اللہ چترال سے کراچی تک، واہگہ سے خیبر تک اہل حق کو اسلام آباد جمع کردیں گے اور ہم تب تک وہیں رہیں گے جب تک اسلام آباد پر اسلام غالب نہیں آجاتا۔

اس ملک کی انتظامیہ، اس ملک کی فوج، اس ملک کی پولیس کون ہے کسی جاگیردار کا بیٹا وہاں سپاہی نہیں ہے کسی سیاست دان کا بیٹا کندھے پر بندوق نہیں اٹھاتا۔ ارے میرے بیٹے ہیں۔ میرے بھائی ہیں، میرے بھتیجے ہیں، میرے بھانجے ہیں اسی لئے تو تم کہتے ہو کہ وردیوں کا بوجھ کم ہو جائے گا۔ تمہیں بوجھ لگتے ہیں وہ اس غریب مسلمان کا خون ہے۔ جس کو تم بوجھ سمجھتے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ فوج ہم پر گولی چلائے گی ذرا حکم دے کر دیکھنا۔ انشاء اللہ جس دن تم نے ان کو اپنے باپوں، چاچوں پر گولی چلانے کا حکم دیا انشاء اللہ ان کی بندوقوں کا منہ تمہاری طرف ہو گا۔ میں کوئی بات پوشیدہ یا خفیہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ارے ایجنسیوں کے لوگو! بتاؤ انہیں، خدا کے لئے، یہ سب کچھ logical ہے۔ یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ ارے لوگوں کی ظلم سے جان چھڑاؤ اللہ کے ہاں جنت بھی لے لو۔ دنیا میں عیش تم نے کرلیا۔ آخرت بھی تم لے جاؤ۔ اب تو لوگوں کی گردنوں سے اتر جاؤ، لیکن یاد رکھو! فرعونوں کی قوت کے مقابل ایک موسیٰ کھڑا ہو جائے تو یہ سارا پاش پاش ہو جائے گا۔ فطرت کا قانون ہے۔

تو گزارش ہے اپنے نوجوان بھائیوں سے، اپنے بزرگوں سے، اپنے عزیزوں سے، یاد رکھو ہم غلام ہیں۔ ہم آزاد نہیں ہوئے۔ ہم غلام تھے اس برطانوی نظام کے اور وہ طوق ابھی ہماری گردن میں ہے اور آزادی مانگنے سے نہیں ملتی۔ آزادی رگ جان کے خون سے خریدی جاتی ہے اور آزادی ایسی چیز نہیں جو خرید کر رکھ دی جائے ہر روز اس کی حفاظت بھی کرنا پڑتی ہے ہمیشہ جانیں بھی دینا پڑتی ہیں لوگو! یہ جہاد ہو گا اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ جس کی خبر آقائے نامدارؐ نے دی۔ ہمیں جانیں دینا ہوں گی۔ کیا خیال ہے جانیں دو گے اللہ کی راہ پر۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای اے اللہ ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم تیری راہ میں جان لٹائیں گے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نفاذ اسلام کی راہ سے نہیں روک سکے گی۔ ہم پھر گزارش کرتے ہیں ہم حکمرانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ خدا کیلئے یہ برطانوی نظام ہٹا کر اسلام نافذ کردو۔ ورنہ تمہیں ٹانگوں سے پکڑ کر باہر پھینک دیا جائے گا۔

بقیہ 29

اگر تصوف اپنی صحیح روح اور سلوک راہ نبوت کے مطابق ہو تو قوت عمل جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا ہونا لازمی ہے۔ انگریزی کا مقولہ ہے:۔

Facts speak for themselves

ان مسلسل تاریخی شہادتوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو گا کہ تعطل و بے عملی، حالات کا مقابلہ کرنے میں سپراندازی اور پسپائی تصوف کے لوازم میں سے ہے۔ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا تصوف اسلام کے دور زوال کی پیداوار ہے یا اس میں اسلام کی واحد امید اور سہارا۔

تصوف کو ریاست سمجھنے والے زیادہ تر حضرات سادگی اور لاعلمی کا شکار ہیں بہت ہی تھوڑے دوست ایسے ہیں جنہیں تصوف، سلوک اور طریقت کی اصطلاحات سے تعصبانہ چڑ ہے جس کا کوئی حل نہیں مگر سوچئے اور فیصلہ کیجئے کہ تاریخ کیا کہتی ہے؟ کیا صوفی جہاد کے مخالف رہے ہیں؟ کیا وہ اب جہاد سے غفلت کا شکار ہو سکتے ہیں؟

دعائے مغفرت

1- خلیل الرحمٰن اور عطاالرحمٰن کی چچی صاحبہ
2- غلام حسن صاحب کی زوجہ محترمہ
3- پروفیسر علی صفدر کے ماموں جان
4- سلسلہ کے ساتھی عبدالرشید صاحب (سابقہ ٹیچر ٹیکنیکل ہائی سکول جوہر آباد والے)
5- سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی حافظ بشیر احمد عابد چک نمبر30 جنوبی سرگودھا، تاحال واہ کینٹ والے کی والدہ ماجدہ اور ساس
6- سلسلہ عالیہ کے ساتھی ضیاء اللہ بھٹی (ڈسکہ) کے بہنوئی رانا احسان احمد کار حادثہ میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

○ ماں (بیٹے سے) تم اپنا بستہ سکول کیوں نہیں لے کر جاتے ہو

بیٹا "امی اس کی ضرورت نہیں پڑتی"

ماں "وہ کیسے؟"

بیٹا (معصومیت سے) "کیوں کہ ٹیچر ہر پیریڈ میں مجھے کلاس سے باہر نکال دیتی ہے۔

فریدہ بی بی

حکایات رومیؒ

چھ درہم میں دو چانٹے

ایک شخص مدتوں کا بیمار' زندگی سے لاچار وبیزار' طبیب کے پاس گیا اور کہنے لگا "جناب مجھے کوئی دوا دیجئے تاکہ صحت پاؤں اور آپ کی جان ومال کو دعائیں دوں"

طبیب نے نبض پر انگلیاں رکھیں اور سمجھ گیا کہ اس کے بدن سے جان نکل چکی۔ اب محض چلتی پھرتی لاش ہے۔ صحت کی امید ذرہ برابر نہیں۔ دوا دارو کر کے مفت میں اس غریب کو اور ہلکان کرنا ہے۔ لہٰذا اس نے کہا۔

"میاں تم یہ سب دوا دارو یک قلم موقوف کرو۔ انہی کی وجہ سے تمہاری صحت برباد ہو رہی ہے۔ جو تمہارے جی میں آئے وہ کرو۔ ہرگز ہرگز اپنی خواہش کو مت کچلو۔ آہستہ آہستہ تمام بیماریاں جاتی رہیں گی"

طبیب کی یہ بات سن کر مریض نے خوش ہو کر کہا "اللہ آپ کو سلامت رکھے کیا خوب مشورہ عطا کیا ہے۔ آج سے اس مشورے پر دل وجان سے عمل کروں گا"۔

طبیب کے مطب سے نکل کر مریض ٹہلتا ٹہلتا ایک نہر کے کنارے جا نکلا۔ وہاں ایک صوفی بیٹھا منہ ہاتھ دھو رہا تھا۔ اس نے اس روز سر پر تازہ تازہ استرا پھروایا تھا اور دھوپ میں چندیا خوب چمک رہی تھی۔ مریض کی ہتھیلی کھجلائی اور بے اختیار جی چاہا کہ صوفی کی چاند پر ایک زوردار چپت مارے۔ دل میں کہا' اس وقت مجھے اپنی اس خواہش کو دبانا نہ چاہئے ورنہ مجھے صحت نہ ہوگی اور طبیب کی ہدایت بھی یہی ہے کہ جو جی میں آئے' وہ کرو۔

یہ خیال آتے ہی بے تکلف آگے بڑھا اور تڑاخ سے ایک زناٹے دار چپت صوفی کی کھوپڑی پر رسید کی۔ اس غریب کا دماغ بھنا گیا' تڑپ کر اٹھا اور ارادہ کیا کہ چانٹا مارنے والے کے دو تین گھونسے اس زور سے لگائے کہ سب کھایا پیا بھول جائے۔ لیکن نظر جو اٹھائی تو سامنے ایک نحیف ونزار شخص کو پایا جس کی ایک ایک پسلی نمایاں تھی۔ صوفی نے ہاتھ روک کر جی میں کہا اگر میں اس کے ایک گھونسا بھی ماردوں تو یہ اسی وقت ملک عدم کا راستہ لے گا۔

مرض الموت نے تو اس بے چارے کا پہلے ہی کام تمام کر رکھا ہے۔ مرتے کو کیا ماروں۔ لوگ سارا الزام مجھ پر دھر دیں گے کہ ایک مرتے ہوئے کو مار کر بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن اسے یوں چھوڑ دینا بھی ٹھیک نہ ہو گا۔ نہ جانے کس کس کو چپت مارتا پھرے گا۔ غرض اس بیمار کا بازو پکڑ اور کھینچتا ہوا قاضی شہر کی عدالت میں لے گیا اور دہائی دی کہ حضور' اس بدنصیب شخص کو گدھے کی سواری کرائی جائے یا دُرّوں کی سزا ہو اس نے بلاوجہ مجھے چانٹا مارا ہے۔

قاضی نے کہا "کیا بکتا ہے؟ یہ سزا آخر اسے کیوں دی جائے؟ تیرا دعویٰ تو ابھی ثابت ہی نہیں ہوا۔ پھر یہ تو دیکھ کہ شرع کے احکام زندوں اور سرکشوں کے لئے ہیں مردوں اور بے کسوں کے لئے نہیں۔ اس شخص کو گدھے پر بٹھانے سے کیا حاصل' ارے' کبھی سوکھی' خشک چوب کو بھی کسی نے گدھے پر سوار کیا ہے؟ ہاں' لکڑی کا تابوت اس کی سواری کے لئے بہترین چیز ہے"

قاضی کی بات سن کر صوفی کو اور جلال آیا۔ تڑخ کر بولا "واہ صاحب واہ! یہ عجب منطق ہے یہ شخص مجھے چپت بھی مارے اور اس بے ہودہ حرکت کی کوئی سزا بھی نہ پائے کیا آپ کی شریعت میں یہ جائز ہے کہ ہر راستہ ناپتا بازاری لفنگا ہم جیسے صوفیوں کو خواہی نخواہی چپت مارتا پھرے اور کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہ ہو؟

قاضی نے نرمی سے کہا "تیری بات درست ہے۔ ایسے شخص کو ضرور سزا ملنی چاہئے۔ لیکن یہ تو دیکھ کہ وہ بے چارہ زندگی کے آخری دن پورے کر رہا ہے۔ خون کا ایک قطرہ اس کے بدن میں نہیں۔ بجائے سزا کے یہ تو ہمدردی اور رحم کے لائق ہے۔ اچھا' یہ بتا کہ اس وقت تیری جیب میں کتنے درہم ہیں"

صوفی نے جیب ٹٹول کر جواب دیا "کوئی چھ سات ہوں گے"۔

قاضی کہنے لگا "ایسا کر کہ تین درہم ان میں سے اسے دے دے یہ بے حد کمزور' بیمار اور مسکین وغریب ہے۔ تین درہم کی روٹی کھا کر تجھے دعائیں دے گا۔"

یہ سن کر صوفی بہت آتش زیرپا ہوا اور قاضی سے تلخ کلامی کرنے لگا کہ سبحان اللہ! اچھا انصاف فرمایا ہے۔ چپت بھی ہم کھائیں اور چپت مارنے والے کو تین درہم بھی اپنی جیب سے ادا کریں۔ یہ کتنے نفلوں کا ثواب ہے؟

غرض قاضی اور صوفی میں تکرار ہونے لگی اور ادھر اس بیمار کی عجب کیفیت تھی۔ جب سے قاضی شہر کا گھٹا ہوا سر دیکھا تھا' اس وقت سے برابر ہاتھ میں چل ہو رہی تھی۔ اس کی چاند صوفی کی چاند سے بھی زیادہ چکنی اور صاف تھی۔ آخر دل کی بات ماننی پڑی۔ ایک ضروری بات قاضی کے کان میں کہنے کے بہانے سے مسند کے نزدیک آیا اور اس زور سے قاضی کی چندیا پر چپت رسید کیا کہ اس کا منہ پھر گیا۔ پھر بولا۔

"وہ چھ درہم تم دونوں آپس میں بانٹ لو اور مجھے اس مخمصے سے رہائی دو" یہ کہہ کر وہاں سے چلا۔ قاضی

باقی صفحہ نمبر56 پر

دین اسلام، کفر اور ہم

نوید اکرم تارڑ

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

آج سے چودہ سو سال پہلے تاریکی اور جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ جواء' شراب نوشی اور قتل وغارت عام تھی عورتوں کا کوئی عزت واحترام نہ تھا یہاں تک کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا۔ کسی ایک شخص کو قبیلے کا سردار بنا دیا جاتا اور وہ ہی تمام فیصلوں کا مالک ہوتا۔ سردار کا انتخاب مال ودولت اور طاقت کے بل بوتے پر ہوتا۔ بتوں کی پوجا کی جاتی۔ معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے۔ اسی قسم کی لڑائیوں پر اس وقت کے شاعر کئی بہادروں کی بہادری کو شعری انداز میں پیش کرتے۔ اسی پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کبھی پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
کبھی گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

ایسے میں کائنات میں ایک سورج طلوع ہوا جس کی روشنی سے پوری دنیا میں روشنی ہو گئی' ایک پھول مہکا جس کی خوشبو سے پوری دنیا معطر ہو گئی' تپتی ہوئی زمین پر ایک بوند پانی کی پڑی جس سے زمین کو سکون حاصل ہوا' ایک ایسی طاقت کا حصول ہوا جس نے تمام طاقتوں کو بے معنی کر دیا' ایک ایسا چاند منور ہوا جس نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو ان کی منزل پر پہنچایا' جس نے تمام ہستیوں کو پیچھے چھوڑ دیا تو وہ ہستی سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیؐ کی ہستی تھی۔

اٹھ کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

آپؐ کے والد محترم کا نام حضرت عبداللہؓ اور آپؐ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہؓ تھا۔ جب آپؐ پیدا ہوئے تو آپؐ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔ آپؐ پیدائشی طور پر یتیم تھے۔ پیدائش کے چند سال بعد ہی والدہ ماجدہ بھی آپؐ کا ساتھ چھوڑ گئیں۔ اس کے بعد آپؐ کی پرورش آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب نے کی لیکن چند سال بعد وہ بھی انتقال فرما گئے۔ انہیں آپؐ اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھے۔

جب آپؐ چالیس برس کے ہوئے تو آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ آپؐ عام اعلان کر دیں کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ اللہ کے آخری نبی ہیں"۔

جب آپؐ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو قریش آپؐ کے دشمن ہو گئے۔ آپؐ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی واحدنیت کا یقین دلایا۔ قریش نے آپؐ کو ہر قسم کی مال ودولت کی پیشکش کی تاکہ آپؐ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں۔ لیکن آپؐ کا اللہ تعالیٰ پر اتنا پختہ یقین تھا کہ آپؐ کی اللہ تعالیٰ سے وابستگی میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اسلام کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

لالچ کا نتیجہ

ایک شخص اپنی بھیڑ کو لئے کہیں جا رہا تھا۔ بھیڑ کی گردن میں لمبی سی رسی باندھ رکھی تھی۔ کسی چالاک چور نے چپکے سے آن کر پیچھے سے رسی کاٹ لی اور بھیڑ کو لے کر چمپت ہوا۔ جب بھیڑ والے کو پتا چلا کہ بھیڑ نادارد ہے تو بدحواس ہو کر اس تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ اتنی دیر میں وہ عیار چور بھیڑ کو کسی محفوظ مقام پر چھپا کر دوبارہ ادھر آیا اور ایک کنویں کی منڈھ پر بیٹھ کر زارو قطار رونے لگا وہ شخص اپنی بھیڑ ڈھونڈتا ہوا ادھر آیا اور چور سے پوچھا۔

"اے بھائی' کیا بات ہوئی؟ اس طرح منہ پھاڑ پھاڑ کر کیوں واویلا کرتا ہے؟"

چور نے آنکھوں سے گنگا جمنا بہاتے ہوئے کہا "کیا بتاؤں' کنویں سے پانی نکالنے آیا تھا' لیکن میری اشرفیوں کی تھیلی اس میں جا پڑی۔ تھیلی میں پانچ سو اشرفیاں ہیں۔ مجھے کنویں میں اترنا آتا نہیں' اس لئے روتا ہوں۔ اگر کوئی شخص کنویں میں اتر کر میری تھیلی نکال لائے تو پانچواں حصہ یعنی سو اشرفیاں اسے خوشی سے دوں گا"۔

بھیڑ والا یہ سن کر دل میں کہنے لگا "اللہ کی شان کے قربان جایئے۔ ایک دروازہ بند ہوا' دس دروازے اور کھل گئے۔ سو اشرفیوں میں تو پچاس بھیڑیں بڑی عمدہ اور فربہ مل سکتی ہیں۔ ہماری ایک بھیڑ گئی تھی خدا نے اس کے بدلے میں اونٹ دلوا دیا۔ یہ سوچ کر فوراً" اپنے کپڑے اتارے اور کنویں میں اتر گیا۔ اس کے کنویں میں اترتے ہی چور نے کپڑے بھی سمیٹے اور رفوچکر ہوا۔

اے عزیز' اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہوشیاری اور دانائی اسی میں ہے کہ آدمی سیدھے راستے سے اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔ جہاں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا' وہاں لالچ اپنا کام دکھا جاتا ہے اور آدمی کچھ اور حاصل کرنے کے بجائے اپنی رہی سہی پونجی بھی گنوا بیٹھتا ہے۔

اقوال زریں

- دل کا سکون چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔
- وقتی مفاد کی خاطر کسی کے آگے سر جھکانا خودکشی سے بھی بدتر موت ہے۔

تصوف اور تعمیر سیرت (سلطان الاذکار)

پروفیسر حافظ عبدالرزاق

ان السمع والبصر والفوادکل اولٰئک کان عنہ مسئولا" (36:17)

قلب جب منور ہو جاتا ہے تو قالب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ باطن کا جب تزکیہ ہو جاتا ہے تو ظاہر اس کی شہادت دیتا ہے۔ بیٹری جب چارج ہو جاتی ہے تو اس سے بلب بھی روشن ہوتے ہیں موٹر بھی حرکت میں آجاتی ہے۔ ٹارچ میں جب نئے سیل ڈالے جاتے ہیں تو وہ روشنی پھیلنے لگتی ہے۔ سیل کے بغیر ٹارچ محض کھوکھا ہے ایک کھلونا ہے جس کام کے لئے اسے بنایا گیا وہ کام نہیں دے سکتی۔ بیٹری اگر ڈاؤن ہو گئی ہے یا ختم ہے تو موٹر خواہ کتنی قیمتی ہو سواری کا کام نہیں دے سکتی۔ باطن کا جب تک تزکیہ نہ ہو تو ظاہر آوارگی اور بے مقصدیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ قلب جب تک منور نہ ہو قالب پر ظلمتیں چھائی رہتی ہیں۔ تزکیہ باطن یا لطائف کا جاری ہونا۔ منور ہونا' راسخ ہونا ایسا ہے جیسے بیٹری چارج ہو گئی۔ سٹیم کا ذخیرہ ہو گیا اب اس بیٹری یا سٹیم سے کام لینا ہے یہ سب فیلڈ ورک کے لئے تیاری تھی۔ عملی کام کی بنیاد تھی۔

انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو آلہ کار اس کے اعضاء ہوتے ہیں باطن سے ارادہ اٹھتا ہے اعضاء حرکت میں آجاتے ہیں اور یہ قالب یا جسم انسانی چند اعضاء کا مجموعہ ہی تو ہے۔ سلطان الاذکار کی تربیت یوں ہوتی ہے کہ اسم ذات کا ذکر کرتے ہوئے اس کا اثر سارے قالب میں جاری وساری ہو جائے جیسے بجلی کے مثبت تار کو جب مس کیا جائے تو برقی رو سارے جسم میں دوڑ جاتی ہے۔ رواں رواں محسوس کرتا ہے اسی طرح سلطان الاذکار سے سارے بدن کو تمام اعضاء کو' بال بال کو' خون کے ہر قطرے کو ذاکر بنایا جاتا ہے اس لطیفے کے راسخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رگوں میں جو خون دوڑ رہا ہے اس میں صلاح وتقویٰ کے کارنسل شامل کر دیئے گئے۔ اس نے ذہن کو جو قوت دی اس سے اس کی سوچ کی سمت رضائے الٰہی کی طرف ہو گئی ہاتھ اٹھے تو مخلوق کی بہتری کے لئے اور حق کی معاونت کے لئے آنکھوں نے حق کے بغیر دیکھنے سے انکار کر دیا۔ کان حق کی آواز سننے پر آمادہ رہے۔ غرض جسم کا ہر عضو حق کی سربلندی اور مخلوق کی بہتری میں مشغول ہو گیا۔ چونکہ قرب الٰہی کا مدار عمل پر ہے اور اس عمل کا مدار اعضاء پر ہے۔ اس لئے فرائض کی ادائیگی کے متعلق سوال بھی انہی سے ہوگا۔

ارشاد باری ہے کہ

ان السمع والبصرا والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا" (36:17)

انسان کو جب معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ زیادہ تر سامعہ اور باصرہ سے ہی ہوتی ہیں اور ان معلومات کی روشنی میں عمل کا ارادہ قلب سے اٹھتا ہے اس لئے انہی سے باز پرس بھی ہوگی اور ان قویٰ سے غلط کام لینے والے اس کا اعتراف کریں گے۔ اور کہیں گے۔

لوکنا نسمع اونعقل ماکنا فی اصحاب السعیر (10:67)

یعنی اگر ہم اہل اللہ سے اللہ کی باتیں گوش ہوش سے سنتے یا خود صحیح سمت میں سوچتے۔ تو آج دوزخ کا ایندھن نہ بنتے۔

یہاں ایک نکتہ ضمناً سامنے آگیا۔ انسان دو قسم کے ہی پائے جاتے ہیں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو اہل علم پر اعتماد کر کے ان کی سن کر زندگی کی راہ متعین کرتے ہیں ان کو ارباب تقلید ہی کہا جا سکتا ہے۔ دوسرے وہ ہوتے ہیں جو ماہرین پر اعتماد کرنے کی بجائے خود تحقیق کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ تحقیق کے واقعی اہل ہوں اور تحقیق کے لئے مطلوبہ شرائط بھی پوری کریں تو راہ ہدایت پا لیتے ہیں۔ صرف اہل حق کی تقلید سے بدکتے ہیں۔ اور چونکہ ہر مدعی تحقیق اور منکر تقلید محقق تو ہوتا نہیں اس لئے انہیں تقلید کرنا ہی پڑتی ہے۔ تو آیت کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوا کہ دوزخ سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کے دو ہی ذریعے ہیں اہل فن کی تقلید یا حقیقی تحقیق۔

جوابدہی اور مواخذے کی بات چلی ہے تو کہیں یہ خیال نہ آنے پائے کہ عمر بھر جس زبان سے جھوٹی سچی بیان بازی سے کام لیتے ہیں کیا اس وقت یہ گنگ ہو جائے گی؟ بات یہ ہے کہ زندگی کے سارے اعمال صرف زبان ہی سے نہیں ہوتے جسم کے تمام اعضاء اپنی اپنی استعداد کے مطابق کاروبار حیات میں حصہ لیتے ہیں۔ پھر انسان اس زبان کو سچ اور جھوٹ دونوں جگہ استعمال کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ مثلاً" کسی کاغذ پر انگوٹھا لگایا۔ زبان سے انکار کر دیا۔ کہ میرا انگوٹھا نہیں مگر وہ نقوش جب ماہر کے سامنے آتے ہیں تو فیصلہ دے دیتا ہے کہ یہ انگوٹھا اسی کا ہے۔ زبان نے تو انکار کر دیا مگر ہاتھ انکار نہ کر سکا۔ تو وہاں بھی مواخذہ کے وقت کچھ ایسی کیفیت ہوگی ارشاد باری ہے۔

الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانو ایکسبون (65:36)

یعنی وہاں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ انسان دیکھے گا۔ کہ ہاتھ بولتے ہیں' پاؤں بولتے ہیں اور صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ اس بھلے مانس نے ہم

سے یہ کام لیا۔
دوسرے مقام پر مواخذے کا منظر ذرا تفصیل سے کھینچا گیا ہے۔

حتیٰ اذا ما جاء وھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانو یعملون۔(20:41)

یعنی جب وہ جواب دہی کے لئے پیش ہوں گے۔ ان کے کان ان کی آنکھیں بلکہ ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ یہ سن کر وہ لوگ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ یہ تو ہمارے صفائی کے گواہ تھے۔ انہیں کیا ہو گیا مگر بات سوچ تک ہی محدود نہ رہے گی کہ

وقالو لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئی وھو خلقکم اول مرۃ۔(41-21)

اپنی کھالوں سے کہیں گے اے ہماری بے زبان کھالو! تمہیں بولنے کا یارا کیسے ہوا۔ جواب دیں گی۔ ارے عقل کے اندھو اور خالق کی قدرت سے آنکھیں پھیر لینے والو۔ جس نے گوشت کے ایک ٹکڑے زبان کو وہاں قوت گویائی دی تھی کیا یہاں ہمیں گویائی دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔

لطیفہ قالبیہ کی تربیت کا اثر یہ ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے ہر عمل پر کڑی نگاہ رکھتا ہے۔ کان، آنکھ، زبان بلکہ تمام اعضاء کے استعمال میں محبوب کی پسند کو سامنے رکھتا ہے۔ اس کے کان کوئی نامناسب آواز سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کی آنکھ کسی ناروا منظر کی طرف اٹھ نہیں سکتی۔ خواہ وہ کتنا مرغوب ہی کیوں نہ ہو اس کی زبان سے نامناسب کلمات ادا نہیں ہو سکتے اس کے پاؤں غلط سمت میں اٹھنے سے انکار کر دیتے ہیں اس کے ہاتھ کسی کی ایذا دہی کے لئے گویا شل ہو جاتے ہیں۔ اس کی سوچ کا نقطہ ماسکہ رضائے الٰہی کے حصول کی تدابیر کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

اگر تزکیہ باطن نہ ہوا ایسا ہو کہ لطیفہ قالبیہ پر اثر انداز نہ ہو تو انسان کی حالت بالکل اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے کسی موٹر کا ٹائی راڈ کھل گیا ہو۔ سٹیرنگ کو ڈرائیور کے ہاتھ میں ہے مگر موٹر اس کے بس میں نہیں کسی دیوار سے ٹکرائے یا کسی کھڈ میں گرے۔ ڈرائیور اسے روک نہیں سکتا۔ ایسے مناظر دیکھنے ہوں تو اپنے گردوپیش نظر دوڑائیں۔ نوجوان نسل کے مشاغل پر نگاہ کریں۔ آپ بے اختیار کہہ اٹھیں گے۔ ان بے چاروں کے ٹائی راڈ کھل چکے ہیں بلکہ سرے سے موجود ہی نہیں۔

ریڈیو یا ٹرانسسٹر کے گرد جمع نوجوانوں کو دیکھئے جب کسی گانے کا آغاز ہونے لگتا ہے۔ تو پہلے ساز بجتا ہے اس پر مقابلے ہوتے ہیں گانا شروع نہیں ہوا۔ مگر جوان بتا دیتے ہیں یہ فلاں فلم کا گانا ہے۔ فلاں مغنیہ نے گایا ہے۔ نگاہیں آوارہ ہو چکی ہیں۔ کان اس زہر کے رسیا ہو چکے ہیں' بڑے بوڑھے کچھ عرصے پہلے ان مناظر کو دیکھتے تھے مگر ٹک ٹک دیدیم دم نہ کشیدم کی تصویر بنے رہے۔ اب تو یہ عالم ہے کہ خاندان کے بڑے اپنے کنبے کو لے کر بڑے اہتمام سے ریڈیو اور ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور فحش گانوں اور عریاں تصاویر کو دیکھ کر لطف اندوز ہونے میں جوانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں گویا اب ڈرائیور نے بھی سٹیرنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور کہنے لگے۔

تو بھی بدل امیر زمانہ بدل گیا

آپ کہیں گے ایسا محتاط اور اس درجے کا ہوشیار کون ہو سکتا ہے کہ اس کے جسم کے کسی حصے سے کوئی لغزش نہ ہونے پائے۔ واقعی ایسا کوئی نہیں یہ کام صرف انبیائے کرام ہی کا ہے۔ درست! مگر اس کا علاج بھی حکیم مطلق کے نمائندے نے بتایا ہے۔ مگر لغزش اور ڈھٹائی میں فرق ہوتا ہے۔ غلطی اور "سستی" دو مختلف چیزیں ہیں۔ ڈھٹائی خود کشی ہے لغزش بیماری ہے اور ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ اس کا علاج بتانے والے نے بتایا کہ

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

یعنی جو ٹھوکر کھا کر پچھتایا۔ جسے لغزش کے بعد ندامت ہوئی اس کے متعلق یہ سمجھا جائے گا کہ جیسے لغزش سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ اس انابت کے بعد اگر تلافی مافات کے لئے کوشاں ہو گیا تو اعلان ہے کہ

ان الحسنات یذھبن السیات

کہ اطاعت اور اناب لغزش کے اثر کو محو کر دیتی ہے۔ ممکن ہے حساس آدمی اس سے بھی کسمسائیں کہ نیکیوں نے برائیوں کو مٹا دیا مگر برائی کا نشان تو پکار پکار کر کہے گا کہ پہلے یہ حرکت ہوئی کیا منہ دکھائیں گے مگر اللہ بڑا کریم ہے۔ وہ تو برائی کا نشان بھی محو کر دے گا آپ دیکھتے نہیں کہ اس نے اپنے شاہکار انسان کو وہ عقل عطا فرمائی کہ وہ اپنی برائیوں کو خود اس طرح محو کر سکتا ہے کہ اس کا نشان تک نہیں رہنے دیتا آپ پوچھیں گے وہ کیسے۔ دیکھئے کسی گانے کے رسیا نے کوئی فحش گانا ٹیپ کر لیا۔ کہ جب جی چاہا سن کے مزے لیں مگر اس کے ضمیر نے کچو کا دیا۔ انسانیت جاگ اٹھی خیال آیا اس ریل کو ضائع کر دیں مگر مادی ذہن ایسے نقصان کو برداشت کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ تجویز سوچی کہ اس پر کسی اچھے قاری کی قرآت یا کوئی نعتیہ کلام ہی ٹیپ کر لیں۔ ایسا کر ڈالا۔ دیکھئے وہی کیسٹ ہے جس پر فحش گانا ٹیپ کیا تھا۔ مگر اب اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اسی طرح نیکیاں برائیوں کو محو کر دیں تو کیا بعید ہے بلکہ اس کی شان کے لائق ہی یہی ہے ایک اور مژدہ سنیئے ارشاد ہوتا ہے۔

خیر الخطائین التوابون

خطا کار برا سہی مگر ان بروں میں سے کچھ اچھے ہیں وہ کون؟ وہ خطا کار جن سے لغزش ہو جائے تو ابلیسیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر اکڑتے نہیں۔ اس پر اصرار نہیں کرتے بلکہ نادم ہو کر گڑگڑا کر اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔ اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم مصمم کر لیتے ہیں۔

لطیفہ قالبیہ کے راسخ ہونے پر سالک کو اپنی عملی زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لینا ہے۔ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ کہ باطن کے تزکیہ نے اس کے ظاہر کو بھی بدلا ہے یا نہیں گویا سلوک کی ابتدا ہی یہ ہے کہ انسان کے ظاہر و باطن کو سنوار دیتا ہے۔ اس کی فکر و عمل کی دنیا میں خوشگوار اور صالح انقلاب آ جاتا ہے۔ انفرادی طور پر وہ ایک اچھا انسان اور اجتماعی اعتبار سے وہ معاشرے کا بہترین فرد بن جاتا

ہے۔
مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں۔
جب باطن میں انوار جاگزیں ہوتے ہیں تو اعضاء اس کی شہادت دیتے ہیں۔

سلوک کی بنیاد یہ لطائف ہیں۔ اس لئے تصوف وسلوک کی تربیت کے لئے ہر مکتب فکر میں ابتدائی طور پر یہ لطائف کرائے جاتے ہیں۔ قادریہ' نقشبندیہ' چشتیہ' سہروردیہ ہر سلسلہ میں ان لطائف کو سلوک کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور ان لطائف کی تربیت ذکر الٰہی ہے۔ نقشبندیہ میں ابتدا ہی سے ذکر خفی کرتے ہیں اور انتہا بھی ذکر خفی پر ہوتی ہے۔ باقی سلسلوں میں مبتدی کو ذکر لسانی جہری کرایا جاتا ہے۔ ذکر جہر جسے حنفیہ کے فتاویٰ شامی میں بدعت کہا گیا ہے وہ کسی سلسلے کے کسی محقق نے کبھی نہیں کرایا اور جو جہر بدعت نہیں وہی کراتے ہیں اس کے لئے بھی چند شرائط ہیں۔ اول جہر مفرط نہ ہو زیادہ سے زیادہ جہر متوسط ہو۔ دوم اس جہر سے کسی کی نیند' آرام یا عبادت میں خلل نہ آئے اگر کسی مبتدی کی پراگندہ خیالی جہر متوسط سے دور نہ ہو یا اسے یکسوئی حاصل نہ ہو سکے تو اسے آبادی سے دور بھیج دیتے ہیں کہ وہاں جا کر تدبیر کی حد تک اتنی اونچی آواز سے ذکر کرے کہ خیالات کی پراگندگی دور ہو جائے۔

ذکر الٰہی یا تو نفی اثبات کا کرایا جاتا ہے یا اسم ذات کا پھر نفی اثبات میں بھی ذکر کے چار درجے رکھے اول ذکر ناسوتی یعنی لا الہ الا اللہ دوسرا ذکر ملکوتی الا اللہ تیسرا ذکر جبروتی اللہ چوتھا لاہوتی یعنی ھو ھو نقشبندیہ میں زیادہ تر ذکر اسم ذات ہی کرایا جاتا ہے باقی سلسلوں میں بھی ذکر جہر صرف مبتدی کے لئے ہوتا ہے۔ بعد میں سب ذکر خفی کراتے ہیں کیونکہ اصل ذکر تو ذکر خفی قلبی ہے۔ اس کی فضیلت حدیثوں میں بیان ہوئی ہے۔ سب لطائف جاری ہو گئے تو گویا روح میں وہ قوت پیدا ہو گئی کہ ایک طرف جسم کے اعمال کو صحیح سمت پر لگا دے۔ دوسرا اس میں قوت پرواز پیدا ہو گئی کہ اپنے وطن اصلی کی طرف سرگرم سفر ہو سکے۔ اور لطیفہ قالبیہ میں یہ استعداد پیدا ہو گئی جسم اور اس کے اعضاء روح کی اس باطنی قوت کے بل بوتے پر اور اس کی راہنمائی میں صحیح رخ پر حرکت کرنے لگیں۔ یعنی فکر صحیح ہو گئی۔ سوچ درست ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ پر یقین پختہ ہو گیا۔ اخلاق سنور گئے۔ معاملات میں کھرا پن آ گیا۔ یعنی انسان صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بن کر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ساتوں لطائف پر باری باری توجہ کر کے ذکر الٰہی کرنے کے بعد پھر لطیفہ قلب پر توجہ کر کے ذکر الٰہی کرایا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سب ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اصل مرکز یہ قلب ہی تو ہے جس کے متعلق ارشاد نبویؐ ہے۔ کہ یہ درست ہوا تو سارا نظام درست ہو گیا۔ اور یہ بگڑا تو سارا نظام بگڑ گیا۔ اصل سرچشمہ یہی ہے جس سے فکر وعمل کے سوتے پھوٹتے ہیں ساری روحانی قوت کا ذخیرہ اسی میں رکھا جاتا ہے۔ تمام سٹیم اسی میں بھری جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ سارے سبق کا اعادہ ہے دوسری طرف اس حقیقت کو ازبر کرنا کہ ساری کوشش اس کے سنوارنے میں صرف کرنی ہے اس کا عکس باقی سارے لطائف پر پڑتا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ

دل بدست آور کہ حج اکبر است
وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یار لوگوں نے اسے عمل سے جی چرانے کا بہانہ بنا لیا ہے حالانکہ دل سے مراد دل خود ہے یعنی اپنے دل پر اپنے جذبات پر اپنے ارادوں پر اپنی خواہشات پر قابو پانا سیکھو اس پر کنٹرول کرنے کا سلیقہ اپناؤ۔ ورنہ دل میں آوارگی کے جذبات ہیں۔ ارادے متزلزل ہیں خواہشات میں سفلی رجحان ہیں تو اس غلیظ دل کو لے کر کعبہ بھی جاؤ گے تو کون سی دولت سمیٹ کے لاؤ گے گندے برتن میں تو کوئی پانی ڈال کر پینا بھی گوارا نہیں کرتا کعبہ جا کر کعبہ والے کی محبت کے لئے پہلے اپنے دل کا ظرف تو اس قابل بنا لو۔ اس کا رخ تو سیدھا کر لو۔ اگر اس کا رخ غیر کی طرف رہا تو یہ جسم کو کب اللہ کی طرف اللہ کی رضا کی طرف' اللہ کے قرب کی طرف اللہ کی محبت کی طرف قدم اٹھانے پر آمادہ کر سکے گا۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

آپ کہیں گے کہ لوگ لطائف چھوڑ۔ سلوک کے اونچے مقامات پر پہنچ جانے کے مدعی ہوتے ہیں مگر ان کی عملی زندگی اس کی شہادت نہیں دیتی بلکہ ان کے عمل کو لوگ ہدف ملامت بناتے ہیں۔ اور تصوف وسلوک پر پھبتیاں کستے ہیں۔ اسے رہبانیت قرار دیتے ہیں۔ بے عملی کا طعنہ دیتے ہیں معاشرے کے لئے ایک بوجھ خیال کرتے ہیں۔ آخر یہ کیوں ہے؟

تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ دعویٰ اور حقیقت میں فاصلہ ہوتا ہے۔ ہر دعویٰ زبان سے نکلتے ہی حقیقت نہیں بن جایا کرتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ چیز جتنی قیمتی ہو اسی مناسبت سے اس کی نقالی بھی ہوتی ہے۔ جعل ساز حرکت میں آ جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جعلی کرنسی تیار ہو جاتی ہے مگر جعل ساز نقلی پیسے نہیں بنایا کرتے وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہزار کا نوٹ بنے یا کم از کم پانچ سو کا تو ضرور بنے۔ وہ لاکھ کوشش کریں آخر پکڑے جاتے ہیں یا کم از کم جعلی نوٹ تو پہچان لئے جاتے ہیں۔ ان جعلسازوں کی وجہ سے اگر کوئی اصل کرنسی کا ہی انکار کر بیٹھے تو ذرا ایسا کر کے دیکھے۔ اس کی زندگی کی ضرورتیں کیوں کر پوری ہوتی ہیں۔

پھر دیکھئے کتنے عطائی اور مجمع باز شہروں اور بستیوں میں مجمع لگائے دکھائی دیتے ہیں دوائیں بیچ رہے ہیں۔ آنکھوں کے آپریشن کرتے پھرتے ہیں۔ سادہ لوح مخلوق ان کی چرب زبانی کی وجہ سے دھوکا کھاتی ہے مگر انہیں دیکھ کر کوئی شخص فن طب اور میڈیکل سائنس کی افادیت کا انکار کر دے تو اسے کون عقل مند کہے گا۔ اس لئے نقل کو دیکھ کر اصل سے دل برداشتہ ہو جانا بھلا کہاں کی دانش مندی ہے۔

اصل کے نمونے دیکھنا چاہو تو تاریخ کے

باقی صفحہ 56 نمبر 30

خواب کی تعبیر

کسی اللہ کے بندے نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور ان کے ارشادات مبارکہ کی تعبیر کے لئے ہارون الرشید (کالمسٹ) کو خط لکھا۔ جناب ہارون الرشید نے اس سلسلہ میں امیر تنظیم الاخوان جناب محمد اکرم اعوان سے رابطہ کیا۔ اور اس خواب کی تعبیر چاہی۔ اس کالم میں تفصیل کے ساتھ خواب اور اس کی تعبیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

چند روز ادھر' ایک خوش بخت کا ذکر تھا کہ اس نے سرکار رسالت مآب ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ میں پڑی یورینیم کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے' اور امریکی اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ اس نے عالی مرتبت کو فرماتے سنا کہ خالد بن ولیدؓ متحدہ مسلم افواج کے سربراہ ہوں گے' علی مرتضیٰ ان کے مددگار ہوں گے اور اس معرکے میں سرکار ﷺ کے دائمی رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروق اعظمؓ آپ ﷺ کے مشیر ہوں گے۔ راوی کے بقول یہ بھی ارشاد کیا کہ مدینہ کی حدود حرم بیس میل ہیں اور اس میں کوئی مشرک داخل نہ ہو سکے گا۔

میں نے گمان کیا کہ یہ خواب چھاپ دینا چاہئے اور اہل علم سے تعبیر کی درخواست کرنی چاہئے جناب پروفیسر محمد رفیق اور حضرت صوفی عیش محمد صاحب نے خاموش رہنا پسند کیا لیکن الاخوان کے امیر اور سلسلہ اویسیہ کے شیخ مکرم ملک محمد اکرم اعوان نے توجہ عنایت کی۔ گرامی نامہ چند روز پہلے ملا تھا تاخیر سے اشاعت پر معذرت خواہ ہوں کہ دوسرے مباحث درپیش تھے (آپ نے لکھا) "اسلام علیکم ورحمتہ اللہ"۔

پتہ نہیں' آپ بڑے بڑے ناموں میں میرا حوالہ کیوں دیتے ہیں' جبکہ میں ایک عام آدمی ہوں اور بس' اب رہی بات خواب کی تو یہ درست ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ ﷺ کو ہی دیکھا۔ مولانا اشرف علی تھانوی یہ فرماتے تھے کہ جسے زیارت نصیب ہوئی' امید کی جا سکتی ہے کہ اس کی عاقبت بخیر ہو گی اور نجات نصیب ہو گی دوسری بات بہت واضح ہے کہ امریکہ پاکستان کی

ہارون الرشید

ایٹمی قوت کو ہر قیمت پر ختم کرنا چاہتا ہے اور ایک حد تک اس ادارے پر اس کے ایجنٹ قابض ہیں مگر ایک طاقت اس قوم میں ایسی بھی ہے کہ جو اس کی حفاظت کرے گی' انشاء اللہ اس کا کنٹرول سنبھالے گی اور امریکہ یا اس کے ایجنٹ انہیں روک نہ سکیں گے۔

تیسری بات اس حدیث پاک کی تائید ہے' جس میں آپ ﷺ نے غزوۃ الہند کی پیش گوئی کی' فرمایا وہ جماعت بغیر حساب جنت میں جائے گی جو غزوۃ الہند میں شریک ہو گی اور وہ جماعت بغیر حساب جنت میں جائے گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی او کما قال

یہاں سوال یہ ہے کہ غزوۃ ان جنگوں کو کہا گیا' جن میں حضور ﷺ خود شریک ہوئے' ورنہ عہد نبوی کی وہ جنگیں جن میں آپ ﷺ نے کسی کو امیر مقرر فرمایا سریہ (جمع سرایا) کہلاتی ہیں۔ تو غزوۃ الہند کو غزوۃ الہند کیوں کہا؟ یہ خواب اس کا جواب ہے کہ اب معرکے پر آپ ﷺ اسی طرح متوجہ رہیں گے جیسے اس میں شرکت فرما ہوں۔

اب اسی سے معرکے کی شدت اور وسعت کا اندازہ کر لیجئے۔ انشاء اللہ یہ معرکہ برپا ہو گا۔ پاکستان' کشمیر' ہندوستان' بنگال یہ سب الہند میں شامل ہیں۔ سب مسخر ہوں گے اسلامی ریاست بنے گی اور دنیا بھر میں احیائے اسلام کی بنیاد فراہم کرے گی انشاء اللہ العزیز۔

میں نے اپنے فہم کے مطابق تعبیر بیان کر دی حقیقت اللہ کریم کے علم میں ہے اور میں مغفرت کی آرزو کے ساتھ اس بات کا متمنی ہوں کہ اپنی راہ میں اس جہاد میں قبول فرما لے والسلام "امیر محمد اکرم اعوان"۔

جو ایمان رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قوموں کے مستقبل اور لائحہ عمل کا انحصار خوابوں پر نہیں' زندگی اور زمانے کے تلخ حقائق پر ہے لیکن وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ خوابوں کی تعبیر ایک بڑا علم ہے۔ قرآن عظیم الشان اس پر گواہ ہے۔ خود سرور کائنات مسجد نبوی میں خواب سنتے اور تعبیر فرماتے تھے اہل ایمان جانتے ہیں کہ جس نے سرکار کو خواب میں دیکھا اس نے انہی کو دیکھا۔ صدر جارج بش کے عہد میں پینٹاگان میں عالمی منصوبہ بندی کے ڈائریکٹر رابرٹ کرین نے اس حدیث مبارکہ پر تحقیق کی تو اسلام قبول کر لیا اور بالآخر خوشاب میں مولانا محمد اکرم کی مسجد میں دیکھے گئے۔ پھر امریکہ میں ان گنت پاکستانیوں نے اسے آنجناب کے قدموں میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔

جو ایمان رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ غزوۃ الہند برپا ہو کے رہے گا اور وہ اس میں شرکت کی آرزو رکھتے ہیں کہ خود سرکار ﷺ نے آرزو کی تھی۔

اور جو ایمان نہیں رکھتے؟ جن کے دل یقین سے خالی ہیں یا جن کی نگاہیں دانش فرنگ کے جلووں سے خیرہ ہو چکیں؟ وہ جو چاہیں کریں گے ان کے لئے ان کی راہ اور ہمارے لئے ہماری راہ لکم دینکم ولی دین

بشکریہ جنگ

اہل تصوف اور جہاد

زمان مہدی

دور حاضر میں بہت سی باتیں کسی علمی تنقید و تحقیق کے بغیر قبول کی جا چکیں ہیں اور ان کو ایسی شہرت حاصل ہوئی ہے کہ بغیر کسی علمی بنیاد کے کیا عوام اور کیا خواص' سب بے تکلف دھرا رہے ہیں۔

انہی مشہورات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ تصوف تعطل و بے عملی' حالات سے شکست خوردگی اور میدان جہاد سے فرار کا نام ہے۔ لیکن اگر تاریخ اسلام کا سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو ہمیں اس دعوے کے خلاف تسلسل سے شہادتیں ملتی ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' سیرت سید احمد شہید' میں لکھتے ہیں۔

"سرفروشی وجاں بازی' جہاد وقربانی اور تجدید وانقلاب کے لئے جس روحانی اور قلبی قوت' جس اخلاق وللہیت' جس جذب وکشش اور جس حوصلہ وہمت کی ضرورت ہے وہ بسا اوقات روحانی ترقی' صفائی باطن اور تہذیب نفس کے بغیر پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ جنہوں نے اسلام میں مجددانہ یا مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئے ان میں سے اکثر وبیشتر حضرات روحانی حیثیت سے بلند مقام رکھتے تھے"

تاریخ اسلام کا ورق' ورق سید صاحب کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے۔

تاتاریوں نے جب عالم اسلام کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ جلال الدین خوارزم شاہ کی اسلامی سلطنت اور عباسی خلافت کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔ عالم اسلام پر یاس و مردنی چھا گئی۔ تاتاریوں کی شکست ناممکنات میں سے سمجھی جانے لگی اور یہ جملہ زبان زدعام ہو گیا۔

اذقیل لک ان التتر انہزموا فلا تصدق

"اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ تاتاریوں نے شکست کھائی تو کبھی یقین نہ کرنا۔"

ان حالات میں یہ صاحب دل ہی تھے جنہیں اللہ نے تاتاریوں کے قلوب فتح کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے تاتاری سلاطین کو مسلمان کر کے صنم خانہ سے کعبہ کے لئے پاسبان مہیا کر دیئے۔ ان گمنام صوفی مجاہدوں کا آنے والی مسلمان نسلوں پر احسان کیا کبھی بھلایا جا سکے گا؟

ہندوستان میں جب اکبر کے دور میں ایک وسیع اور طاقتور سلطنت کے سارے وسائل اسلام کا امتیازی رنگ مٹانے پر صرف ہونے لگے اور اس دور کے لائق ترین افراد اس مقصد کی تکمیل کیلئے کوشاں تھے تو ایک نقشبندی صوفی بزرگ (جن کا نام حضرت مجدد الف ثانیؒ ہے) نے تن تنہا اس انقلاب کا بیڑہ اٹھایا اور اپنے یقین وایمان اور روحانیت وللہیت سے سلطنت کے اندر ایسا اندرونی انقلاب شروع کیا کہ مغلیہ خاندان کا ہر جانشین اپنے پیشرو سے بہتر ہونے لگا یہاں تک کہ اکبر جیسے ملحد بادشاہ کے تخت پر اورنگزیب جیسا متقی بادشاہ آبیٹھا۔ کیا اس انقلاب ہند کے بانی ایک امام الطریقت ہی نہ تھے؟

عالم اسلام پر ایک بڑا کڑا وقت انیسویں صدی عیسوی کا ہے یہ وہ دور تھا جب مشرق ومغرب کی اسلامی حکومتوں پر فرنگیوں کی تاجرانہ یلغار ہوئی۔ کبھی اپنے مکروفریب سے اور کبھی عسکریت کے زور پر ہندوستان' افریقہ اور قفقاز میں اسلامی حکومتوں کو ختم کیا جانے لگا۔ اسلامی معاشرے اور اقدار پر کاری ضرب لگی۔ مسلمانوں کی جان مال اور عزت سستے داموں بکنے لگی۔ اس ابتلا میں وہ ذمہ دار حضرات کون تھے جنہوں نے ان فرنگی تاتاریوں اور مجاہدین صلیب کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا؟ جن کی عمریں اسی جہاد کی نذر ہوئیں جو ملک بدر ہوئے۔ جن کے خاندان تہ تیغ کئے گئے۔ جن کی عمریں دشمن کی تنگ وتاریک جیلوں میں گزریں۔ اسلام کے یہ غیرت مند فرزند اکثر شیوخ طریقت اور اصحاب سلسلہ بزرگ تھے۔ جن کے تزکیہ نفس اور روحانی تربیت نے ان میں جہاد کا شوق اور شہادت کی اہمیت دوسروں سے زیادہ پیدا کر دی تھی۔

الجزائر میں امیر عبدالقادرؒ نے فرانسیسیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اپنی وفات 1883ء تک فرانسیسیوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ امیر عبدالقادرؒ ایک عالی دماغ بلند پایہ صوفی تھے۔ وہ صرف نظری طور پر نہیں بلکہ "عملاً" اور "ذوقاً" بھی صوفی تھے۔ تصوف پر ان کی کتاب "المواقف" آج بھی موجود ہے۔

1813ء میں جب داغستان پر روسیوں کا تسلط شروع ہوا تو ان کا مقابلہ کرنے والے حضرات سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اصحاب طریقت تھے۔ اس جہاد کے علمبردار غازی محمد تھے جنہیں روسی غازی ملا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جہاد کے ساتھ ساتھ عوام کی باطنی وظاہری اصلاح غازی محمد کے مشن کا حصہ تھی۔ ان کی کتاب (القامتہ البرھان علی استداد عرفاء طاغستان) اسی مقصد کی یاد دلاتی ہے۔ 1832ء میں غازی محمد شہید کئے گئے اور اس تحریک کی سربراہی حمزہ بے کے ہاتھوں میں آئی۔ اس کے بعد امام شامل سربراہ بنے۔ امام شامل سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ تھے۔ انہوں نے 25 برس روس کے خلاف جہاد کیا اور مختلف معرکوں میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ تین لاکھ روسی افواج ان کے مقابلے میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھی روسی اس مجاہد سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ چند مقامات کو چھوڑ کر تمام داغستان سے بے دخل ہو گئے۔ 1844ء میں امام شامل نے روسیوں کے تمام قلعے فتح کر لئے۔ امام

شامل 1859ء تک روسیوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

تصوف اور جہاد کی جامعیت کی ایک اور درخشندہ مثال سید احمد الشریف السنوسی کی ہے۔ اطالیوں نے طرابلس فتح کرنے کے لئے پندرہ دن کا اندازہ لگایا تھا۔ مگر یہ سلسلہ سنوسیہ کے درویشوں کا جہاد تھا کہ اطالیوں کے پندرہ دن مکمل ہونے میں تیرہ برس لگ گئے۔ مورخ امیر شکیب ارسلان لکھتا ہے کہ سلسلہ سنوسیہ معروف معنوں میں درویشوں کا سلسلہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک پوری شرعی حکومت تھی۔ بہت سی حکومتیں بھی ان جنگی وسائل کی مالک نہیں تھیں جو سنوسی رکھتے تھے۔ سید احمد الشریف السنوسی اگر اپنے زہدوتقویٰ سے زمانے کے ابدال شمار ہونے کے قابل ہیں تو دوسری طرف شجاعت کے لحاظ سے بھی دلیران زمانہ کے امام ہیں۔

سنوسیوں کی خانقاہ واحتہ الکفرۃ میں تھی۔ اس کا انتظام حضرت کے چچا شیخ سید المھدی کے پاس تھا۔ یہ خانقاہ افریقہ کا سب سے بڑا روحانی مرکز تھی۔ مگر خانقاہ میں ذکر ومراقبات کے ساتھ ساتھ شہسواری، نشانہ بازی، گھوڑ دوڑ اور سپہ گری کی روزانہ مشقیں ہوتیں تھیں۔ اس طرح سنوسی خانقاہ جہاد کا دارالتربیت بھی تھی۔ یہ ایسی ظاہری وباطنی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جنگ طرابلس میں اطالیوں کو منہ کی کھانا پڑی۔ سید السنوسی اپنی وفات 1332ء تک جہاد میں مصروف رہے۔ اسی طرح سید جمال الدین افغانی اور ان کے شاگرد رشید شیخ محمد عبدہ بھی تصوف آشنا اور اس کوچہ کے باسیوں میں سے تھے۔

تاریخ ہند پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو سید احمد شہیدؒ کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے سید صاحب اور ان کے رفقا کا جوش جہاد، دینی محبت اور سلوک کی راہ میں اصلاح وتربیت کے واقعات قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں مولانا ندوی تو اپنی کتاب "جب ایمان کی بہار آئی" میں یہاں تک لکھتے ہیں۔

"یہ قرن اول کا بچا ہوا ایک ایمانی جھونکا تھا جو تیرھویں صدی میں چلا تھا"

سید صاحب سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تربیت فرماتے رہے ورنہ یوں تو انہیں چاروں سلسلوں کی خلافت حاصل تھی۔ سکھوں کے خلاف آپ کے جہاد اور تاریخی جنگی معرکوں سے کون واقف نہیں اسی طرح آپ کے سلسلہ میں مولانا عبدالحئیؒ، مولانا یحییٰ اور مولانا احمد اللہ صادق پوری تصوف اور جہاد دونوں جہتوں سے جامع شخصیات تھیں۔ ان کے جہاد وابتلا کے واقعات حضرت احمد بن حنبلؒ کی یاد دلاتے ہیں۔ یہ حضرات کبھی گھوڑے کی پیٹھ پر، کبھی انبالے کے پھانسی گھر میں اور کبھی جزیرہ انڈمان میں محبوس نظر آتے ہیں۔ مگر ہر جگہ سلسلہ نقشبندیہ محمدیہ کے اذکارومشاغل بھی جاری نظر آتے ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی کتب "تصوف واحسان" میں لکھتے ہیں۔

"ہندوستان کی پوری" اسلامی تاریخ کی مجاہدانہ سرگرمیاں اگر ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور اہل صادق پور کی جدوجہد اور قربانیاں دوسرے پلڑے میں تو شاید یہی پلڑا بھاری رہے"

کہاں تک بیان کیا جائے۔ ان حضرات صوفیاء کے بعد بھی جہاد فی سبیل اللہ کا کام اسی مبارک جماعت میں چلتا نظر آتا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت حافظ ضامنؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا عبدالرشید گنگوہیؒ انگریزوں کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں۔ نتیجتاً حضرت حافظ ضامنؒ شہید ہوئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو ہجرت کرنا پڑی۔ مولانا قاسمؒ اور مولانا رشید گنگوہیؒ کو ایک عرصہ زیر زمین رہنا پڑا۔ یاد رہے یہ وہ حضرات عالی ہیں جن کو صرف ایک نہیں بلکہ چار چار سلاسل تصوف میں اجازت حاصل تھی۔ اگر ان حضرات کے شاگردان رشید کو بھی شامل کیا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ جب انگریز برطانوی راج کی بنیادیں مضبوط کررہے تھے تو صوفی گوشہ نشین رہے؟ کیا خلوتوں میں مراقبہ وذکر کرنے والے جہاد میں صف اول میں شامل نہ تھے؟

پھر انہی حضرات کے شاگرد مولانا محمود الحسن (شیخ الہند) انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف رہے۔ ان کا پلان تھا کہ ہندوستان، افغانستان اور ترکی کو ایک ہی سلسلہ جہاد میں منسلک کیا جائے۔ ریشمی خطوط اور مالٹا میں قید ان کی عالی ہمتی اور قوت عمل کا ثبوت ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ جس طرح تصوف کی برکات نہ ختم ہوئی ہیں اور نہ انشاء اللہ ختم ہوں گی۔ اسی طرح صوفیاء کا سلسلہ جہاد بھی جاری ہے اور رہے گا۔ دور حاضر کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

اس دور کی دینی تحریکوں میں اخوان المسلمین سب سے زیادہ طاقتور اور منظم تحریک ہے۔ عرب ممالک کی عوامی زندگی کو اس تحریک نے بہت متاثر کیا ہے بہت سے لوگوں کے لئے یہ امر حیرت کا باعث ہوگا کہ اس کے بانی شیخ حسین البناء مرحوم سلسلہ حصافیہ شاذلیہ میں بیعت تھے اور باقاعدہ اذکار واشغال کرتے تھے۔ ان کی کتاب مذاکرات الدعوۃ والداعیۃ، ان کے دینی جھکاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اخوان کی پانچویں موتمر 1357ء میں انہوں نے اخوان کی تحریک کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔

"ایک ایسی جماعت جس میں سلف کی دعوت، اہل السنت کا طریقہ، تصوف کی حقیقت، سیاست، اقتصادی تعاون اور اجتماعی فکر جمع ہیں"

آج پوری دنیا اور بالخصوص پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے احباب تصوف اور جہاد کی اسی جامعیت کی مثال اور اہل الطریقت کی انہی روحانی کیفیات ومجاہدانہ روایات کے امین ہیں۔ اس کے لئے ایک جانب تو ذکر اذکار کے معمولات ہیں اور دوسری جانب صقارہ نظام تعلیم، الفلاح فاؤنڈیشن اور تنظیم الاخوان کے پلیٹ فارم پر معاشرہ کی اصلاح کا کام بھی جاری ہے۔

ان مسلسل تاریخی شہادتوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہاں تک صحیح ہوگا کہ تعطل وبے عملی، حالات کا مقابلہ کرنے میں سپر اندازی اور پسپائی تصوف کے لوازم میں سے ہے۔ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا تصوف اسلام کے دور زوال کی پیداوار ہے یا اس دور میں اسلام کی واحد امید اور سہارا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ

باقی صفحہ 65 نمبر 29

مقتدر طبقہ ـ اسلام اور ہم

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ والذین یسعون فی ایتنا معجزین اولیک فی العذاب محضرون○ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عباده ویقدر له وما انفقتم من شئی فهو یخلفه وهو خیر الرزقین○ السبا 38 تا 39

بائیسویں پارے میں سورۃ السبا کی آیات مبارکہ ہیں ارشاد ہوتا ہے

ایسے لوگ جو ہمارے احکام میں یا ہماری آیات میں یسعون فی ایتنا معجزین جن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ احکام الٰہی کو ناکارہ کر دیا جائے ہرا دیا جائے اور ان کی جگہ اپنے یا کسی دوسرے انسان کے بنائے ہوئے نظام کو لایا جائے۔

اولیک فی العذاب محضرون ایسے لوگ اس حالت میں حاضر کئے جائیں گے کہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ دنیا چونکہ آخرت کا ظل اور سایہ ہے اس لئے جس بندے کی آخرت درست ہوتی ہے اس کے دنیوی امور بھی درست ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جس کے لئے آخرت میں عذاب ہوتا ہے اس کے لئے دنیوی بے چینیاں بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ فرمایا! جو لوگ ہماری آیات کی پرواہ نہیں کرتے یا ہمارے بنائے ہوئے نظام کے مقابلے میں کسی دوسرے نظام پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے اور ان سے کہہ دیجئے

ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عباده ویقدر له ان سے کہہ دیجئے کہ وہ میرا پروردگار ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

وما انفقتم من شئی فهو یخلفه اگر اس کی راہ میں کوئی خرچ کرو تو اس کی جگہ وہ اور عطا فرماتا ہے۔

وهو خیر الرزقین اور وہی سب سے اعلیٰ رزق دینے والا ہے۔

قرآن حکیم نے ایک اصول دیا اور یہ اصول ساری دنیا کے لئے ہے کہ جہاں جہاں احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہو گی وہ لوگ عذاب کے مستحق ہونگے اور جو آخرت میں عذاب کے مستحق ہونگے ان پر دنیا میں بھی تنگی آئے گی جتنی نعمتیں ہیں یہ ساری ہی اللہ کی طرف سے رزق ہیں صرف پیسہ یا صرف کھانا پینا صرف چیزیں ہی رزق نہیں ہیں بلکہ جتنی نعمتیں ہیں یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے تو فرمایا ان نعمتوں میں کمی ہو جائے گی' تنگی آجائے گی۔ ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم نے صرف روپے پیسے کو اہمیت دی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ دنیا جو اللہ کو نہیں مانتی وہ دنیا جو کفر میں مبتلا ہے ان کے پاس بڑا پیسہ ہے لیکن کیا انسانی ضرورت صرف پیسہ ہوتی ہے؟ جہاں جہاں اللہ کی نافرمانی ہے آپ دیکھ لیجئے بڑے بڑے عظیم ممالک ہیں بڑی بڑی عظیم قومیں ہیں لیکن کسی کے پاس آبرو نام کی کوئی شے نہیں ہے کسی کے پاس سکون نام کا کوئی لمحہ نہیں ہے اور کسی کے پاس امن نام کی کوئی چیز نہیں ہے پوری دنیا میں بڑی بڑی ریاستیں ہیں بڑی بڑی سلطنتیں ہیں برطانیہ بجائے خود ایک بہت عظیم حکومت ہے لیکن شام کے بعد شاید گلی میں نکلنا وہاں ممکن نہیں ہے' آسان نہیں ہے۔ امریکہ بہت بڑی طاقت ہے لیکن اس کے کسی شہر میں سے گزرنا بھی آسان نہیں ہے۔ اسی طرح کافر دنیا میں آپ کو ایسا معاشرہ ملے گا جو انسانی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے لئے آخرت میں عذاب یا سزا مقرر ہوتی ہے تو دنیا میں اس کا پرتو یا سایہ پڑتا رہتا ہے۔ اب مسلمانوں کو لے لیجئے سارا عالم اسلام پریشان حال ہے لیکن اس جرم میں والذین یسعون فی ایتنا معجزین۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری آیات میں ہمیں عاجز کر دیں اس جرم میں تو سارے مسلمان ممالک بھی شریک ہیں۔ احکام الٰہی کو چھوڑ کر آیات الٰہی کو چھوڑ کر نظام باری تعالیٰ کو چھوڑ کر مسلمان ممالک بھی وہی کافرانہ نظام اپنائے ہوئے ہیں۔ جس کا نتیجہ سارے مسلمان ممالک بھگت رہے ہیں۔

اب اس کے مختلف حل ہم تجویز کرتے رہتے ہیں مختلف کوششیں ہوتی رہیں وطن عزیز میں بھی پچاس سال تو اصلاح احوال کے لئے گزر گئے عجیب بات یہ ہے کہ عبادات میں کمی نہیں ہے بہت لوگ عبادت کرتے ہیں وعظ نصیحت یا تبلیغ میں تیزی آئی۔ پہلے کی نسبت بے شمار زیادہ تبلیغ ہوتی ہے بے شمار کتابیں رسالے میگزین دینی تبلیغ کے لئے ہیں ریڈیو پر ٹیلی ویژن پر دینی پروگرام آتے ہیں لیکن ہر دن پہلے والے دن سے بدتر ہوتا ہے۔ حکومتیں تبدیل ہوئیں انقلاب آئے فوجیں آئیں سول حکومتیں آئیں' انتخاب ہوئے الیکشن ہوئے' سلیکشن ہوئی' سارے حیلے ہم نے آزما لئے۔ ہماری گزشتہ نصف صدی میں کوئی ایک دن ایسا نہیں ملتا کہ ہم کہیں کہ جو کل تھا وہ آج بھی ہے بلکہ ہر دن پہلے سے بدتر ہے۔ اور بڑی عجیب بات ہے کہ اس ساری صورت حال پہ سارا ملک مطمئن ہے اسے بدلنے کے لئے تیار نہیں۔ حکومت بھی' اپوزیشن بھی' سارے اس نظام پہ' اس سسٹم پہ متفق و متحد ہیں۔ لڑتے بھڑتے رہتے ہیں اقتدار کے لئے' حکمرانوں کے لئے اختیارات کے لئے

لیکن یہ جو کافرانہ نظام ہے اس کی بقا کے لئے سارے متحد ہیں۔

اور یہ یاد رکھ لیجئے کہ جب تک یہ کافرانہ نظام تبدیل نہیں ہو گا اللہ کی آیات اور اللہ کے احکام نافذ نہیں ہوں گے کوئی صورت بہتری کی پیدا نہیں ہو گی عام آدمی سمجھتا ہے کہ جی میرا کیا قصور ہے وہ تو حکمران اس طرح کرتے ہیں۔ حکمران نہیں کرتے، ہم لوگ کرتے ہیں۔ حکمرانوں کے حکمران بننے کا سبب ہم لوگ ہی ہیں عام آدمی حکمران کو ایوان سلطنت تک پہنچاتا ہے اور عام آدمی اپنی توقعات ان سے وابستہ کر لیتا ہے۔ اور بے چارا دھوکے میں مارا جاتا ہے اس لئے کہ یہ انہیں اس لئے ووٹ دیتا ہے کہ یہ میری مدد کریں گے اور وہ اسے استعمال کر کے زینے کے طور پر آگے چلے جاتے ہیں۔ تو یہ کوئی محض شوق یا کوئی ایک محض تماشہ نہیں ہے بلکہ دنیا ہماری آخرت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ کا نظام اپنائیں جو اللہ کا نظام نہیں اپنائیں گے فرمایا! **فی العذاب محضرون**۔ انہیں عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اللہ کے عذاب سے اللہ ہی کی پناہ مانگنی چاہئے۔

حکمران کیوں اس طرف نہیں آتے حالانکہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں حج کرنے کے لئے جاتے ہیں عمرے کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں آتے کہ نماز پڑھنا حج کرنا عمرہ کرنا عبادت کرنا ایک آسان کام ہے لیکن حقوق و فرائض میں تمیز کرنا اور اپنے کو انسان ہی سمجھنا اور عام آدمیوں میں رہنا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے جب اختیارات ملتے ہیں تو ان کے ساتھ فرعونیت بھی آجاتی ہے اور اپنی اس فرعونیت کو قائم رکھنے کے لئے اس باطل نظام سے چمٹے ہوئے ہیں۔

وطن عزیز کا حال یہ ہے کہ چودہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہے اور اس کی قسمت کے فیصلے یہودی کرتے ہیں۔ اب پھر انہوں نے بے نظیر اور نواز شریف کے درمیان سمجھوتہ کرا دیا ہے اس لئے کہ وہ چاہتے ہیں کہ جب تک C.T.B.T پر دستخط نہیں ہوتے نواز شریف کو رہنا چاہئے۔ آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ وہی احتساب بنچ جو بڑے لمبے دعوے کرتا تھا آج تین چار دنوں سے کہہ رہا ہے کہ جی زرداری کے خلاف کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا۔ یعنی آج تک تو فائلیں اور پلندرے اٹھائے پھرتے تھے کہ یہ بھی ثبوت ہے یہ بھی ثبوت ہے یہ بھی ثبوت ہے آج تین چار دنوں سے کہہ رہے ہیں جی کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا اب ایک ایک کیس میں اس کی ضمانتیں لینا شروع کر دیا ہے۔ ایک ایک کیس میں بری کرنا شروع کر دیا۔ اس لئے کہ اوپر والوں نے یہی کہا ہے۔ عمرہ کرنے تو بیشک حجاز مقدس جاتے ہیں لیکن اطاعت جو ہے اللہ کے مقابلے میں یہودی کی کرتے ہیں۔ اور چودہ کروڑ مسلمانوں کی قسمت یہودیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ جو معاہدہ ان پانچ ارب ڈالروں کے پیچھے ہے جو انہوں نے اب لئے ہیں 32 ارب ڈالر کا مقروض تھا ملک۔ پھر انہوں نے 35 کا کیا۔ اب پانچ ارب ڈالر اور لئے ہیں، چالیس ارب ڈالر کا قرضہ ہو گیا۔ پھر پانچ ارب ڈالر اور لیں گے تو 45 ارب ڈالر قرضہ ہو جائے گا۔ یہ پانچ ارب ڈالر جس معاہدے میں ریلیز کئے جا رہے ہیں وہ معاہدہ جو ہے وہ چار شقوں پر مشتمل ہے اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ یہ C.T.B.T سائن کریں گے اور C.T.B.T سے مراد یہ ہے کہ یہ نہ صرف ایٹمی تحقیقات بند کریں گے بلکہ جو کچھ بنایا جا چکا ہے وہ بھی تلف کیا جائے گا۔ ڈاکٹر قدیر اور ڈاکٹر مبارک بیان دیتے رہیں ڈاکٹر قدیر قومی ہیرو ہیں اور ڈاکٹر مبارک اس سے بھی زیادہ قابل احترام ہیں لیکن وہ ریسرچ سکالر ہیں وہ سائنٹیسٹ ہیں ان کا کام سائنسی تحقیقات سے ہے ملکی سیاسیات سے نہیں۔ جس طرح کوئی سیاست دان اٹامک ریسرچ میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا اسی طرح سیاسی بیان دے کر وہ کوئی سیاست دانوں کی مدد نہیں کر رہے اور نہ ان کا شعبہ ہے اور نہ انہیں دینے چاہئیں کہ ان کے بیانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے C.T.B.T پر دستخط جو ہیں وہ نہ صرف ایٹمی دھماکوں پر پابندی ہے بلکہ جو کچھ کر چکے ہیں یہ بھی تباہ کرنا پڑے گا اور اس میں پابندی یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز جس سے آگے ایٹم بننے کا اندیشہ ہو وہ بھی نہ بنائی جائے۔

دوسری شرط ہے اس معاہدے کی کہ کشمیر میں وہ فیصلہ قبول کیا جائے جو امریکہ کرے وہ بھی مشاہد حسین کا اگلے دن بیان آگیا کہ بل کلنٹن کو کشمیر پر ثالثی کے لئے کہا جائے گا جب ثالث ہی وہ ہوں گے تو فیصلہ تو انہی کا ہو گا تیسری شرط ان پانچ ارب ڈالروں کے پیچھے یہ ہے کہ افغانستان کی اسلامی حکومت جو ہے اسے کمزور کرنے کے لئے حکومت پاکستان امریکہ کے کام آئے گی تاکہ وہاں اسلامی حکومت نہ بنے بلکہ ملی جلی ایک جمہوری اور ایک لبرل حکومت بنے۔

اور چوتھی شرط اس میں یہ ہے کہ پاکستان میں جو دینی مدارس ہیں ان پر اس قسم کی پابندیاں لگائی جائیں کہ ان کا دائرہ کار کسی طرح حکومت کے کنٹرول میں آجائے کیونکہ امریکہ کے خیال کے مطابق انہیں آج تک کسی نے پوچھا نہیں اور انہوں نے ایسے طالب علم اور ایسے سٹوڈنٹ بھیجے جنہوں نے پورے افغانستان کو تہہ و بالا کر دیا۔

تو یہ چار شرائط ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شرط ایسی ہے جو انتہائی ظالمانہ اور ملک کے ساتھ غداری کے مترادف ہے پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اتنی ظالمانہ شرائط ماننے کے بعد جو پیسے مل رہے ہیں وہ کیا مفت ہیں وہ پھر سود سمیت واپس ہوں گے جب انہوں نے حکومت توڑی تھی تو انہوں نے الزام لگائے تھے بے نظیر پر زرداری پر ان کے وزراء پر، عارف نکئی پر، وزیر اعلیٰ پنجاب پر، فلانے پر فلانے پر۔ پھر وہ لوگ سپریم کورٹ میں گئے سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ تم نے ملک لوٹا ہے۔ وہ لوٹ کہاں گئی؟ اس کا کوئی ایک پیسہ برآمد تو نہیں ہوا بلکہ اب وہ مزید جو کروڑوں روپے ان مقدمات پر خرچ ہوئے تھے وہ بھی ضائع ہو رہے ہیں اور انہیں بری کرنا شروع کر دیا ہے۔ تو یہ چوروں کے گروہ ہیں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں علی بابا ہے امریکہ اور یہ چھوٹے چھوٹے اس کے چور ہیں۔ یہ اس کے کہنے، اس کے سمجھانے اور اس کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔

لیکن کیا پاکستانی مسلمان خود الگ تھلگ رہ کر تماشا دیکھتے رہیں گے اور یہ سب کچھ ہوتا رہے گا۔

میرے خیال میں بہت ہی بڑی زیادتی ہے اور ہمیں اس کا کوئی نوٹس لینا چاہئے اور حکمرانوں سے کہنا چاہئے کہ بہت ہو چکا اب بس کیجئے۔ بہت سے طریقے ہیں تبدیلیوں کے لیکن یہ معاہدے کرنے کے بعد اس حکومت نے سوائے جہاد کے کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔ اگلے دنوں میں پڑھ رہا تھا ہمارے کوئی مولانا صاحب فرما رہے تھے کہ یہ تو مسلمان ہیں اب مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیسا ہے۔ نبی علیہ الصلواۃ کے وصال مبارک کے بعد جو اجماع ہوا امت کا وہ خلافت ابوبکر صدیقؓ پر تھا۔ سب نے متحد ہو کر آپؓ کو خلیفہ مانا۔ مسلیمہ کذاب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے کھڑا ہو گیا اور بہت بڑا اس کے ساتھ لشکر بھی تھا اس بات پر بھی اجماع ہوا کہ اس کے خلاف لشکر کشی کی جائے اس کے خلاف جہاد کیا جائے۔ دوسرا اجماع اس بات پہ منعقد ہو گیا کہ کچھ قبائل نے مرکز کو زکواۃ بھیجنے سے انکار کر دیا نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے اسلام کا انکار انہوں نے نہیں کیا زکواۃ سے انکار کر دیا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات میں ہم بھیجتے تھے اب نہیں بھیجیں گے اگر دیں گے بھی تو اپنے طور پر دیں گے' وہ نہ صرف مسلمان تھے عہد نبوی ﷺ کے مسلمان تھے اس دور کے لوگ تھے' اتنے سے انکار پر اس بات پر اجماع ہوا کہ ان پر لشکر کشی کی جائے گی اور ان کی سرکوبی تلوار سے کی جائے گی اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ جہاں سے کوئی اونٹ کی رسی دیتا تھا جب تک وہ رسی بھی نہیں دے گا نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تمام احکام شریعت ماننے کے باوجود کسی ایک حکم کا انکار کر دیں تو ان پر لشکر کشی اور ان کے خلاف جہاد ہو سکتا ہے تو جو ساری شریعت نہ صرف پامال کر دیں بلکہ شریعت کے مخالف ڈٹ کر کھڑے ہوں کیا ان سے جہاد کے لئے مزید کسی جواز کی ضرورت ہے؟ لیکن ہماری مصیبت یہ ہے کہ بے شمار لوگوں نے قیادت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے داڑھیاں بڑھا رکھی ہیں اور وہ تھوڑی تھوڑی قیمت پہ بک جاتے ہیں اور حکمرانوں کے حق میں فتوے صادر فرماتے رہتے ہیں لیکن کب تک؟ اب وقت قریب ہے انشاء اللہ العزیز جھوٹ کا یہ کھیل ختم ہو گا۔ لیکن باطل کو بھگانے کے لئے حق کی ضرورت ہوتی ہے۔ رات کو صبح میں تبدیل کرنے کے لئے سورج طلوع ہوتا ہے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔

جاء الحق وزھق الباطل۔ حق جب آتا ہے تو باطل کو بھاگے بنا کوئی چارہ نہیں ہوتا تو اللہ اہل حق کو توفیق دے گا کوئی اہل حق میدان میں اتریں گے تو باطل بھاگے گا۔ خود تو نہیں بھاگے گا اگر ہم اس انتظار میں ویسے ہی بیٹھے رہیں کہ خود بخود سب ٹھیک ہو جائے گا تو خود بخود نہیں ہو گا یہ ٹھیک کرنا پڑے گا اللہ توفیق دے کہ حق کے ساتھ جئیں حق کے لئے مریں اور دعا کریں کہ اللہ ہمیں بھی ان اہل حق میں شامل رکھیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ وطن بھی رہے گا اور اس پر اسلام بھی نافذ ہو گا یہ لوگ جو باطل کے غلام بنے ہوئے ہیں یہ نہیں رہیں گے یہ نقصان میں جائیں گے اللہ ہمیں اہل حق کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین

بقیہ 30

اوراق جھانک کر دیکھو' ان لوگوں کی زندگی کا ایک پہلو' دعوت و تبلیغ ہی دیکھو اور یہ پہلو انسانیت کی اصل خیر خواہی اور حقیقی خدمت ہے۔ اپنے ملک کے حالات پڑھئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

1- شیخ اسماعیل لاہوریؒ 1005ھ میں لاہور میں آئے۔ ان کی دعوت سے ہر روز سینکڑوں آدمی اسلام قبول کرتے تھے۔

2- سید علی ہجویریؒ- 1072ء غزنوی دور میں دعوت تبلیغ کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر آئے۔ اور لاہور میں دین حق پھیلایا۔

3- خواجہ معین الدین چشتیؒ- 1237ء کے حالات دیکھئے صرف ایک سفر میں دہلی سے اجمیر جاتے ہوئے 700 ہندو ان کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

4- بو علی قلندرؒ- 1324ء پانی پت کے راجپوتوں کو مسلمان کیا۔

5- بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ 1185ء ملتان کے مضافات کو نور اسلام سے منور کیا۔

6- سید جلال بخاریؒ 642ھ اوچ میں آئے جھنگ شہر آباد کیا۔ راجپوتوں کے کئی قبیلوں کو مسلمان کیا۔

7- سید جمال الدینؒ بخارا کے تھے کاشغر کا بادشاہ تیمور خاندان ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

8- سید جلال الدین تبریزیؒ 1244ء بنگال میں اسلام پھیلایا۔

پندرھویں صدی میں سوڈان میں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے اسلام پھیلایا۔

سندھ میں سید یوسف الدین نے دس برس میں 700 خاندان مسلمان کئے۔

یہ فہرست بڑی طویل ہے۔ شوق ہو تو آرنلڈ کی "پریچنگ آف اسلام" کا مطالعہ کیجئے۔

اپنے ملک میں ولیؒ اللہ کی خدمات کا جائزہ لیجئے۔ علمی خدمات کے علاوہ ارباب اقتدار کے ہاتھوں جو مصائب دیکھے ان کا انکار کوئی کیسے کر سکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے حالات پڑھیئے کسی راہب یا تارک دنیا کو کوئی حکمران بھلا قید و بند کا تحفہ دیتا ہے۔ مغل شہنشاہ جہانگیر کو آخر ایک "راہب" کے آگے جھک جانے کی کیا مجبوری تھی۔ کوئی کہاں تک شمار کرے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اصل اور نقل میں تمیز کرنے کا سلیقہ سیکھئے اور نقل سے دھوکا کھا کر اصل کا انکار کر دینے کی جرات نہ کیجئے۔

حقیقی تصوف و سلوک کا خاصہ ہے کہ انسان کو صحیح معنوں میں عملی انسان بنا دیتا ہے۔ وہ اللہ کا بندہ اور مخلوق کا خادم بن کر اللہ کی زمین پر زندگی کے دن گزارتا ہے۔

سعادت روح کی کس بات میں ہے آپ کیا جانیں کہ کالج میں کوئی اس علم کا ماہر نہیں ہوتا

بقیہ- حکایات رومی

مارے غصے کے دیوانہ ہو گیا۔ چاہا کہ اس کو پکڑ کر غلاموں سے درے لگوائے کہ صوفی چلایا۔

"ہائیں ہائیں! یہ کیا غضب کرتے ہو۔ اجی حضرت' آپ کا حکم تو عین انصاف ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کہاں گنجائش۔ جو بات آپ اپنے لئے پسند نہیں فرماتے' وہی بات میرے حق میں کیسے پسند فرما رہے تھے؟"

اقوال زریں

سید اعزاز علی

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جلد باز نقصان نہ اٹھائے اور ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے کامیاب نہ ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ چیز جس پر ساری نیکیوں اور برائیوں کا دارومدار ہے وہ زبان ہے اس پر قابو رکھو"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "جس شخص کو مصائب وابتلا کے موقع پر صبر کی توفیق دی جائے سمجھ لو کہ اس سے بہتر اور عمدہ نعمت اور کسی کو نہیں ملی"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "موقعہ کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ ان کو اتنا برباد نہیں کرتے جتنا مال اور اقتدار کی حرص انسان کے دین وایمان کو برباد کردیتی ہے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "وہ علم بہت بے قدر وقیمت ہے جو زبان تک رہ جائے اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاء وجوارح سے نمودار ہو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "جو شخص عیب دار چیز گاہک کو بتلائے بغیر فروخت کردے گا وہ خدا کی ناراضگی میں ہمیشہ رہے گا یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "جو حق سے منہ موڑتا ہے تباہ ہو جاتا ہے جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "حرص وطمع سے بچو کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! "جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے آپ تک پہنچنے سے پہلے نہ بھگادو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "لوگوں کو قدرت الہٰی کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئیں ان میں سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "روزانہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں ایک یہ دعا دیتا ہے اے اللہ تو سخی اور خرچ کرنے والے کے مال میں زیادتی اور برکت دے دوسرا کہتا ہے نہ دینے والے بخیل اور کنجوس کے مال میں کمی کردے اور اس کو برباد کردے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں جب ایسا ہو تو ان کیلئے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "مزدور کو اس کی مزدوری کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "دوزخ میں پہنچانے والا کام جھوٹ بولنا ہے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "ہمیشہ سچی اور حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہی ہو۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "برے افعال والے لوگوں کی صحبت سے بچو کیونکہ آدمی اپنے ساتھیوں سے پہچانا جاتا ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "گود سے گور (قبر تک) علم حاصل کرو۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "بہترین کمال ادب اور افضل ترین عبادت خیرات ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب قبر اس کے لئے پھیلایا جارہا ہے اتنے میں اس کی نماز آتی ہے اور اسے عذاب سے چھڑا کرلے جاتی ہے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو لطف وکرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "بیوہ عورت اور مسکین کی خبرگیری کرنے والا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے والا اس شخص کی مانند ہے جو راہ خدا میں مصروف جہاد ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! دیانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! "دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ چیز جس پر ساری نیکیوں اور برائیوں کا دارومدار ہے وہ زبان ہے اس پر قابو رکھو۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ خداتعالیٰ قیامت کی تکلیف سے اس کو نجات دے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "سب سے اچھا وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "مصیبت میں گھبرانا سب سے بڑی مصیبت ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "بہترین مال ادب اور افضل ترین عبادت خیرات ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "جس نے خاموشی اختیار کی وہ کامیاب ہوگیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! "جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اس پر قابو رہے گا۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "تین عمل ایسے

باقی صفحہ 59 نمبر 28

نصرت الٰہی

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ انا لننصر رسلنا والذین امنوافی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد○ یوم لاینفع الظلمین معذرتھم ولھم اللعنتہ ولھم سوءالدار○ المومن 51 تا 52

حضرات گرامی چوبیسواں پارہ ہے سورۃ المومن ہے اس کے گیارہویں رکوع کی پہلی آیت ہے اس میں پہلے تذکرہ ہو رہا ہے کفار کا' ان کی آخرت کا عاقبت کا اخروی عذابوں کا' جہنم میں ان کی چیخ وپکار کا اور اس بات کا کہ وہاں وہ دردمندی سے دعا کریں گے تو ارشاد ہو گا کہ جو چاہو کرو مانگو دعا مگر وما دعوا الکفرین الا فی ضلل کافروں کی دعا کی کوئی شنوائی نہیں ہوگی محض ضائع جائے گی رد کر دی جائے گی اس سے آگے قانون ارشاد ہو رہا ہے اللہ رب العزت جب وہ سارا تذکرہ بیان فرما رہے ہیں کہ کافروں کو اس طرح کے عذاب ہوں گے پھر وہ معذرت چاہیں گے پھر وہ اس بات پر بھی آجائیں گے۔ یخفف عنا یوما من العذاب○ یا اللہ یہ جو دائمی عذاب ہے جہنم کا اس میں ہمیں ایک چھٹی دے دو ساری عمر میں ایک دن کا عذاب کم کر دیا جائے ہمیں ایک چھٹی مل جائے فرمایا ان کی یہ دعا یہ بات بھی نہیں مانی جائے گی تو صدیوں' صدہا صدیوں جہاں رہنا ہے' نہ ختم ہونے والا عرصہ جہاں رہنا ہے جس عذاب میں وہ جل رہے ہیں اس میں ایک دن کی کر دی جائے فرمایا نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سننے والا بھی انسان ہے قرآن حکیم کی اس بات کو سن کر وہ پھر سوچنے لگے گا کہ آخر اللہ اتنی بھی ان سے رعایت کیوں نہیں فرماتا یہ بھی اللہ کے بندے ہیں گنہگار سہی کافر سہی تو فرمایا یہ سوچنے سے پہلے سمجھ لو کہ میں نے قانون اور ضابطے بنائے' کتابیں نازل کیں' انبیاء ورسل علیہم السلام بھیجے' لوگوں کو عقل وشعور دیا' دولت دی' فرصت دی' ان تک پیغام پہنچایا' انہوں نے سنا' سمجھا' اپنی مرضی سے رد کر دیا' کسی کافر نے یہ رعایت نہیں کی کہ ساٹھ برس کی عمر میں ایک دن تو نبی کے حکم کے مطابق گزار دے یعنی پہلے اللہ نے انہیں مہلت دی انہوں نے یہ رویہ اپنایا کہ اپنی ساری زندگی کے معمولات میں ایک دن بھی نبی کے حکم کے مطابق نہ گزارا۔ ساٹھ ستر برس' سو برس زندہ رہے سو برس میں ایک دن تو جس طرح اللہ کا نبی کہتا ہے اس طرح گزار لوں' انہوں نے تعلیمات نبوی کو رد کر دیا اب یہ کہتے ہیں کہ ہم پر ایک دن کی چھٹی کر دو یہ یہاں نہیں ہوگی۔ انہیں کا فیصلہ ان پر لاگو ہو رہا ہے میں نے تو اصول اور ضابطے بنا دیئے جو انہوں نے کہا وہی فیصلہ ان پر نافذ ہو رہا ہے یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے انہوں نے اس میں کوئی گنجائش نہیں رکھی پھر ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے یہ بتا دیا تھا نبی اور رسول بھیج کر۔

انا لننصر رسلنا اللہ کی مدد ہمیشہ اپنے رسولوں کے ساتھ رہے گی جو اللہ سے مدد چاہتا ہے جو اللہ سے کرم چاہتا ہے جو اللہ سے رحمت کا طلبگار ہے وہ اللہ کے رسول کی اطاعت کرے فرمایا میں نے طے کر دیا کہ اپنے نبیوں کے خلاف یا ان کی اطاعت سے باہر میں کسی کی مدد نہیں کروں گا۔ بات ختم ہو گئی' طے ہو گئی' یہ ایک اصول بن گیا۔ انا لننصر رسلنا۔ ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھادۃ اور جو میرے رسولوں کی بات مانتے ہیں ان کی مدد کرتا ہوں میں دنیا میں بھی اور اس دن بھی کروں گا جب ہر ذرہ سوائے اللہ کی مدد کے کسی شے کا طالب نہیں ہوگا۔ ہر چھوٹا بڑا' ہر شاہ وگدا' ہر سلطان ومیر' صرف اللہ کی مدد کا طلبگار ہوگا۔ بڑے بڑے کافر بھی اپنا کفر بھول کر اس سے پناہ چاہ رہے ہوں گے اس لمحے بھی ان لوگوں کی مدد کروں گا والذین امنوا جنہوں نے ایمان لا کر میرے رسولوں کا ساتھ دیا۔

اس عہد کے مسلمانوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ رحمت الٰہی اخروی نجات ہے جنت ہے جنت کے انعامات ہیں اور وہ آخرت میں ہی جا کر ملیں گے یہ غلط فہمی ہو گئی ہے۔ رحمت الٰہی جنت ہے۔ عذاب سے بچ جانا کامیابی ہے۔ جنت کی نعمتیں اللہ کا انعام ہیں لیکن ملیں گی انہی کو جن کی دنیا میں بھی مدد کرتا ہے بڑی صاف بات ہے۔ انا لننصر رسلنا ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی والذین امنوا ان لوگوں کی جو ہمارے نبیوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں فی الحیوۃ الدنیا۔ دنیوی زندگی میں پتہ چلتا ہے کہ ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ وہ جو دنیا میں رحمت الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں وہی میدان حشر میں سرخرو ہو کر کھڑے ہوں گے یوم یقوم الاشھادہ جو لوگ دنیا میں کفر کے ساتھ سمجھوتے کر کے جیتے ہیں وہ آخرت کی امید بالکل نہ رکھیں۔ اگر دنیوی زندگی میں گناہ کے ساتھ سمجھوتہ ہے برائی کے ساتھ سمجھوتہ ہے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی اطاعت سے دوری ہے' دین سے بیزاری ہے اور دنیا میں نہ وہ اللہ کی مدد کا طالب ہے نہ اسے اللہ کی مدد مل رہی ہے اپنے حالات پہ قناعت کئے ہوئے بیٹھا ہے تو پھر اس امید پہ نہ بیٹھا رہے کہ آخرت کی سرخروئی اس کے حصے میں آئے گی آخرت کی سرخروئی وہی جیتے گا جسے دنیا میں مدد الٰہی' نصرت الٰہی کا احساس ہوگا۔ جسے دنیا میں یقین نصیب ہوگا کہ یہی سچ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہی درست ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا اور اس کے خلاف جو ہے وہ یقیناً" غلط ہے۔

ہمارے مغرب کے دانشور جو ہیں یہودی اور

عیسائی انہوں نے ایک جملہ تراشا ہے مسلمانوں پر اور اسلام پر چوٹ کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں۔

The Muslims Say That Islam Has The Monoply Of The Truth

یہ بظاہر ایک بے ضرر سا جملہ ہے کہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ سچائی پر اسلام کی اجارہ داری ہے لفظ "اجارہ داری" کوئی اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا اجارہ داری کہلاتا ہے۔ جیسا ہم کہتے ہیں فلاں ٹرانسپورٹ نے اس روٹ پہ اجارہ داری بنالی یہ روٹ تو عام ہے ہر ملک کے ہر شہری کا حق ہے لیکن وہ ڈنڈے سوٹے سے دوسرے کو اس روٹ پر گاڑیاں نہیں چلانے دیتے یا فلاں کی تجارت پہ اجارہ داری ہے جب چاہتا ہے مارکیٹ ڈاؤن کردیتا ہے یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسلام کی "سچائی" پہ اجارہ داری ہے' آخر اسلام بھی ایک مذہب ہے دوسرے بھی مذاہب ہیں ہو سکتا ہے اسلام میں زیادہ سچ ہو' کچھ سچ تو دوسروں کے پاس بھی ہونا چاہئے سب کو بالکل جھوٹا کیوں کہتے ہیں اور یہی وہ دھوکا ہے جس میں وہ مسلمانوں کو گرفتار کرتے ہیں۔

دوسروں کے پاس اتنا ہی سچ ہے جتنا قرآن نے تصدیق کی ہے دوسروں کے پاس بھی سچ اتنا ہی ہے جس کی تصدیق محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اور حق یہ ہے کہ ہر وہ بات جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے باہر ہے وہ غلط ہے اور جو حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ صحیح ہے۔ اسلام کی سچائی پہ اجارہ داری نہیں ہے بات یہ ہے کہ آپ سو بات کریں ان میں سچی ایک بات ہو گی آپ ایک لاکھ بات کریں سچائی ایک جملے میں ہو گی باقی جملوں میں ملاوٹ ہو گی۔ دو جملے بیک وقت سچے نہیں ہو سکتے جو ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں' متضاد ہوں۔ اسی طرح لاکھوں ادیان دنیا میں موجود ہوں بے شک رہیں سچائی اسلام میں ہی ہے اور اسلام سے باہر سچائی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اسلام کی "سچائی" پر مناپلی نہیں ہے بلکہ مناپلی تو تب ہو جب دوسرں کے پاس بھی سچائی ہو مگر اسلام مانتا نہ ہو۔ ایسی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ اسلام کے باہر سچائی کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔

ہماری صورت حال یہ ہے

شب بھر پی اور صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

جو قانون ہماری عدالتوں میں رائج ہے وہ ظالمانہ اور نامنصفانہ ہے۔ یہ قوانین بذات خود ظلم ہیں۔ اب اس ظلم میں سے انصاف کہاں سے آئے

ہمارا وطیرہ یہ ہے کہ ہماری عملی زندگی خلاف اسلام سمجھوتوں پہ گزر رہی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ دنیا کے بدترین' بدکردار لوگوں کو ہم اقتدار میں لاتے ہیں۔ پورے ملک کے مانے ہوئے عیاش اور شرابی لوگوں کو ہم قیادت دیتے ہیں۔ دنیا کا بدترین نظام ہم نے اپنے گلے ڈالا ہوا ہے جو محض غلاموں کو مزید غلام رکھنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہم جس نظام کو کہتے ہیں نا ہمارے پاس انگریز کا دیا ہوا نظام ہے یہ وہ نظام ہے جو انگریز کے اپنے ملک میں نہیں چلتا اور نہ چل سکتا ہے یہ صرف ان ممالک کے لئے بنا تھا جن پر انگریز قابض تھا اور انہیں اپنی غلامی میں رکھنا چاہتا تھا غلاموں کو غلام رکھنے کے لئے۔ یہاں آواز لگائی جاتی ہے انصاف دروازے کی دہلیز تک پہنچے گا۔ آپ انصاف کس کو کہتے ہیں؟ انصاف تو وہ ہے جو اللہ نے مقرر کیا ہے' جو اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کی کتاب نے ہم تک پہنچایا ہے' وہ انصاف ہے۔ اس کے خلاف جو فیصلہ آپ کرتے ہیں وہ تو ظلم ہے۔ اب آپ کہیں کہ ظلم میں رواداری ہو' ظلم میں انصاف ہو۔ ظلم میں انصاف کا تصور کیسے ہو؟ آپ کہتے ہیں تاریکی میں روشنی ہو اور ظلمت میں نور ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ جو قانون ہماری عدالتوں میں رائج ہے وہ ظالمانہ اور نامنصفانہ ہے۔ یہ قوانین بذات خود ظلم ہیں۔ اب اس ظلم میں سے انصاف کہاں سے آئے۔ آپ کہتے ہیں جی رشوت پر بک گئی عدالت۔ سفارش ہے ہی ظلم۔ اب وہ ظلم رشوت لیکر کوئی کردے یا کوئی سفارش پر کردے جب انصاف ہے ہی نہیں تو ملے گا کیسے۔ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ﷺ

کہ ایک شخص بیت اللہ میں حاضر ہو گا اس کے بدن پر خاک جمی ہو گی' بال پریشان ہوں گے' کپڑے پھٹ چکے ہوں گے' گرد سے اٹے ہوئے ہوں گے' سفر کی **مصیبتیں** جھیل کر پیدل مارو مار کرتا **تکلیفیں** اٹھاتا بیت اللہ حاضر ہو گا اور پکار رہا ہو گا یارب یارب مگر اللہ اس کی پکار قبول نہیں فرمائے گا نہ اس کی پکار کا جواب دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وجہ یہ ہو گی کہ اس کا کھانا حرام کا ہو گا۔ جس کے بارے حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کا کھانا سود ہو گا فرمایا اس کا کھانا حرام کا ہو گا حرام تو آدمی غلطی سے بھی کھا جاتا ہے حرام تو آدمی شبہ میں بھی کھا جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ حلال ہے اور ہوتا حرام ہے لیکن جو ہم کھا رہے ہیں یہ تو خالص سود ہے یہودیوں کا بنایا ہوا سودی نظام ہے جس میں ہم زندہ ہیں اور پھر ہمیں یہ امید بھی ہوتی ہے کہ بڑی دعائیں کی میں نے' تہجد کو اٹھ کر دعا کرتا ہوں' سحری کو دعا کرتا ہوں رات کو کرتا ہوں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ارے بھائی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے وہ پیدل سفر کر کے بیت اللہ پہنچے دعا سننا تو دور کی بات ہے وہ صرف رب کو پکار رہا ہے یارب یارب۔ اللہ کریم اس کی بات سننا گوارا نہیں کرتے' پسند نہیں فرماتے' اسے کا جواب بھی نہیں دیتے تو جو پورا معاشرے کا معاشرہ' ملک کا ملک' اور پورے ملک کی معیشت ہی خالص سود پر ہے حرام پر اور سود وہ حرام ہے جس کے متعلق اللہ نے قرآن حکیم میں فرمادیا۔ **فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ**۔ سود خوروں کے ساتھ میرے اور میرے رسول ﷺ کا اعلان جنگ ہے **فاذنوا**۔ تکڑے ہو جاؤ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے۔ ہمارا معاشی نظام سودی ہے ہمارا سیاسی نظام انگریز کا اور مغرب والوں کا بنایا ہوا ہے جس کے بنانے والے نے یہ کہا ہے۔

To give the false impression

to the common man جس کے بنانے والے نے اس میں لکھا ہے کہ عام آدمی کو دھوکا دیا جائے کہ تو بھی اقتدار میں شریک ہے یہ بنانے والے کے اپنے الفاظ ہیں کہ عام آدمی کو اس دھوکے میں رکھا جائے the false impression To give اس کے اپنے الفاظ ہیں کہ عام آدمی کے ساتھ یہ جھوٹ بولا جائے' اسے یہ دھوکا دیا جائے کہ تو دراصل اقتدار میں شریک ہے اور یہ جو ہم کہتے ہیں ناہماری طاقت عوام ہیں یہ اس جملے کا ترجمہ ہے یہ جو میں آپ کو سنا رہا ہوں نا انگریزی کا جملہ یہ اس کتاب کا ہے جس میں جمہوریت کے بنانے والے نے لکھا ہے کہ یہ جمہوریت کیا ہے اس نے کہا کہ عام آدمی کے ساتھ یہ جھوٹ بولنا اسے یہ دھوکا دینا کہ تو اقتدار کی اساس ہے تو اقتدار میں شریک ہے یعنی اس کی بنیاد ہی اس نے دھوکے اور جھوٹ پر رکھی ہے۔ اس کے ساتھ ہمارا سمجھوتہ ہے اور ہم کہتے ہیں اس کے خلاف مت بولو حکومت ناراض ہو جائے گی۔ گرفتار کرلیں گے۔ اس حکومت کی جیل زیادہ تکلیف دے گی یا اللہ کی جہنم؟ اگر جہنم کے بدلے یہاں جیل بھی رہنا پڑے سودا مہنگا نہیں ہے۔ اگر جیل بھی جانا پڑے اور اللہ جہنم کی آگ سے بچالے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔

اور یہ یاد رکھ لو یہ بڑی واضح بات ہے ہمیں ہمارے مذہبی لیڈر نے مروادیا یہ بات بتا کر کہ یہاں کی سیاست اور نظام کو چھوڑو اس پر بات نہ کرو جو ہوتا ہے ہونے دو' تم تسبیح پڑھو' تم وعظ کرو' تم تبلیغی چلے لگاؤ' تم مراقبے کرو' اتنا درود شریف پڑھو' یہ سارا درست لیکن یہ چلے یہ مراقبے یہ تبلیغ یہ درود یہ نمازیں یہ کیا ہے؟ جس طرح فوجیوں کو پریڈ کرائی جاتی ہے' جس طرح فوجیوں کو اسلحہ اور ایمونیشن کا استعمال سکھایا جاتا ہے یہ ساری ریہرسل وہ ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے فوج کو روز پریڈ کرانے کا' روز انہیں ایمونیشن اسلحہ سکھانے کا کہ دشمن کا مقابلہ کریں۔ یہ ساری عبادات پریڈ ہیں مومن کی کہ وہ میدان میں آکر اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کرے۔ اب اگر فوجی ساری پریڈ سیکھ کر سارا اسلحہ ایمونیشن چلانا سیکھ کر دشمن کے پاؤں چاٹنے لگے اور جس طرح دشمن کہے اس طرح عمل کرے تو اس فوج کو آپ کتنا انعام دیں گے۔ کفر کے ساتھ سمجھوتہ کرنے والے تبلیغیوں کو' روزے داروں کو بھی اور ذاکرین کو بھی اتنا ہی انعام ملے گا جتنا اس فوجی کو ملنا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تبلیغ نہ کرو' میں یہ نہیں کہہ رہا کہ نمازیں نہ پڑھو' میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ذکر نہ کرو کیونکہ جنہوں نے یہ چھوڑ دیا وہ تو بالکل ہی گئے اس سے بھی محروم ہو گئے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ کا نمازوں کا' ذکر کا حق ادا کرو حق یہ ہے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

> آج جو امریکہ ڈینگیں مارتے نہیں تھکتا اس کے خواب میں بھی نہیں تھا کہ ان بے دست وپا اور ان تہی دامن اور بھوکے پیاسے پٹھانوں کے ہاتھوں روس کا یہ حشر ہوگا

انا لننصر رسلنا والذین امنوا ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ہمارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں فی الحیوۃ الدنیا اقوام عالم میں پتہ چلتا ہے کہ کس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے ارے جنہیں آپ بے وقوف پٹھان کہتے ہیں انہوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ امریکہ جو آج دنیا کا پولیس مین بنا ہوا ہے اس کے پسینے نہیں خشک ہوتے تھے روس کے ڈر کی وجہ سے اور یہ جو ان کی جدید ٹیکنیک ہے ماڈرن ٹیکنالوجی جو ہے چاند پر جا رہے ہیں' ستاروں پر جا رہے ہیں امریکہ روس سے دس برس پیچھے ہے اور اسی بات سے ڈر رہا تھا کہ یہ اس ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے چلا گیا پتہ نہیں یہ ہمارے ساتھ کیا کر گزرے۔ آج جو امریکہ ڈینگیں مارتے نہیں تھکتا اس کے خواب میں بھی نہیں تھا کہ ان بے دست وپا اور ان تہی دامن اور بھوکے پیاسے پٹھانوں کے ہاتھوں روس کا یہ حشر ہو گا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اب جس بات پہ امریکہ اکڑ رہا ہے اس کا انجام بھی قریب ہے۔ روس ٹوٹا' ریاستیں اس کے قبضے سے نکل گئیں' ریاستیں آزاد ہو گئیں' اس کا جو اصل روس تھا وہ بچ گیا' جو کچھ روس نے چھوڑا یہ روس نے دوسروں کا دبایا ہوا تھا جس طرح برطانیہ سے نو آبادیات گئیں تو اصل برطانیہ تو موجود ہے۔ اسی طرح روس سے وہ ریاستیں گئیں جن پر اس کا ناجائز قبضہ تھا۔ کچھ ابھی اس نے دبا رکھی ہیں اور اصل روس جو اس کی اساس ہے وہ موجود ہے لیکن امریکہ جب ٹوٹے گا تو امریکہ کے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا اس لئے کہ امریکہ کی ریاستیں نہیں بٹیں گی امریکہ کے شہری بٹ جائیں گے گورے اور کالے میں' امریکن فرعون کی طرح اپنی موت خود پال رہے ہیں اپنے گھروں میں سیاہ فام لوگوں کی صورت میں۔ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں' کالے مسلماں ہوں یا مسلمان نہ ہوں وہ گوروں کو اس طرح چیریں گے جس طرح چیل مرغی کے بچے کو چیرتی ہے اور جب ٹوٹے گا تو امریکہ کے ہر شہر میں لڑائی ہو گی۔ ہر گاؤں میں لڑائی ہو گی اور کسی کو باہر سے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ یہ خود ہی ان کے لئے کافی ہوں گے جنہیں افریقہ سے پکڑ پکڑ کر قید کر کے جہازوں میں لاکر یہاں بیچا جانوروں کی طرح بولیاں لگا لگا کر۔ انسانوں کو شکار کیا گیا جال لگا کر' پھندے لگا کر' جانوروں کی طرح جہازوں میں بھر کر لایا گیا اور امریکی بندرگاہوں پر نیلامی کی گئی اور ایک ایک بندے کو کھڑا کر کے اس کے بازو پٹھے مچھلیاں دکھاتے تھے۔ عورتیں' بچیاں' بیٹے' مائیں' باپ نیلام کئے گئے۔ باپ کوئی لے گیا' ماں کسی نے خریدلی' بیٹی کوئی لے گیا' بیٹا کسی نے خرید لیا۔ اب چار سو برس ہو گئے ہیں اس فسانے کو چار ساڑھے چار سو سال میں اب وہ پل کر امریکہ کی رگ جاں پہ بیٹھے ہیں۔ آج امریکہ جو دنیا کی سپر پاور ہے آج امریکہ کے کسی بڑے شہر میں جانا موت کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ پتہ نہیں چلتا کدھر سے گولی آئے گی بندے کو چاٹ جائے گی وہ جسے ہم کہتے ہیں نامرکز شہر یا مین ٹاؤن Maintown امریکی ڈاؤن ٹاؤن کہتے ہیں اور ڈاؤن ٹاؤن جانے سے مرجانا وہ بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کی طرف منہ نہیں کرتے آج بھی اتنا کنٹرول نہیں ہے اور جب امریکہ ٹوٹے گا تو انہیں کون روکے گا۔ کوئی بھی نہیں۔ میں

ایک دن امریکہ میں اپنے ایک حبشی دوست کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو اس کے بچے لڑ رہے تھے۔ اس کی بیوی نے ان کو جھڑکا' چھوٹے چھوٹے بچے تھے پانچ سات سال کے آپس میں لڑ پڑے تو اس کی بیوی نے انہیں جھڑکا تو اس حبشی نے کہا کہ انہیں لڑائی سے مت جھڑک کل انہیں گورے امریکنوں کے ساتھ لڑنا ہے انہیں اپنے گھر میں ٹریننگ لینے دے یہ سوچ ہے اس سیاہ موت کی جسے خود امریکہ اپنے گھر پال رہا ہے اور امریکہ بہادر چلا ہے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے جو خود عالم نزاع میں ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ مقروض ملک امریکہ ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ بے ایمان ملک امریکہ ہے' سب لوگوں کے پیسے دبا کر بیٹھا ہے اس کے باوجود سب سے مفلس اور کنگال امریکہ ہے کہ امریکہ میں کسی کے پاس کھانے تک کو نہیں ٹی وی ادھار' مکان قسطوں پر' گاڑی ادھاری' کپڑے ادھارے' قسطوں پر اور روٹی شام کو ادھاری کھا کر صبح کما کر پیسے دیتے ہیں۔ یعنی امریکہ میں ایسا بندہ کوئی نہیں جیسا پاکستان میں ہے کہ ان لوگوں کے پاس بنک بیلنس ہو ایسا کوئی نہیں۔ ادھار کھاتے مرجاتے ہیں اور وراثت میں ادھار دے کر مرتے ہیں بچوں کو۔ یہاں تو لوگ جائیدادیں دے کر مرتے ہیں وہ ادھار دے کر مرتے ہیں۔ مقروض کر جاتے ہیں بیوی بچوں کو۔

بات امریکہ کی نہیں ہے بات مسلمانوں کی اپنی وفا کی ہے' اس کی وفائیں کس کے ساتھ ہیں؟ یہ کس سے ڈرتا ہے؟ کیا یہ اللہ سے ڈرتا ہے یا امریکہ سے ڈرایا جاتا ہے؟ یہ اللہ سے ڈرتا ہے یا دنیا کے نظاموں سے دبکا بیٹھا ہے؟ اگر اس کا ایمان محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے تو میرے بھائی نبی علیہ السلام کے دیئے ہوئے سیاسی نظام میں' معاشی نظام میں' عدالتی نظام میں دینی نظام میں' اخلاقی نظام میں' عبادات کے نظام میں شک کرنے والا مسلمان یعنی اگر کسی کو یہ شبہ بھی ہو جائے کہ یہ غلط ہو سکتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر وہ یہ سمجھے کہ یہ ناقابل عمل ہے تو اس سے بڑا کوئی کفر بھی نہیں ہے اور یہی تو روز ہمیں بتایا جاتا ہے۔ ہمارے حکمران بھی ہمارے لیڈران کرام بھی یہی تو ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ ناقابل عمل ہے۔ تو اگر یہ ناقابل عمل ہے تو بات ختم ہو گئی' اسلام پھر کہاں رہا پھر نصرت الٰہی کہاں رہی' مدد الٰہی پھر کہاں رہی' ایمان کہاں رہا کہ آپ جنت کی امید لئے بیٹھے ہیں اور آخرت کی امید لئے بیٹھے ہیں قبر کی باتیں کرتے ہیں۔ میرے بھائی!

اللہ کریم کے اپنے نظام ہیں آپ ﷺ کی طبیعت بہت خراب ہے اور بہت کمزوری ہے چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے۔ کسی نے اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت فاطمہؓ پاس بیٹھی ہیں سیدہ عائشہ الصدیقہؓ کی گود میں حضور ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کا سر مبارک ان کے سینے کے ساتھ لگا ہوا ہے مسواک فرما رہے ہیں عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں مسواک تھی حضور ﷺ نے دیکھی تو اشارہ فرمایا کہ مجھے دو انہوں نے پیش کی آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو عطا فرمائی کہ اسے چبا کر نرم کر کے مجھے دو انہوں نے اپنے دانتوں میں چبا کر نرم کر کے پیش کی حضور ﷺ پھیر رہے ہیں اپنے دہن مبارک میں۔ کسی نے اجازت چاہی باریابی کی۔ حضرت فاطمہؓ نے اجازت لینے والے سے فرمایا آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہے آپ ﷺ کو تکلیف نہ دو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ صرف تیرے باپ سے اجازت پوچھ رہا ہے یہ پوچھ کر نہیں جاتا کسی کے گھر اور وہ ملک الموت تھا۔ آپ ﷺ نے اجازت دی تو اندر داخل ہوا آپ ﷺ نے فیصلہ دیا بلٰی و رفیق الاعلیٰ کہ اب میں اللہ کے حضور جانا چاہتا ہوں دنیوی زندگی ختم کر دی جائے جس کی شفاعت سے ساری دنیا بھروسہ کئے بیٹھی ہے اس حال میں حضور ﷺ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈبوتے تھے اور رخ انور پر ملتے تھے اور فرماتے تھے ان للموت سکرات۔ کہ موت میں واقعی تلخی ہے ان للموت سکرات کہ موت میں واقعی تلخی ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں تو وہ موت کسی لمحہ بھی آ سکتی ہے۔ جب وہ لمحہ آئے گا کیا صورت حال ہو گی؟ ہم سے کوئی نہیں پوچھے گا' ہم کس برتے پر اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن چھوڑ دیں اور کس بھروسے پر ان دنیوی نظاموں کے پیچھے لگ جائیں۔ ہے کوئی طریقہ؟ ہمارے پاس بچتا ہی کچھ نہیں' ہمیں بھی موت کی گھاٹی میں اترنا ہے ہمیں بھی اس راستے سے گزرنا ہے۔

کیسی عجیب بات ہے ایک لمحہ کسی کو دھوپ میں کھڑا ہونا پڑے اس سے بچنے کے لئے سایہ تلاش کرتا ہے' حشر کی گرمی اور جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے دامان رسول کیوں نہیں تلاش کیا جاتا

حق تو یہ تھا کہ دنیوی معاملات میں بھی' ملکی معاملات میں بھی بین الاقوامی معاملات میں بھی' اسلام اور مسلمان اللہ کے نام پر دنیا میں سپر پاور ہوتے اور آج بھی اگر دنیا کے مسلمان حکمران متحد ہو جائیں تو یہ سپر پاور ہیں۔ پوری دنیا کا معاشی نظام' پوری دنیا کے معاشی وسائل مسلمانوں کے پاس ہیں۔ پوری دنیا کے بہترین خطے زمین کے مسلمانوں کے پاس ہیں۔ پوری دنیا کے بہترین گرم پانی مسلمانوں کے پاس ہیں۔ پوری دنیا کی اچھی بندرگاہیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور دنیا بھر کے زیر زمین خزانے مسلمانوں کے پاس ہیں اور سپر پاور کافر بنے ہوئے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں سے دامان رسول ﷺ چھوٹ چکا ہے یہ کافروں کے نظاموں کے غلام ہو چکے ہیں ان کی سیاست کافرانہ جمہوریت ہے' ان کی عدالت کافرانہ قانون ہے' ان کی معیشت سودی نظام ہے اور اس پر اصرار یہ ہے کہ کوئی اس کے خلاف زبان بھی نہ کھولے۔ کیسی عجیب بات ہے ایک لمحہ کسی کو دھوپ میں کھڑا ہونا پڑے اس سے بچنے کے لئے سایہ تلاش کرتا ہے' حشر کی گرمی اور جہنم کی آگ سے بچنے کیلئے دامان رسولؐ کیوں نہیں تلاش کیا جاتا۔ قرآن حکیم نے یہ واضح طور پر بتا دیا ہے ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں جس کا جو جی چاہے کرتا رہے۔ صرف مصلحہ پکڑ کر بیٹھے رہو کہ آخرت میں نجات ہو جائے گی فرمایا نہیں دنیا میں کفر کا مقابلہ کرنا ہو گا اللہ کی مدد ثابت کرنا ہو گی میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو حق ثابت کرنا ہو گا اس پر آخرت مرتب ہو گی۔ دنیا دار عمل ہے

آخرت اس کی جزا ہے دنیا درخت ہے آخرت اس کا پھل ہے۔ کوئی بے وقوف جو درخت ہی نہیں لگاتا کوئی بے وقوف جو فصل ہی نہیں بوتا صرف اس کے حاصل کی اور پھل کی اور اس سے غلہ لینے کی امید رکھتا ہے اس سے بڑا جاہل دنیا میں کون ہوگا' ایک شخص کھیتی بوتا نہیں اور فصل کے آنے کی امید رکھتا ہے' ایک شخص درخت نہیں لگاتا ہے اس پر پھل لگنے کی امید رکھتا ہے۔ آخرت اجر ہے' پھل ہے' ثمر ہے' یہ دنیا درخت ہے آج یہاں ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا' یہ ثابت کرنا ہوگا اپنی عملی زندگی سے بھی' اپنی زبان سے بھی' اپنے قول سے بھی' اپنے فعل سے بھی کہ مومن کے لئے صرف ایک ہی نظام ہے اور وہ ہے "اسلام"۔ دوسرے کسی نظام پر ہمارا کسی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں۔ جب تک دم میں دم ہے اسلام پر عمل بھی کریں گے انشاء اللہ العزیز اور اپنی پوری کوشش اس بات پر بھی لگادیں گے کہ پورے ملک پر صرف اور صرف اسلام کا نظام نافذ ہو' اس کے لئے خواہ کوئی بھی قیمت دینا پڑے۔ ہمارا کیا ہے؟ جان اس کی دی ہوئی ہے' مال اس کا دیا ہوا ہے' آبرو اس کی دی ہوئی ہے' آرام اس کا دیا ہوا ہے' ہم نے پلے سے کچھ نہیں دینا' جو کچھ اس کا ہے اس میں سے وہی لے سکتا ہے مخلوق وہ چھین بھی نہیں سکتی' کوئی کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتا۔ تو پھر چودہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہو اور اس پہ کافر کا نظام ہو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کیا یہ مسلمان کی غیرت کے مطابق ہے۔ آپ دوسرے مسلمان ممالک کی بات چھوڑ دیں اس ملک میں تو ہم چودہ کروڑ ہیں۔ چودہ کروڑ کلمہ گو کافر کے نظام معیشت کے اسیر ہوں' کافر کے سیاسی نظام کے اسیر ہوں' چودہ کروڑ مسلمانوں کا لیڈر امریکہ جائے کہ جناب مجھے حکومت کرنے دو' میری حکومت باقی رہنے دو تو لعنت ہے ہماری مسلمانی پر۔ اور یہ لندن سے اور امریکہ سے واپسی پہ عمرہ کرتے ہیں کہ اب لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے ادھر سے بھی ہوتے جاؤ۔ کس منہ سے جاتے ہو وہاں؟ روضہ اطہر پہ جاکر کیا کرتے ہو؟ مسلمانوں کا یہ اجتماعی عقیدہ ہے کہ روضہ اطہر پہ جانے والے کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ وہ سلام پڑھتا ہے خود سماعت فرماتے ہیں' جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے کسی فرقے کو کوئی اختلاف نہیں ہے جن کو اختلاف ہے وہ دور نزدیک سے ہے کہ آپ یہاں سے درود پڑھتے ہیں فرشتے لے جاتے ہیں یا حضور ﷺ خود سنتے ہیں یہ اختلافی مسائل ہیں۔ روضہ اطہر پہ حاضری کے وقت کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ حضور ﷺ سماعت فرماتے ہیں' جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ وہاں جاکر کیا بتاتے ہو کہ اللہ نے ہمیں حکومت دی ہے اور آپ ﷺ کا بنایا ہوا نظام تو یارسول اللہ ﷺ ناکارہ ہے قابل عمل نہیں ہے آپ ﷺ کی بتائی ہوئی سزائیں سفاکانہ ہیں؟ اس دروازے پر تو یہودی' نصاریٰ' مشرکین جو بھی جاتے تھے حضور ﷺ انہیں نکالتے نہیں تھے۔ عیسائیوں کا وفد آیا نجران سے' حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ وہ جاہل اجڈ لوگ تھے' صحرائی لوگ تھے' ان میں سے رات کو کوئی اٹھا اس نے مسجد کے صحن میں پیشاب کر دیا' صبح نماز کے لئے لوگ آئے تو دیکھا کہ مسجد میں پیشاب کیا ہوا تھا' صحابہؓ خفا ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا یہ مسلمان تو نہیں ہیں کہ مسجد کے آداب سے واقف ہوں۔ یہاں سے مٹی کھود کر یہ گڑھا صاف کرو اور جہاں تک مٹی میں اثر گیا ہے کھود کر باہر پھینک دو اسے کچھ نہ کہا جائے وہ تو ایسے کریم ہیں کہ انہوں نے کافروں سے درگزر فرمایا۔ تم اگر وہاں سے جاکر ہو آئے تو یہ ان کی درگزر ہے وگرنہ جو کچھ تم لے کر جاتے ہو وہ کیا ہے ہمارے لیڈر جاتے ہیں کہ ہم کافرانہ نظام نافذ کئے ہوئے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہم نے قبول کر رکھا ہے ہمارے لئے تو وہاں جانے کی گنجائش ہی کیا ہے۔ رائی برابر بھی شرم ہو تو ہم تو حاضری کے قابل نہیں رہے۔ کیا جاکر بتائیں کہ ہم سود کھاتے ہیں۔ کیا جاکر بتائیں کہ ہماری بیٹیاں ڈانس کرتی ہیں قحبہ خانوں میں اور ہمارے ہوٹلوں میں عصمت فروشی ہوتی ہے۔ آج ملک کا کونسا بڑا ہوٹل ہے جس میں دھندہ نہیں ہوتا؟ کسی ایک کا نام بتادو! کون نہیں جانتا' حکمران نہیں جانتے؟ یہ ایم این اے' ایم پی اے نہیں جانتے؟ جو عیاشی کرنے جاتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ دنیا کی بدقماش عورتوں نے ہوٹلوں پر قبضہ کر رکھا ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ آپ کے ہوٹلوں میں ذبیحہ نہیں ملتا حرام کھلایا جاتا ہے؟ سب کو پتہ ہے معیشت سودی ہے' سارا حرام ہے غیر ذبحہ کے ہے' قحبہ خانے اور بدمعاشی کے اڈے بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کی بچیاں یہاں سے اغوا کرکے دنیا کے ممالک میں بیچی جارہی ہیں اور کہا جاتا ہے یہ اسلامی حکومت ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے! سبحان اللہ۔

اسلام الگ ایک ضابطہ حیات ہے جس میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ ہے۔ جمہوریت الگ ایک ضابطہ حیات ہے جس میں عام آدمی کو دھوکا دیا جاتا ہے کہ تو اقتدار میں شریک ہے۔ اب اس سچ اور جھوٹ کو ملا کر اسلامی جمہوریہ پاکستان' یار نام میں بدمعاشی رکھی تو تم لوگوں نے' اویار! اسلامی کہو یا جمہوری کہو یہ دونوں کیسے ایک ہوں۔ "اسلامی" جمہوری کیسے ہو سکتا ہے یا ریاست کو اسلامی کہو اگر اسلام دارے میں نہیں ہے تو جمہوری کہو۔ یہی حال دستور پاکستان کا ہے۔ چپے چپے پر ایک ایک جملہ دوسرے سے متضاد۔ ہمیں کہا جاتا ہے اس آئین کی پاسداری کرو۔ یہ آئین جس کی دفعات خود ایک دوسرے کی تکذیب کر رہی ہیں۔ ارے اس آئین کی پاسداری کیوں نہ کریں جو اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کا دیا ہوا دستور ہے اور ہمارے لئے یہی بس ہے اور میرے بھائی! یہ اللہ کا فیصلہ بھی ہے' سمجھ لے اس کو۔ مولوی تو تجھے نعتوں میں غزلوں میں ٹرخا دیتا ہے ماہیے سنا کر بھگا دیتا ہے۔ یاد رہے کہ دنیا میں جو کرو گے آخرت اس پر مرتب ہوگی۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ اسلام اپنے اوپر نافذ کرو' اسلام اپنے ملک پر نافذ کرو اور اسلام کو دنیا میں سربلند کرکے ثابت کردو کہ اسلام ہی سچائی ہے۔ یہ کرنے کا کام ہے اس میں مرجاؤ تو بھی اللہ وارث ہے۔ وہ فرماتا ہے میری راہ میں جو نکل کھڑا ہوتا ہے اگلے قدم پر مر

جائے تو اسے ہجرت کا ثواب عطا کرتا ہوں۔ تم نے اپنے دل سے خلوص سے طے کر لیا کہ میں اس کے نفاذ کے لئے جان دے دوں گا' تم نے نافذ کر دیا' تمہیں نافذ کرنے کا ثواب دے دے گا خواہ دوسرے دن موت ہو جائے ورنہ اپنا بندوبست خود کر لو۔ محض ہیرا پھیری پہ آخرت نہیں ہے۔

ہر وہ مسلمان بھی ظالم ہے جو اسلام کو حق تو سمجھتا ہے لیکن اس کے نفاذ کا ارادہ نہیں کرتا

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی ان کے ماننے والوں کی عالم دنیا میں بھی **ویوم یقوم الاشہادہ** اور جب قیامت کا دن ہو گا تب بھی مدد کریں گے وہ دن ایسا ہو گا **یوم لاینفع الظلمین معذرتھم** غلط کاروں کو اس دن معافی نہیں ملے گی ان کی معافی فائدہ نہیں دے گی۔ ظالم کس کو کہتے ہیں؟ عربی لغت میں جو معنی دیا گیا ہے ظلم کا وہ ہے **وضع شی فی غیر محلہ** یعنی کسی چیز کو ایسی جگہ رکھنا جو اس کی جگہ نہیں ہے عربی میں اسے ظلم کہتے ہیں۔ اس ظلم میں ہر وہ مسلمان بھی شریک ہے جو زندگی میں اسلام کو حق ثابت کرنے کے لئے اور نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد نہیں کرتا میری رائے میں جو میں سمجھتا ہوں جو میری سمجھ میں بات آتی ہے' میں ممبر پہ بیٹھا ہوں میرے سامنے قرآن حکیم کھلا ہوا ہے جو بات میری سمجھ میں' میری دانست میں اللہ نے دی ہے وہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان بھی ظالم ہے جو اسلام کو حق تو سمجھتا ہے لیکن اس کے نفاذ کا ارادہ نہیں کرتا۔ تو فرمایا ظالم اس دن معافی تو مانگیں گے لیکن ان کا معافی مانگنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ **ولھم اللعنتہ** اللہ تو ان سے بیزار ہو گا ان پر لعنت کر رہا ہو گا وہ رحمت کے امیدوار کہاں سے آ گئے۔ **ولھم سوء الدار** ○ اور ان کے لئے جہنم ان کا گھر ہے جو سب سے برا ہے۔ میرے بھائی میں نے تجھے عرض کیا ہے کہ موت کا راستہ بڑا دشوار گزار ہے اور ہمیں وہاں سے گزرنا ہے جس راستے پر نبی علیہ الصلوا ۃ والسلام فرماتے ہیں کہ واقعی یہ مشکل ہے اس کی مشکلات کا اندازہ لگا لیجئے۔ یہاں سے آرام سے گزرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسلام کے ساتھ وفا کی جائے' اسلام کے لئے اپنی پوری کوشش کی جائے' اسلام کے لئے خود کو وقف کر دیا جائے' حلال کماؤ خواہ تھوڑا کماؤ' حلال کماؤ اولاد کو حلال کھلاؤ کہ وہ نیک بنے اور فرماں بردار بنے۔ حرام پر عیش کرواتے رہے اولاد کو تو ان پر حرام کی چربی چڑھتی رہے گی وہ بڑے ہو کر جوتے ماریں گے۔ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ اولاد کو حلال کھلاؤ خود حلال کھاؤ اس حرام کاری کے نظام کے خلاف جدوجہد کے میدان میں عملاً" شریک ہو جاؤ۔ اللہ کریم آپ کی اس شراکت کو قبول فرمائے اور آپ کو کامیاب کرے اور اس وطن عزیز پر اسلام کو نافذ العمل دیکھیں اللہ وہ وقت جلد لائے اور انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے۔

بقیہ 28

ہیں جو انسان کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں صدقہ جاریہ' وہ عمل جس سے لوگ فائدہ اٹھائے' نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے اور دانا کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "اچھی صحبت کی مثال عطار کی سی ہے کہ عطر نہ ملے گا تو بھی خوشبو پائے گا۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی ہے جسے ہوا کبھی جھکا دیتی ہے کبھی سیدھا کر دیتی ہے اور منافق کی مثال سنوبر کے درخت کی ہے جو کھڑا رہتا ہے حتی کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیسی ہو یا راہ چلنے والے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "ایمان اور بخل ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "وہ ذلیل ہوا جس نے بڑھاپے میں والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کی۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں ہر شخص کو اسی کا اجر ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "تم میرے پاس حسب نسب لے کر نہیں اعمال لے کر آؤ۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "بازار سے اولاد کیلئے جو چیز لاؤ پہلے بیٹی کو دو پھر بیٹے کو۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "ہر گناہ کی توبہ ہے مگر بداخلاقی کی نہیں۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے امانت لے تو خیانت کرے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "میانہ روی اختیار کرنے والا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "خاموشی بہت بڑی حکمت ہے۔"

حضرت علیؓ نے فرمایا! "اگر دشمن پر قدرت ہو جائے تو اس قدرت کا شکر اس طرح ادا کرو کہ اسے معاف کر دو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! "ہمیشہ سچی اور حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہی ہو۔"

اعزاز علی سید

ناداں وہ ہے جو حضورؐ کے احکامات پر نہیں چلتا اور غلامی کا دعویٰ کئے بیٹھا ہے۔

جس کو حضورؐ سے محبت ہوگی وہ آپ کی سیرت وصورت کو اپنائے گا۔

دنیا ایک مسافر خانہ ہے کل آیا تھا آج جا رہا ہے۔